

یزید

اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں

<http://siqarahlibrary.blogspot.com/>

مُرتَبِّین
قاری محمد ضیاء الحق
میاں رضوان نقیس

شہانِ فہرستِ اکابرِ اہل حق

نام کتاب: یزید اکبر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں
مرتبین: حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہم

میاں رضوان نقیس زید مجدد

طبع اول: صفر المظفر ۱۴۱۳ھ / اگست ۱۹۹۳ء

طبع دوم: ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ / نومبر ۲۰۱۱ء

طبع سوم: رجب المرجب ۱۴۳۵ھ / مئی ۲۰۱۴ء

ناشر: شاہ نقیس اکاڈمی، ۱۱/۲۷ سدی پارک مزنگ

لاہور ۰۳۰۰-۳۱۸۳۷۰۹

۰۳۲۱-۹۴۳۸۴۴۲

☆ ملنے کے پتے ☆

○ نقیس منزل، ۳/۷۷ اکریم پارک لاہور

○ مکتبہ قاسمیہ، ۱۷ الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

○ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

○ مکتبہ شاہ نقیس، زبیدہ سنٹر، اردو بازار لاہور

○ مکتبہ سلطان عالمگیر، ۵/لوئر مال، اردو بازار لاہور

○ مکتبہ زکریا، اردو بازار لاہور

○ ادارہ تالیفات ختم نبوت، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور

○ الفضل، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار لاہور

○ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰-انارکلی، لاہور

○ مکتبہ رشیدیہ، اقبال مارکیٹ، کمپنی چوک راولپنڈی

○ مکتبہ شہید اسلام، لال مسجد، اسلام آباد

○ دفتر ختم نبوت پتھ فورس، ایبٹ آباد روڈ، مانسہرہ

○ مکتبہ رشیدیہ، نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی



انتساب

اکابر علماء دیوبند

رحمۃ اللہ علیہ

کی ارواح مبارکہ کے نام

اکابر علماء اہل السنۃ والجماعت دیوبند جو رسوخ فی العلم، اخلاص
و اللہیت، بے نفسی، دنیا سے بے رغبتی میں اپنی مثال آپ ہیں اور
شریعت و سنت کو ہر حال میں مقدم رکھنا جن کا طرہ امتیاز ہے۔ اللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان بزرگوں نے زندگی کے کسی شعبہ میں
تحقیق کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ یہ اکابر بعد میں آنے والوں
کے لیے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اپنا تعلق چونکہ انہی
بزرگوں سے جوڑتے ہیں اس لیے ہماری سعادت مندی اسی میں
ہے کہ اس مینارہ نور سے روشنی حاصل کر کے اپنے راستے کا تعین
کر لیں تاکہ خیر و عافیت کے ساتھ اپنی منزل مراد کو جا پہنچیں۔

رضوان نفیس

بفیض ان نظر

امام العاشقین، زبدۃ الصلین، برہان العارفین، سید الاولیاء، سند الاصفیاء

ربہ شریعت و طریقت، سید السادات، مجمع التعادات، منظر انوار نبوی

مقبول بارگاہ الہی

قطب الاقطاب

حضرت سید نفیس اُینی شاہ صاحب نور الثمقہ

اس کتاب کی اشاعت انہی کی صحبت، تربیت اور توجہات عالیہ کا ثمر و نواز ہے

خاکپائے شاہ نفیس اُینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

۱۶	حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب ادکار و دامت برکاتہم العالیہ	۴۵
۱۷	حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۴۷
۱۸	حضرت مولانا حبیب الرحمن سومر صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۴۸
۱۹	حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن صاحب امر و ہوی دامت برکاتہم العالیہ	۴۹
۲۰	حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۵۰
۲۱	حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب قریشی ہاشمی دامت برکاتہم العالیہ	۵۲
۲۲	حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن در خواستی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۵۳
۲۳	حضرت مولانا مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۵۶
۲۴	حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۵۸
۲۵	حضرت مولانا مفتی سعید حسن صاحب دہلوی دامت برکاتہم العالیہ	۶۱
۲۶	حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی دامت برکاتہم العالیہ	۶۳
۲۷	حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۶۵
۲۸	حسن ترتیب (مولانا محمد عابد)	۶۷
۲۹	اسلامی تاریخ پر شب خون (ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی)	۷۲
۳۰	یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں (ترتیب: قاری ضیاء الحق)	۷۷
۳۱	مقدمہ (قاری ضیاء الحق)	۷۹
۳۲	حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات	۸۱
۳۳	قطب العالم حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات	۸۳
۳۴	حکیم الامت حضرت مولانا رفیع علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات	۹۱
۳۵	مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات	۱۰۲

فہرست مضامین

شمار	مضامین	صفحہ
۱	حرفہ چند (میاں رضوان نقیس)	۷
۲	حرفہ رضوان (میاں رضوان نقیس)	۱۱
۳	تقاریر علماء کرام و مشائخ عظام	
۴	حضرت مولانا عبدالجید صاحب لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۱۷
۵	حضرت مولانا محمد عبدالحکیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ	۱۸
۶	حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ	۱۹
۷	حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۰
۸	حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۳
۹	حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۵
۱۰	حضرت سید جاوید شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۸
۱۱	حضرت پیر ناصر الدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۳۴
۱۲	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۳۶
۱۳	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۳۸
۱۴	حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۴۰
۱۵	حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی دامت برکاتہم العالیہ	۴۳

۱۵۷	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	۵۶
۱۵۹	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۵۷
۱۶۱	حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ	۵۸
۱۶۳	حضرت مولانا مفتی سید محمد مہدی حسنؒ	۵۹
۱۶۷	حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ	۶۰
۱۶۹	حضرت مولانا مفتی محمودؒ	۶۱
۱۷۱	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ	۶۲
۱۷۳	حضرت مولانا سید شمس الحق افغانیؒ	۶۳
۱۷۵	حضرت مولانا عبدالعزیزؒ	۶۴
۱۷۷	حضرت مولانا محمد عبداللہ ریسپوریؒ	۶۵
۱۷۷	حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدیؒ	۶۶
۱۷۸	حضرت مولانا سید حامد میاںؒ	۶۷
۱۸۵	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، ثوبہ فیک سنگھ	۶۸
۱۹۷	حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ	۶۹
۲۰۰	حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ	۷۰
۲۰۱	حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ	۷۱
۲۰۲	حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ	۷۲
۲۰۴	حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ	۷۳
۲۱۱	حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ	۷۴
۲۱۴	حضرت مولانا غیاث الرحمن فاروقی شہیدؒ	۷۵
۲۱۶	حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ	۷۶
۲۱۸	حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ	۷۷

۱۰۸	خاتم المحدثین مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی تصریح	۳۶
۱۰۹	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی تصریحات	۳۷
۱۱۲	مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ کا فتویٰ	۳۸
۱۱۵	امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی تصریحات	۳۹
۱۱۸	مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی تصریحات	۴۰
۱۲۰	حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی تصریحات	۴۱
۱۲۵	محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی تصریحات	۴۲
۱۳۰	محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کی تصریحات	۴۳
۱۳۲	تَبَعُہ	۴۴
۱۳۹	کتابیات	۴۵
۱۴۱	یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں (ترتیب: میاں رضوان نقیس)	۴۶
۱۴۳	حضرت مولانا علامہ عبدالحی لکھنویؒ	۴۷
۱۴۶	حضرت مولانا عبدالحقؒ	۴۸
۱۴۷	حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوریؒ	۴۹
۱۴۸	حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندویؒ	۵۰
۱۴۹	حضرت مولانا محمد عبدالشکور لکھنویؒ	۵۱
۱۵۰	حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ	۵۲
۱۵۲	حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ	۵۳
۱۵۴	حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیروٹیؒ	۵۴
۱۵۶	حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ	۵۵

حرفہ چند



اللہ پاک کا صد ہا شکر ہے جس کے فضل و کرم سے ہماری اس زیر نظر کتاب کے پہلے دو ایڈیشن کو خوب قبولیت عطا ہوئی اور بہت سے ایسے حضرات جو اپنی لاعلمی اور نفس مسئلہ سے عدم واقفیت کی بناء پر دفاع یزید اور مدح یزید کی گمراہی و ضلالت میں گھرے ہوئے تھے انہوں نے اپنے اکابر کے مسلک سے آگاہ ہو کر راہ ہدایت کو اختیار کیا ہے، جس سے بجز اللہ ایک بہت بڑی گمراہی کو روک گئی ہے اور اب اس میں کمی واقع ہونا شروع ہو گئی ہے۔

کتاب کے اس ایڈیشن میں خیر القرون سے لے کر آج کے زمانہ تک کے تمام اکابر اور بالخصوص علماء دیوبند کے فقہ یزید کے متعلق نظریات کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے اور الحمد للہ تم الحمد للہ اس میں بہت حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اور مزید مواد بھی ہم عوام تک پہنچائیں گے انشاء اللہ العزیز۔ اب کوئی بد باطن سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ نہیں دے سکتا کہ یزیدوں نے ”فقہ یزید“ کے مسئلہ میں خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔

جس طرح رافضی صحابہ کرامؓ پر تمرا کرتے ہیں اور ان سے نفرت کی ایک وجہ ان کا بغض صحابہؓ ہے بالکل اسی طرح ناصبی و یزیدی اہل بیتؓ پر تمرا کرتے ہیں اور ان سے نفرت کی وجہ ان کا بغض اہل بیتؓ ہے جبکہ اہل بیتؓ کو تو دو ہر اشرف حاصل ہے کہ وہ صحابہؓ بھی ہیں اور اہل بیتؓ بھی، ہمارے ایمان کی جان، وجہ کائنات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کا فرمان عالیشان ہے کہ ”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں“ اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ”میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہا ہلاک ہوا“ اہل سنت کے حلیل القدر امام، امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے بھی تفسیر میں بڑی پیاری بات لکھی ہے کہ ”ہم اہل سنت والجماعت الحمد للہ اہل بیتؓ کی محبت کی کشتی میں سوار ہوئے اور راہ ہدایت کے ستاروں یعنی اصحاب محمد ﷺ کے ذریعہ راہ یاب ہوئے چنانچہ ہم

۷۸	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۲۳۰
۷۹	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۲۳۲
۸۰	حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑویؒ	۲۳۵
۸۱	حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ	۲۴۰
۸۲	حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ	۲۴۴
۸۳	حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ	۲۵۲
۸۴	حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ	۲۵۴
۸۵	حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ	۲۵۹
۸۶	حضرت مولانا سید محمد امین شاہؒ	۲۶۶
۸۷	حضرت سید نفیس الحسنی شاہؒ	۲۷۱
۸۸	حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ	۲۸۲
۸۹	حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	۲۸۳
۹۰	حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ	۲۸۵
۹۱	حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ	۲۸۷
۹۲	حضرت مفتی محمد فریدؒ	۲۸۹
۹۳	حضرت مولانا محمد حنیف صاحبؒ	۲۹۰
۹۴	حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ	۲۹۱
۹۵	حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۹۴
۹۶	حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۹۶
۹۷	حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ	۲۹۷
۹۸	کتابیات	۲۹۸

نے قیامت کی ہولناکیوں، تاریکیوں اور دوزخ کی ہلاکت خیزیوں سے نجات حاصل کی، درجات کی بلندیوں اور وہاں کی ابدی نعمتوں تک پہنچنے کا راستہ پانے کی امید رکھتے ہیں۔

اللہ کرے کہ یہ سیدھی سی بات ہمارے لوگوں کی سمجھ میں آجائے، ہمارے پیرو مشد حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے صحابہ و اہل بیت کی محبت و عظمت میں جو اقوال ہیں اُن میں سے چند ایک نظر قارئین ہیں:

✽ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں کی محبت جزو ایمان ہے، جو شخص اس عقیدہ سے متصف نہ ہو وہ اہل السنۃ والجماعت سے خارج ہے۔

✽ جس جہنم میں صحابہ کا گستاخ جائے گا اُسی میں اہل بیت کا گستاخ بھی جائے گا اور اہل بیت کو تو دو ہر اشرف حاصل ہے کہ وہ صحابہ بھی ہیں اور اہل بیت بھی۔

✽ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے اور جو اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے کیونکہ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہما ”یک جان دو قالب“ ہیں۔

✽ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم دونوں ایک دوسرے کے شرف کو پہچانتے ایک دوسرے کی عظمت کے قائل اور مَحْمَدًا بَيْنَهُمْ تھے۔

یزیدی اور ناصبی ہر جگہ بیٹھتے اُٹھتے یزیدیت کا ناسور اور اکابر پر عدم اعتماد کی ضلالت پھیلاتے پھیلاتے یہاں تک جری ہو جاتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور وہ تمام اکابر جنہوں نے یزید کی مذمت اور حضرت حسین کی مدحت بیان کی ہے اُن سب کے متعلق اپنی بے لگام زبانوں کو دراز کرنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے اور ایسی توہین آمیز گفتگو کرتے ہیں کہ الحفیظ الامان حالانکہ ان ہی کے نام کا کھاتے ہیں اور ان کے نام کا بظاہر دم بھرتے ہیں۔

ہماری اپنے تمام کرم فرما حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اکابر پر اعتماد اور صحیح مسلک اہل السنۃ والجماعت کی ترجمانی کو بھی ضرور اختیار فرمائیں اور

جہاں جہاں ناصیت اور یزیدیت کا فتنہ پھلایا جا رہا ہے وہاں پر اس کی تردید میں تمام جزوی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اکابر کے نظریہ کو ضرور بیان کیا جانا چاہیے، کیونکہ ہمارے بزرگوں نے اگر اس فتنہ کے متعلق اپنے موقف کو مبہم رکھا ہوتا تو آج ہم بھی نام نہاد مصنفین اور محققین (جو رافضیت کے خلاف لوگوں کے جذبات کو اہل بیت اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تحقیر میں بدل رہے ہیں ان جیسے محروم القسمت اور کریہہ الفطرت لوگوں) کی پیروی کرتے کرتے اپنے ایمان کے دشمن بن جاتے، اللہ پاک ہمارے بزرگوں پر کمر و زور رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے جو الحاد و زندیقی کے آگے بند باندھ کر آنے والی نسلوں پر عظیم احسان کر گئے ہیں اس لیے یہ اب ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اپنے بعد آنے والوں لیے صاف سقرا اور صحیح مسلک اکابر محفوظ کر جائیں اس سے انشاء اللہ عقیدہ اور عقیدت دونوں میں برکت و ترقی ہوگی اور مسلک حق دیوبند کی حقانیت بھی دوسرے سب لوگوں پر ظاہر و باہر ہو جائے گی، اور ہمارے اکابر کے متعلق عوام میں جو غلط تاثر پیدا کیا جا رہا ہے اس کا بھی ازالہ ہوگا۔

اس کتاب کے نئے ایڈیشن کو مزید مؤثر بنانے کی غرض سے ہم نے موجودہ زمانہ کے بزرگوں کی مزید تائیدات کو اس میں شامل کیا ہے، مزید برآں پہلے سے موجود تصریحات میں اکابر کی دیگر کئی تحریرات بھی حاصل ہوئیں جن کا اس ایڈیشن میں اضافہ کر دیا گیا ہے، اور جہاں کہیں صفحات کے اخیر میں جگہ خالی تھی اُس جگہ پر جو کھٹے کے اندر اہل سنت والجماعت کے برگزیدہ اکابر کے اقوال نقل کر دیے ہیں جس سے یہ بات واضح ہوگی کہ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ حضرت حسینؑ کے حق اور یزید کے باطل ہونے پر متفق ہے، اور یہ بھی واضح ہوگا کہ ہر صدی کے اکثر اکابر تو اس پر لعنت کو جائز بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں اور بہت سے اس کے کفر کے قائل ہیں، لیکن یہ علماء دیوبند کا ہی اعزاز اور طرہ امتیاز ہے کہ جیسے وہ ہر معاملہ میں دامن اعتدال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اسی طرح وہ

”مسئلہ یزید“ میں بھی اسی نظریہ پر عامل ہیں کہ اس کو صرف فاسق و فاجر کہتے ہیں اور اس کے کفر میں توقف کرتے ہیں اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں (اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ قابل لعنت نہیں)۔

جو لوگ تو اکابر کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اُن کے لیے یہ تحریرات دلیل روشن ہیں اور جن حضرات کا اکابر سے ولی طور پر دور کا بھی واسطہ نہیں وہ جانیں اور ان کا کام، ہم تو اُن کے واسطے دعائے خیر ہی کرتے ہیں مگر بقول حافظ:

گر جان بد بد سنگ سیہ لعل نہ گردد
باطینت اصلی چہ کند بد گہر افتاد
(جان جو کھوں میں ڈال کر بھی سیاہ پتھر لعل نہیں بنایا جاسکتا۔ جس چیز کی فطرت خراب ہو، اس کی اصلاح کی ہر کوشش بے فائدہ ہوتی ہے۔)

ہماری ان اصلاح پسندانہ کوششوں کی سرپرستی ہمارے تمام بزرگ فرما رہے ہیں اور الحمد للہ ثم الحمد للہ اُن کی مشاورت اور رہنمائی ہمارے سر کا تاج ہے، اور ہماری عاجزانہ درخواست پر ہمارے حضرت شاہ جی دہلوی کے محبین و مخلصین اکابر علماء کرام و مشائخ عظام نے اس کتاب پر تقاریظ رقم فرما کر ہماری بہت بڑی حوصلہ افزائی فرمائی ہے جس پر ہم اپنے بزرگوں کے دل و جاں سے مشکور و ممنون ہیں اللہ پاک ہمارے تمام سرپرستوں کو دنیا و آخرت کی عزتوں، عظمتوں اور رفعتوں سے مالا مال فرمائے آمین

از صد سخن پیرم یک حرف مرا یاد ست
عالم نہ شود ویران، تا میکدہ آباد ست
(مجھے اپنے مرشد کی سینکڑوں نصیحتوں میں سے صرف یہی ایک بات یاد ہے
یہ دنیا اس وقت تک برباد نہیں ہوگی جب تک مے خانے کی رونقیں قائم ہیں)

احقر رضوان نقیس

حرف رضوان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده!
ہمارے حضرت سید نقیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:
”یہ فتنوں کا دور ہے دن رات ایک سے بڑھ کر ایک فتنہ اٹھ رہا ہے۔“
اس بات کو حافظ شیرازی اس انداز سے کہتے ہیں:

فریب جہاں قصہ روشن است
ببیں تاجہ زاید شب آبستن است
(دنیا کی فریب کاریاں بالکل ظاہر ہیں۔ رات حاملہ ہے دیکھیے صبح
ہوتے ہوتے کس فتنے کو جنم دیتی ہے۔)

حضرت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”ان میں سے ایک بڑا فتنہ اپنے اکابر پر اور اُن کی تحقیق پر عدم اعتماد
اور خود کو بڑا ذہین، عقلمند اور میدان علم و تحقیق کا شہسوار ثابت کرنے کی
کوشش ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات بہت سے مسائل جنم لیتے
ہیں۔ اور ہمارے ہاں تو بعض مسائل ایسی شکل اختیار کر چکے ہیں کہ
جن کی وجہ سے پورے مسلک کی بنیادیں ہل کر رہ گئی ہیں جن میں
سے ایک یزیدیت اور دوسرا مہماتیت بھی ہے۔“

اکابر علماء اہل سنت والجماعت دیوبند جو رسوخ فی العلم، اخلاص و للہیت،
بے نفسی، دنیا سے بے رغبتی میں اپنی مثال آپ ہیں اور شریعت و سنت کو ہر حال میں مقدم

یزید، تھی، جو مودودی صاحب کی تشیع آمیز کتاب ”خلافت و ملوکیت“ کے رد عمل کے طور پر لکھی گئی، اور جس میں اسلاف کی تحقیقات کو غلط قرار دیتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے، اور یزید کی بمقابلہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے برتری ثابت کرنے کی ناروا کوشش کی گئی۔ یہ تشیع کے مقابلہ میں عباسی کی ناصبی تحریک تھی جس نے بعد میں بہت سے داعی پیدا کر لیے، ان میں سے اکثر ملحد، بے دین اور منکر حدیث ہیں، جن کا اصل حدف اکابر اُمت کا استہزاء اور احادیث نبویہ کی تضحیک ہے، امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سبطین شہیدین رضی اللہ عنہما اور اکابر و اعظم اہل بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حق میں سوقیانہ دل آزاری ان کا محبوب مشغلہ ہے، جو سخ قلوب اور سلب ایمان کی علامت ہے۔

(گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراطِ مستقیم ص: ۲۶۷-۲۶۸)

آخر ایسی کون سی قیامت آگئی ہے کہ ہم اپنے مقبولانِ بارگاہِ الہی اور برگزیدہ اکابر کو چھوڑ کر بد عقیدہ اور گمراہ لوگوں کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ ہم سوچتے کیوں نہیں کہ ہم کس راستے پر چل نکلے ہیں؟ ہماری عقلوں کو کون سی دیمک کھا گئی ہے؟ آقا مدنی کریم رضی اللہ عنہ سے ہماری محبت کہاں کھو گئی ہے کہ جس شخص نے ہمارے آقا رضی اللہ عنہ کے سارے خاندان کو نیست و نابود کرنے کی ناپاک کوشش کی (اس جگہ بعض لوگ یہ مغالطہ پیدا کرتے ہیں کہ یزید تو اس موقع پر موجود نہیں تھا تو پھر وہ ذمہ دار کس طرح ہوا، اس کا جواب ہمارے حضرت رضی اللہ عنہ کئی طرح کی مثالوں سے دیا کرتے تھے ان میں سے ایک مثال ماضی قریب میں جامعہ حفصہ سے متعلق رونما ہونے والے واقعہ کی دیا کرتے تھے کہ وہاں جو عظم ہوا ہر بندہ اس کا ذمہ دار صدر مشرف کو سمجھتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے مگر مشرف وہاں خود تو موجود نہ تھا

رکھنا جن کا طرہ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان بزرگوں نے زندگی کے کسی شعبہ میں تحقیق کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ یہ اکابر بعد میں آنے والوں کے لیے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اپنا تعلق چونکہ انہی بزرگوں سے جوڑتے ہیں اس لیے ہماری سعادت مندی اسی میں ہے کہ اس مینارہ نور سے روشنی حاصل کر کے اپنے راستے کا تعین کر لیں تاکہ خیر و عافیت کے ساتھ اپنی منزل مراد کو جا پہنچیں۔

یزید کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہے اس بات کو شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اس درد سے لکھتے ہیں:

کتنے تاریخی بدھیات کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا، یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج روا اور کج بحث موجود ہوتے ہیں۔ زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی قدرت میں ہے، ملاحظہ اور زنادقہ کی زبان کب بند ہو سکی کیا اس دور میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا۔ اور کہا گیا کہ واقعہ ہے ہی نہیں، اور کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی، واجب القتل اور یزید کو امیر المؤمنین اور خلیفہ برحق نہیں ثابت کیا گیا۔ (تسکین الصدور)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رضی اللہ عنہ نے اپنے بہت ہی خوبصورت اور ناصحانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں، بقول حافظ شیرازی:

تلقینِ درسِ اہلِ نظر يك اشارتِ ست
(عقلند لوگوں کو کوئی بات بتانے کے لیے ایک اشارہ ہی کافی ہے)

حضرت شہید لکھتے ہیں:

”ماضی قریب میں اس جہالتِ آبِ خود رانی کی ایک مثال محمود احمد عباسی کی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ اور ”تحقیق مزید بر خلافت

نہ تو اس نے کوئی گولی چلائی نہ ہی کوئی بم، بلکہ وہ تو بڑے کروفر کے ساتھ اپنے قصر صدارت میں موجود تھا اسی بات پر تو غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جو آخری بیان دیا اس میں کہا تھا کہ ”ہمارا قافلہ حسینی قافلہ ہے اور ہم کربلا میں ہیں“ ٹھیک یہی معاملہ یزید کا بھی ہے کہ بادشاہت اس کی، ابن زیاد گورنر اس کا جسے اپنے ایک عیسائی مشیر سرجون کے مشورہ سے ایک صحابی رسول ﷺ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو زبردستی معزول کر کے مقرر کیا تھا، فوجیں اس کی اور سب سے بڑھ کر حکم بھی اسی کا، اور وہ اس سارے ظلم سے راضی تھا تو اسی لیے اس نے اس معاملہ کی تحقیق کی نہ ہی کسی کا مواخذہ کیا اور نہ ہی کسی کو کوئی سزا دی (ہم اسی شخص کے وکیل صفائی بن کے کھڑے ہو گئے ہیں اور اپنے آقائے پاک ﷺ کے محبوب نظر، اور وہ مبارک و معزز ہستیاں کہ جن کے فضائل و مناقب سے ذخیرہ احادیث و کتب تاریخ بھری پڑی ہیں، ہم ان ہی کو غلط اور خطا کا ثابت کرنے میں مشغول ہو گئے ہیں۔ خدا کے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے :

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اس کا
جیسا کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مشغلہ مسخ قلوب اور سلب ایمان کی علامت ہے۔

زیر نظر رسالہ ہمارے اکابر علماء دیوبند کی بڑی ہی معتدلانہ، انصاف اور حقیقت پر مبنی آراء پر مشتمل ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ان حضرات نے افراط و تفریط کے فتنہ سے دور رہ کر کس طرح آحق الحقائق کو رو بروشن کی طرح واضح اور آشکار کیا ہے۔

اس رسالہ کی ترتیب جناب قاری ضیاء الحق مدظلہ اور اشاعت مظفر لطیف صاحب نے فرمائی تھی۔ آج کل کے حالات میں اس کی اشاعت کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کیونکہ یزیدی فتنہ جو ہمارے اکابر کی محنت و برکت سے دب گیا اب پھر سر اٹھا رہا ہے اور

ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کو تحقیق کے عنوان پر پھر سے گمراہ کر رہا ہے جس سے اصل حقیقت اور تاریخ سے نا آشنا حضرات کے پھسل جانے اور گمراہ ہونے کا خطرہ و خدشہ ہے (جس کا تلخ تجربہ ماضی میں محمود احمد عباسی ناصبی یزیدی کی گمراہ کن کتاب سے ہو چکا ہے) اس لیے ہم نے اس رسالہ کے نئے ایڈیشن کو اپنے بہت سے اکابر جو کہ اسلاف ہی کے سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں، کی آرا سے نور علی نور کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے سب اکابر مسلک اعتدال پر ایک ہی رائے رکھتے ہیں ان میں کوئی دوئی نہ تھی اور نہ ہے جو ہمارے لیے بھی مشعل راہ ہے۔ ہمارے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے:

”میں تو لکیر کا فقیر ہوں“

یعنی میں تو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پہ چلنے والا ہوں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی خود بھی اس بات پر کار بند رہے اور ہم خدام کی بھی یہی تربیت فرمائی اللہ پاک ہمیں تادم آخر اس پر قائم و دائم رکھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

بگداختہ آبگینہ دل

آئینہ دھم بدست محفل

(اپنے آئینہ دل کو پگھلا کر یہ آئینہ تیار کیا جو

اب اہل محفل کے ہاتھوں میں ہے)

حضرت مولانا عبدالجبار صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم نے اس رسالہ پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کر کے ہماری بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ پاک اُن کو اپنے شایان شان اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور اُن کا عافیت والا سایہ ہم عاجزوں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

اس رسالہ کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت

برکاتہم اور مولانا محمد عابد مفتی سید رضا علی جعفری زید مجدہم نے بڑی رہنمائی فرمائی اور نظر ثانی و پروف ریڈنگ حضرت مولانا عبدالحفیظ ظفر صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی جس کے لیے ہم تہہ دل سے ان کے مشکور ہیں۔

حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، صاحبزادہ سید زید الحسنی شاہ، محمد عرفان شجاع، مفتی شعیب احمد، مفتی عبدالرحمن نذر، چوہدری منصور صادق، بھائی رحمت اللہ، عبدالرؤف روئی، خواجہ محسن، میاں سعید، میاں نعیم صاحبان کی ہمدردیوں اور تعاون پر اللہ پاک ان حضرات کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ اور ”حلقہ احباب نقیس“ کے تمام کرم فرماؤں کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کی سرپرستی سے یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصف شہود پر آ رہی ہے۔

اللہ پاک سے دست بستہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک ہماری اس عاجزانہ کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور آخرت میں ہمیں ہمارے بزرگوں کا ساتھ، صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے قدموں میں جگہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

خاکپائے شاہ نقیس الحسنی رضی اللہ عنہ

احقر رضوان نقیس

یکم شوال المکرم ۱۴۳۱ھ

۳۱ اگست ۲۰۱۱ء

تائید و دعا

شیخ المشائخ حکیم العصر

حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ

خليفة اجل قطب الاقطاب حضرت سيد نقیس الحسنی شاہ صاحب

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کھروڑ پکا

امیر مرکز یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

راقم الحروف نے اس رسالہ کا مسودہ حرف بحرف پڑھ

لیا ہے۔ میں اس سے پوری طرح متفق ہوں اور اسے میری پوری

تائید و حمایت حاصل ہے

اس رسالہ میں درج اکابر علماء دیوبند کی تحریرات بالکل

صاف اور واضح ہیں، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور ذریعہ

نجات بنائیں۔ آمین

عبد المجید غفور لہ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ

حرفِ سپاس

بخدمتِ حلیم الامت، مصلح الملت

حضرت مولانا محمد عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل دارالعلوم دیوبند، شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

خليفة اجل قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب

رئیس تخصص فی الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ الحدیث جامعۃ الرشید کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم حضرت مولانا محمد عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ کے

تہہ دل سے مشکور ہیں کہ جن کی خصوصی شفقت اور توجہ ادارہ کی

دیگر مطبوعات کی طرح اس رسالہ کی تیاری میں بھی ہماری معاون

و مددگار رہی ہے، حضرت دامت برکاتہم اپنی قیمتی نصائح اور

مشاورت سے مستفید فرماتے رہے ہیں، اللہ پاک حضرت کی زندگی

اور صحت میں برکت عطا فرمائے، حضرت ایسے بزرگوں کا وجود

مسعود ہم عاجزوں کے لیے اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے۔

(رضوان نفیس)

دعاۓ کلمات

شیخ الاسلام

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

دارالعلوم کراچی

۱۳ جولائی ۲۰۱۲

بسم الله الرحمن الرحيم

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط اور ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ نامی کتاب موصول

ہوئی۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو مقبول اور مفید بنائیں۔ آمین

جہاں تک کچھ لکھنے کا تعلق ہے، بندہ کی معذوری یہ ہے کہ تقریباً روزانہ اس قسم

کی فرمائش کہیں نہ کہیں سے موصول ہوتی ہے، اپنے مشاغل میں اتنا پڑھنے کا بھی موقع

نہیں ملتا کہ جس کی بنیاد پر کوئی رائے قائم کی جا سکے اور بخیر پڑھے لکھتا دیانت کے

خلاف ہے، اس لیے معذرت چاہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، البتہ دعائے خیر کرتا ہوں۔

امید ہے کہ بندہ کی معذوری کو محسوس فرمائیں گے۔

والسلام

بندہ

محمد تقی

حرفِ سپاس

بخدمتِ حلیم الامت، مصلح الملت

حضرت مولانا محمد عبدالحلیم صاحبِ چشتی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل دارالعلوم دیوبند، شاگردِ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

خليفة اجل قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب

رئیس تخصص فی الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ الحدیث جامعہ الرشید کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم حضرت مولانا محمد عبدالحلیم چشتی دامت برکاتہم العالیہ کے

تہ دل سے مشکور ہیں کہ جن کی خصوصی شفقت اور توجہ ادارہ کی

دیگر مطبوعات کی طرح اس رسالہ کی تیاری میں بھی ہماری معاون

و مددگار رہی ہے، حضرت دامت برکاتہم اپنی قیمتی نصائح اور

مشاورت سے مستفید فرماتے رہے ہیں، اللہ پاک حضرت کی زندگی

اور صحت میں برکت عطا فرمائے، حضرت ایسے بزرگوں کا وجود

مسعود ہم عاجزوں کے لیے اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے۔

(رضوان نفیس)

دعاۓ کلمات

شیخ الاسلام

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

دارالعلوم کراچی

۱۳ جولائی ۲۰۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا خط اور ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ نامی کتاب موصول

ہوئی۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو مقبول اور مفید بنائیں۔ آمین

جہاں تک کچھ لکھنے کا تعلق ہے، بندہ کی معذوری یہ ہے کہ تقریباً روزانہ اس قسم

کی فرمائش کہیں نہ کہیں سے موصول ہوتی ہے، اپنے مشاغل میں اتنا پڑھنے کا بھی موقع

نہیں ملتا کہ جس کی بنیاد پر کوئی رائے قائم کی جاسکے اور بغیر پڑھے لکھنا دیانت کے

خلاف ہے، اس لیے معذرت چاہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، البتہ دعائے خیر کرتا ہوں۔

امید ہے کہ بندہ کی معذوری کو محسوس فرمائیں گے۔

والسلام

بندہ

محمد تقی

”یزید اکابر علماء اہل السنۃ دیوبند کی نظر میں“ جس کے پڑھنے والوں کو صحیح راہنمائی حاصل ہوئی اور وہ اس فتنے سے محفوظ ہو گئے۔

سیدنا حسین ؑ پر یزید کو وہی لوگ فوقیت دے سکتے ہیں جو صحابہ کرام اور اہل بیت ؑ کے مقام سے نا آشنا ہوں یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حضرات کی محبت و عقیدت سے محروم کر دیا ہو سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین ؑ جناب رسول اللہ ﷺ کے نواسے بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے سینہ اطہر پر بٹھایا کندھوں پر اٹھایا، یہاں تک کہ آپ سجدہ میں ہوتے اور یہ دونوں بھائی کمر مبارک پر چڑھ بیٹھتے تو آپ سجدہ سے سر مبارک نہ اٹھاتے جب تک وہ کمر سے اتر نہ جاتے، آپ نے دونوں بھائیوں کو دنیا میں اپنے پھول اور خوشبو فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ دونوں جو انانِ جنت سردار ہیں:

الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة

اس شفقت و محبت کے اثرات و فیضان کو سمجھنے کے لیے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

”قرب ابدان را در قرب قلوب تاثیر عظیم است لہذا ہیچ ولی مرتبہ صحابی نہ رسد اویس قرنی بآن رفعت شان کہ بشرف صحبت خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نہ رسیدہ بمرتبہ ادنیٰ صحابی نہ رسد شخصے از عبد اللہ بن مبارک پرسید ”ایہا الفضل معاویہ ام عمر بن عبد العزیز“ در جواب فرمود ”الغبار الذی دخل الف فرس معاویہ مع رسول اللہ ﷺ خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرۃ“

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سرپرست جمعیت علماء اسلام پاکستان۔ مہتمم جامعہ قادریہ بھکر
خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں بزرگان دیوبند سے وابستہ کیا اور ان کی پیروی کو ہمارے لیے ہر فتنہ سے بچنے کا ذریعہ بنایا، ہمارے دور کا ایک فتنہ یزید کے مداحوں کا ہے جو تحقیق اور حق گوئی کے نام پر یزید کی حمایت اور حضرت حسین ؑ کی مخالفت کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کے قلم کا سارا زور یزید کی عظمت اور برتری ثابت کرنے پر صرف ہو رہا ہے اور سیدنا حسین ؑ کے مناقب و مراتب کے بارے میں مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔

ہمارے اکابر بانیانِ دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور ان کے علوم و معارف کے امین اور جامع کمالات جانشین حضرات نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور پوری احتیاط اور اعتدال سے اپنا مسلک واضح فرما دیا انہی کتابوں سے اقتباسات لے کر مولانا قاری ضیاء الحق صاحب ایک رسالہ ترتیب دیا جس کا نام ہے

ہاں بدنوں کے قرب کو دلوں کے قرب میں عظیم تاخیر حاصل ہے
یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا، حضرت اویس
قرنی اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے باوجود چونکہ حضرت
خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا شرف حاصل نہ
کر سکے اس لیے کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے، کسی شخص
نے عبداللہ ابن مبارک سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ افضل ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ
غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حضرت امیر معاویہ
کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا تھا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز
سے کئی درجہ بہتر ہے۔

مولانا محمد ضیاء الحق صاحب کا رسالہ نایاب ہو گیا تھا ایک عرصہ بعد جناب
میاں رضوان نقیس صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت سید نقیس الحسنی شاہ صاحب نور اللہ
مرقدہ کے خادم خاص و خلیفہ مجاز ہیں انہوں نے ماضی قریب اور حال کی مبارک اور معتمد
شخصیات کے جواہر قلم حاصل کیے اور رسالہ میں شامل کر کے اس کی افادیت میں اضافہ
کر دیا، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی محنت قبول فرمائے اور ہر مسلمان کو استفادہ کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین

احقر ناکارہ

محمد عبداللہ کان اللہ لہ

مہتمم دارالہدیٰ و جامعہ قادریہ بھکر

۱۵ شعبان ۱۴۳۲ھ

۲۶ جون ۲۰۱۳ء

مخدوم العلماء والصلحاء

حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب اشرفی دامت بركاتہم العالیہ

استاذ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نقیس الحسنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد !

اللہ رب العزت نے حضرات علماء دیوبند کو اصابت رائے، طبع سلیم اور
اعتدال و اعتدال و اعتدال سے نوازا ہے، ہر مسئلہ میں ان کا موقف اور ان کی رائے اقرب الی
الصواب ہوتی ہے، اور موجودہ زمانہ میں یہ جماعت اس طائفہ حق کا مصداق ہے جس
کی ذمہ داری یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ باطل پرستوں کی بے جا تاویلات سے حق کو صاف
رکھیں اور اُس کا اُجلا اور کھلا ہوا چہرہ اس امت کے سامنے واضح کرتے رہیں
گے۔ تو اسے رسول ﷺ اور جگر گوشہ جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور ان کی عظمت
اور جلالت شان کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کے مقابلہ میں یزید کی کیا حیثیت؟ بعض
لوگ جو امت کے معتدل موقف سے ہٹ کر یزید کی مدح سرائی میں غلو کرتے ہیں یا
حضرت حسینؑ کی تعظیم و توقیر میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لیے زیر نظر
کتاب ”یزید اکابر علماء دیوبند کی نظر میں“ میں ذکر کردہ اکابرین دیوبند کے اقوال
سرمد چشم ہیں اور اس مسئلہ میں حق کو سمجھنے کے لیے راہ اعتدال کی طرف راہنمائی

کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق مدظلہ اور حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز جناب رضوان نفیس صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس رسالہ کے ذریعے اکابرین دیوبند کے معتدل مسلک و مشرب کی ترجہانی فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

آمین یا رب العالمین

طالب دعاء

حافظ فضل الرحیم اشرفی

جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ

ولی کامل، استاذ الاساتذہ، امام المجاہدین

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

خلیفہ و مجاز امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد ! محترم مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ وردعہ کی وقیع گرانقدر تالیف ”یزید اکابر علمائے دیوبند کی نظر میں“ سے دل و دماغ منور، معطر ہوئے۔ ماشا اللہ محترم ڈاکٹر صاحب اور عزیزم رضوان نفیس سلمہ نے اس اہم مسئلہ کو ائمہ مجتہدین، سلف صالحین، اکابرین دیوبند کے زرین اقوال کی روشنی میں روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے جن کے دیکھنے سے منصف مزاج، حق پرست مخالفین بھی الحق الحق ان یتبع پر عمل پیرا ہو جائیں گے۔

میرے والد بزرگوار مولانا سید قدرت اللہ شاہ رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علاقہ سوات میں اس مسئلہ پر مناظرہ منعقد ہوا کہ ”یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہ“ حضرت مولانا اخوند درویش رحمۃ اللہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے تھے:

لَعَنْتُ مَكْزَهُ يَزِيدُ چہ لہ رِفْضُہ شے بَعِيدُ

یزید پر لعنت نہ کریں تاکہ آپ روافض سے جدا ہو جائیں

(اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ قابل لعنت نہیں)

ہمارے مرشد و شیخ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے ”رب رُسے تے مت کھسے“ یعنی، اللہ جس سے ناراض ہو جاتا ہے تو اس سے عقل چھین لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
محترم ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب اور حضرت سید نقیس احسنی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے خادم خاص اور خلیفہ و مجاز میاں رضوان نقیس صاحب کو اس عظیم الشان موضوع کے کما حقہ ادا کرنے کا ثواب دنیا و آخرت میں نصیب فرماوے اور اس گرانقدر تالیف سے عوام و خواص کو استفادہ کی توفیق عطا فرماوے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ خادم اہل العلم

شیر علی شاہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

ہمارے اکوڑہ خٹک کے رئیس خوشحال خان خٹک رحمہ اللہ جو پشتو کے بڑے شاعر گذرے ہیں وہ بھی اپنے علماء کرام کی جماعت کے ساتھ اسی مناظرہ کے لیے سوات گئے۔ مناظرہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے فوراً بعد خوشحال خان کھڑے ہوئے اور با آواز بلند فرمانے لگے کہ: ریحانۃ الرسول ﷺ کی صفائی کا میں وکیل ہوں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کی صفائی کا وکیل کون ہے، تاکہ اس کے بعد مدلل طریقہ سے مناظرہ شروع کریں، چاروں طرف خاموشی ہی خاموشی تھی کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ ”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ“ کے پیش نظر ریحانۃ الرسول ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں یزید کی وکالت سے اللہ تعالیٰ کی لڑائی کا چیلنج قبول کر سکے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء اللہ ہیں ”اللّٰهُ اللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِيْ غَرْضًا لِّمَنْ اَحَبَّهُمْ لِيَّ حَبِيْبِيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ لِيَّ بَغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ“ کیسے ایک سلیم الفطرت مسلمان جگر گوشہ رحمۃ للعالمین ﷺ سید شباب اہل الجہنۃ کے مقابلہ میں یزید کی وکالت کرے گا جبکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے مندرجہ ذیل صریح ارشادات موجود ہیں:

﴿هُمَا رِيْحَانَتَايَ فِي الدُّنْيَا﴾

﴿الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

﴿هَذَا اِنْ اَبْنَايَ وَابْنَا بَنِيَّ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا لَا حِيْثُهَا وَاُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُمَا﴾

﴿سُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّ اَهْلٍ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْاَحْسَنُ وَالْحُسَيْنُ﴾

﴿وَيَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اَدْعِيْ اَبْنِيَّ فَيُسْمُهُمَا وَيَضُمَّهَا﴾

ایسی ہی ایک مبارک جماعت سے دنیا قائم ہے۔ سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے: لا تقوم الساعة حتى يقال الله انہیں حضرات کو دوسری حدیث میں جماعت ناجیہ قرار دیا گیا اور انکے مشرب و مسلک کی نشاندہی ما انا علیہ واصحابی (الحدیث) کے زریں کلمات سے کی گئی ہے۔

اس جماعت ھ نے ہر مسئلہ میں افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی ہے مثلاً خیر القرون کے آخری دور میں قدریہ کا فتنہ رونما ہوا۔ ان لوگوں نے قضاء و قدر کا انکار کیا اور انسان کو اپنے افعال کا خالق کہہ دیا مقابلہ میں فرقہ جبریہ نے انسان کو کاسب اعمال ماننے سے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگے ”انسان مجبور محض“ ہے لیکن جماعت ھ نے مسلک اعتدال اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو سمجھایا کہ انسان نہ ”خالق افعال“ ہے۔ (لقولہ تعالیٰ واللہ خلقکم و ما تعلمون) نہ ”مجبور محض“ بلکہ وہ ”کاسب افعال“ ہے اسی وجہ سے اس کے اعمال پر ثواب و عقاب کا ترتیب ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض گمراہ لوگوں نے اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے صحابہ کرام کی تکفیر، تقصیر اور تلحون راہ اختیار کی تو بعض سرپھروں نے حضرات صحابہ کرام کی طرفداری کا اظہار کرتے ہوئے اہل بیت اطہار پر تنقید و بے حرمتی کی زبان کھولی لیکن اسی جماعت ھ نے اس مسئلہ میں بین بین مسلک اعتدال اختیار کیا کہ اہل بیت اطہار کی محبت جزو ایمان ہے اور صحابہ کرام نجوم ہدایت، حق تعالیٰ شانہ نے اہل بیت یعنی ازواج مطہرات کو اُمت کی مائیں قرار دیا ”وازوجہ امہاتہم“ (القرآن) اور سرور کائنات ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات ھ سے مخاطب ہو کر فرمایا!

”انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم“

کہ میری اس سے جنگ ہے جس سے تمہاری جنگ ہے اور میری

پیر طریقت رہبر شریعت، شیخ المشائخ

حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ و مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ

و قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بانی، مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ عبیدیہ، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ نامی کتاب سامنے ہے۔ اللہ

پاک جزاء خیر دے محترم حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب اور محترم برادر جناب رضوان نفیس صاحب کو کہ بکھرے موتی، شہ پارے اور تحقیق و اعتدال کی کسوٹی پر پرکھے ہوئے اقوال زریں ہمارے اکابر علماء دیوبند کے (جو یزید کے متعلق تھے) ان کو ایک جگہ جمع فرمادیا ہے۔ فجزا ہما اللہ خیر الجزاء۔

حق تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انکی رشد و ہدایت کے لیے ہر دور میں ضرور ایک جماعت پیدا فرماتے ہیں جو حق پر قائم ہوتی ہے افراط و تفریط سے بچ کر تجدید و احیاء دین کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ بھولے بھٹکے گم کردہ راہ لوگوں کے لیے ہدایت کا روشن مینار ثابت ہوتی ہے۔ سید الکونین ﷺ فرماتے ہیں!

لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق

لا یضروہم من خذلہم حتی یاتی امر اللہ (مسلم شریف)

ترجمہ: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ رہے گی جو حق

پر قائم ہوگی ان کو چھوڑنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اس سے صلح ہے جس سے تمہاری صلح ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام کو اللہ پاک نے فرمایا: ”اگر وہ لوگ تمہاری طرح ایمان لے آئیں پھر وہ ہدایت یافتہ ہیں۔“ فان امنوا بمثل ما اتمم فقد اهتلوا اور قرآن ہی میں دوسرے مقام میں فرمایا ”امنوا كما امن الناس“ کہ ایمان لاؤ جیسے یہ حضرات (صحابہ) ایمان لائے۔ اس طرح حق تعالیٰ شانہ نے صحابہ کرام کے ایمان کو معیار قرار دیا۔ اور نبی اقدس ﷺ نے ان سے محبت کو اپنی محبت کی علامت اور ان سے بغض کو اپنی ذات اقدس سے بغض کی نشانی بتلایا۔ فرمایا!

فمن احبهم فحببی احبهم ومن ابغضهم فبغضی ابغضهم (الحديث)۔

بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہر دور میں میانہ روی اور اعتدال سے ہٹ کر افراط و تفریط کے گڑھے میں گرنے والے اپنے خود ساختہ عقائد و رجحانات کیلئے بطور دلیل و برہان کے تاریخی روایات کو پیش کرتے ہیں اور نصوص قطعیہ اور احادیث مشہورہ (جن سے صحابہ اور اہل بیت کی عظمت، عند اللہ مقبولیت و محبوبیت، انکی بزرگی رفعت و بلندی روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے) کو قابل توجہ نہیں سمجھتے۔ پھر یہیں سے گمراہی کا وہ راستہ پھوٹتا ہے جس کا منھیلی قعر ضلالت کے سوا کچھ نہیں حالانکہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ نصوص قرآن و حدیث نج شرعیہ ہیں۔ ان کے مقابلہ میں تاریخ کی کوئی حیثیت نہیں۔ اصولاً ہر وہ تاریخی روایت جو قرآن و حدیث سے معارض ہو مردود و نامقبول ہے۔ علمی دنیا میں تاریخ کی حیثیت ”پائے چوبیس“ سے زیادہ نہیں اور ”پائے چوبیس سخت بے تمکین“ مشہور ہے اسی وجہ سے اہل بصیرت تاریخ پر (خصوصاً ایسے مسائل میں) اعتماد نہیں کرتے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں!

وانما هو من جنس نقلة التواريخ التي لا يعتمد

عليها اولوا الابصار۔ (منہاج السنہ: ص ۲۳۲، ج ۳)

اور یہ تاریخی منقولات کی قسم جن پر اہل بصیرت کبھی اعتماد نہیں کرتے۔

اور ایک مقام پر رقم طراز ہیں!

المورخون الذين يكثر الكذب فيما يروونه و قل ان
يسلم نقلهم من الزيادة والنقصان۔

کہ مورخین کی روایات میں اکثر جھوٹ ہے اور ان کی نقل کی
بیسی سے کم ہی محفوظ ہے۔ (منہاج السنہ: ص ۱۹۶، ج ۳)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی وصیت لوح قلب پر آب زر سے لکھنے کے قابل

ہے، فرماتے ہیں!

فاقبلوا الوصية و لا تلتفتوا الا الى ماصح من الاخبار و
اجتنبوا اهل التاريخ ومن نظر الى افعال الصحابة تبين
منها بطلان هذه التي يختلقها اهلى التواريخ قيد سون
في قلوب الضعفاء (العواصم: ۲۳۳)

پس میری وصیت یاد رکھو اور سوائے احادیث کے کسی بات کی
طرف التفات نہ کرو اور (خاص کر) مورخین سے بچو۔ اور جس
نے بھی صحابہ کرام کے احوال و کردار پر نگاہ کی اس پر توہین آمیز
الزامات کا بطلان واضح ہو گیا جنہیں اہل تاریخ گھڑ کر ضعیف
لوگوں کے دلوں میں گھسرتے ہیں۔

الغرض صراط مستقیم اور مسلک اعتدال یہی ہے کہ ”اہل بیت اطہر“ سے محبت و

احترام کا معاملہ کیا جائے اور اصحاب رسول ﷺ کو ہدایت کا معیار تسلیم کیا جائے، یہی
موقف ہمیشہ سے محققین علماء اہل سنت اور سلف صالحین کا رہا ہے جن کے صحیح ترجمان
موجودہ صدی میں ہمارے اکابر علماء دیوبند کثر اللہ اتباعہم ہیں بحمدہ تعالیٰ ان کا

موقف و مسلک ہر موقع و مسئلہ میں اعتدال و میانہ روی سے جڑا ہوا ہے ان کی کسی بات میں افراط کی آمیزش ہے نہ تفریط کا شائبہ۔

موجودہ دور نئے نئے فتنوں کا ہے اللہ پاک سب کی حفاظت فرمائے انہی فتنوں میں ایک فتنہ ناصیبت کا ہے یعنی خانوادہ خلیفہ رابع سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت جو پہلے صرف کتابوں میں خال خال نظر آتا تھا جسے محمود عباسی بزم خویش مورخ و محقق صاحب نے تحقیق و جدت کا دیدہ زیب لباس پہنا کر ”خلافت و معاویہ و یزید“ نامی کتاب کی شکل میں اُمت کے سامنے پیش کر دیا، پھر کیا تھا ”کل جدید لذیذ“ کا نعرہ مار کر فکر عقل کے ٹھیکیدار میدان میں کود پڑے تحسین و تصویب کا نعرہ بلند ہوا پھر ایسی ہوا چلی کہ کچھ اپنے بھی دیوانوں کی صف میں نظر آنے لگے جنہیں دیکھ کر بہت سے سادہ لوح مسلمان اور اکابر دیوبند کے نام لیوا سمجھنے لگے کہ شاید ہمارا مسلک و مشرب بھی یہی ہے نیز اہل بدعت کو حضرات علماء دیوبند پر مزید حملے کرنے کا موقع ملا جس کا ظہور ان کی تحریرات و تقاریر کی شکل میں سامنے آیا تو اکابر دیوبند نے ”محمود عباسی“ جیسے لوگوں کی بھرپور تردید فرمائی خلافت و معاویہ و یزید“ کی تردید میں سب سے پہلے ہمارے اُستاذ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ (یہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ”کراچی نہیں ہیں اسی نام سے موسوم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک جید عالم دین حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے شاگرد اور حضرت قطب الاقطاب شاہ عبدالقادر راپڑوی سے بیعت تھے) نے ایک کتاب ”حسین و یزید“ کتاب تصنیف کی جسے اہل دارالعلوم دیوبند کے شعبہ افتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی مہدی حسن کا ایک خط بھی مندرج ہے اُس میں اس مسئلہ میں اہل حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے اسی طرح حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی نے ”محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ“ نامی بہترین کتاب تصنیف کی ہے اور بھی حضرات نے تقریر و تحریر کے ذریعہ اس فتنہ کا رد کیا ہے، حضرت

مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تصنیف ”شہید کربلا اور یزید“ بھی ”خلافت و معاویہ و یزید“ کے مغالطات سمجھنے اور ان سے بچنے کے لیے ایک بہترین اور مفید تالیف ہے۔

ہمارے ان کا بر نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت حسینؑ دیگر اہل بیت اطہارؑ ہمارے دلوں کی دھڑکن، ہماری عقیدت و محبت کا مرکز ہیں، اپنے ہر عمل، فیصلہ و اقدام میں حق پر تھے اور یزید بلاشبہ بے دین، فاسق و فاجر شخص تھا لیکن ہمارے بڑوں کے یہ ارشادات مختلف مواعظ، فتاویٰ رسالوں کی شکل میں الگ الگ بکھرے ہوئے تھے ضرورت اس بات کی تھی کہ ان اکابر کی آراء و اقوال کو یکجا مربوط کتابی شکل میں جمع کر دیا جائے، حق تعالیٰ شانہ نے سعادت مولانا قاری ضیاء الحق اور برادر محترم جناب رضوان نفیس صاحبان کے حصہ میں لکھی تھی ماشاء اللہ انہوں نے ہمت فرمائی اور اپنے اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ، مقالات اور تحقیقات کو ایک جگہ خوبصورت انداز میں جمع فرما کر شائع کر دیا اصحاب علم و فضل کے فیصلہ جات باحوالہ اس کتاب میں موجود ہیں، بندہ نے بعض مقامات کو دیکھا ہے اُمید واثق ہے کہ اس کتاب سے بعض لوگوں کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو جائے گا اور سادہ لوح لوگوں کے اس فتنہ سے محفوظ ہونے کا ذریعہ بنے گی، دل سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان لوگوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے جو اپنی سادگی سے اس گمراہی کے داعی بنے۔ آمین یا الہ العلمین

اللهم اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَارِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا

وَارْزُقْنَا اجْتِنَاءَهُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

جاوید حسین عفا اللہ عنہ

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تصنیف ”شہید کربلا اور یزید“ بھی ”خلافت و معاویہ و یزید“ کے مغالطات سمجھنے اور ان سے بچنے کے لیے ایک بہترین اور مفید تالیف ہے۔

ہمارے ان کاہر نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت حسینؑ دیگر اہل بیت اطہارؑ ہمارے دلوں کی دھڑکن، ہماری عقیدت و محبت کا مرکز ہیں، اپنے ہر عمل، فیصلہ و اقدام میں حق پر تھے اور یزید بلاشبہ بے دین، فاسق و فاجر شخص تھا لیکن ہمارے بڑوں کے یہ ارشادات مختلف مواعظ، فتاویٰ رسالوں کی شکل میں الگ الگ بکھرے ہوئے تھے ضرورت اس بات کی تھی کہ ان اکابر کی آراء و اقوال کو یکجا مربوط کتابی شکل میں جمع کر دیا جائے، حق تعالیٰ شانہ نے سعادت مولانا قاری ضیاء الحق اور برادر محترم جناب رضوان نفیس صاحبان کے حصہ میں لکھی تھی ماشاء اللہ انہوں نے ہمت فرمائی اور اپنے اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ، مقالات اور تحقیقات کو ایک جگہ خوبصورت انداز میں جمع فرما کر شائع کر دیا اصحاب علم و فضل کے فیصلہ جات باحوالہ اس کتاب میں موجود ہیں، بندہ نے بعض مقامات کو دیکھا ہے اُمید واثق ہے کہ اس کتاب سے بعض لوگوں کی تلمیسات کا پردہ چاک ہو جائے گا اور سادہ لوح لوگوں کے اس فتنہ سے محفوظ ہونے کا ذریعہ بنے گی، دل سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان لوگوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے جو اپنی سادگی سے اس گمراہی کے داعی بنے۔ آمین یا الہ العلمین

اللهم اِرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً

وارزقنا اجتنابه و صلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا

محمد و آله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

جاوید سین عفا اللہ عنہ

جامعہ عبیدہ فیصل آباد

۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

موقف و مسلک ہر موقع و مسئلہ میں اعتدال و میانہ روی سے جڑا ہوا ہے ان کی کسی بات میں افراط کی آمیزش ہے نہ تفریط کا شائبہ۔

موجودہ دور نئے نئے فتنوں کا ہے اللہ پاک سب کی حفاظت فرمائے انہی فتنوں میں ایک فتنہ ناصبیہ کا ہے یعنی خانوادہ خلیفہ رابع سیدنا علی مرتضیٰؑ سے بغض و عداوت جو پہلے صرف کتابوں میں خال خال نظر آتا تھا جسے محمود عباسی بزم خویش مورخ و محقق صاحب نے تحقیق و جدت کا دیدہ زیب لباس پہنا کر ”خلافت و معاویہ و یزید“ نامی کتاب کی شکل میں اُمت کے سامنے پیش کر دیا، پھر کیا تھا ”کل جدید لذیذ“ کا نعرہ مار کر فکر عقل کے ٹھیکیدار میدان میں کود پڑے تحسین و تصویب کا نعرہ بلند ہوا پھر ایسی ہوا چلی کہ کچھ اپنے بھی دیوانوں کی صف میں نظر آنے لگے جنہیں دیکھ کر بہت سے سادہ لوح مسلمان اور اکابر دیوبند کے نام لیوا سمجھنے لگے کہ شاید ہمارا مسلک و مشرب بھی یہی ہے نیز اہل بدعت کو حضرات علماء دیوبند پر مزید حملے کرنے کا موقع ملا جس کا ظہور ان کی تحریرات و تقاریر کی شکل میں سامنے آیا۔ تو اکابر دیوبند نے ”محمود عباسی“ جیسے لوگوں کی بھرپور تردید فرمائی خلافت و معاویہ و یزید“ کی تردید میں سب سے پہلے ہمارے اُستاد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (یہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کراچی نہیں ہیں اسی نام سے موسوم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک جید عالم دین حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے شاگرد اور حضرت قطب الاقطاب شاہ عبدالقادر رانیؒ سے بیعت تھے) نے ایک کتاب ”حسینؑ اور یزید“ کتاب تصنیف کی جسے اہل دارالعلوم دیوبند کے شعبہ افتاء کے رئیس حضرت مولانا مفتی مہدی حسنؒ کا ایک خط بھی مندرج ہے اُس میں اس مسئلہ میں اہل حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے اسی طرح حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذیؒ نے ”محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ“ نامی بہترین کتاب تصنیف کی ہے اور بھی حضرات نے تقریر و تحریر کے ذریعہ اس فتنہ کا رد کیا ہے، حضرت

اپنے عقائد کو اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیم کی بے خطا آراء کے
موافق درست کریں، احکام شرعیہ فقہیہ کے موافق عمل کریں اور صوفیہ کرام قدس سرہم
کے بلند طریقہ پر سلوک (طے) کریں:

ومن وفق لهذا فقد فاز فوزا عظيما ومن تخلف عن هذا فقد

خسر خسرا مبينا

جن کو ان سب کی توفیق حاصل ہوگی وہ دونوں جہان میں بڑا کامیاب
ہو گیا اور جو ان سے محروم رہا اُس کو بڑا خسارہ حاصل ہوا۔

دعا گو، دعا جو

بندہ محمد ناصر الدین عفی عنہ

۱۲ جنوری ۲۰۱۳ء

پیر طریقت رہبر شریعت، مخدوم العلماء

حضرت پیر ناصر الدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خليفة وجائش حضرت پیر سید علاء الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ

دار السلام، شیخوپورہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على

سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

عزیزم بھائی رضوان نفیس صاحب زید مجہد جو کہ قطب الاقطاب حضرت سید
نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مجاز ہیں نے ایک کتاب بنام ”یزید اکابر علماء
اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ پر کچھ لکھنے کے لیے اس فقیر کو حکم فرمایا ہے یہ فقیر اس میدان
کا نہیں ہے۔ یہ علماء کا کام ہے لیکن ان کے حسن ظن اور حسب الحکم یہ فقیر یزید کے متعلق
اپنے عقیدہ کو بیان کرتا ہے کہ ”یہ فقیر تمام عقائد اہل سنت والجماعت کو واحد
ذریعہ نجات جانتا اور مانتا ہے چنانچہ یزید کے متعلق جو عقیدہ میرے اکابر کا ہے وہی
میرا عقیدہ ہے جو عقیدہ میرے آقا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جو عقیدہ اس کتاب میں
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی و حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی و حضرت حکیم الامت
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کا درج ہے اس فقیر کا بھی یہی عقیدہ ہے
کہ ”یزید کافس تو مسلم ہے لیکن اس پر لعنت کرنے میں سکوت اختیار کیا جائے۔“

ہمارے حضرت قاری ضیاء الحق صاحب نے ”یزید اکابر دیوبند کی نظر میں“
ایک رسالہ شائع کر کے بہت بڑی گمراہی کو روکا۔ اس رسالے کو ہمارے مخدوم قطب
الاقطاب حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص، خلیفہ و مجاز محترم
رضوان نفیس اب دوبارہ اضافوں کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ جو ملعون یزیدی گروہ کی
دسیسہ کاریوں کے خلاف انشاء اللہ العزیز سید سکندری ثابت ہوگا۔

آمین بحرمت النبی الکریم ﷺ

محتاج دعا

فقیر اللہ و سایا

خادم ختم نبوت، ملتان

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

شاہین ختم نبوت، مجاہد ملت، خطیب بے بدل
حضرت مولانا اللہ و سایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد !

جگر گوشتہ بتول، اولاد علیؑ، نواسہ نبی سیدنا حسینؑ کی ذات گرامی مسلمانوں
کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ وہ بہت بلند و بالانستوں کے امین تھے، جو شخص ان نسبتوں کا
لحاظ رکھے گا قیامت کے دن اس کے اجر سے مالا مال ہوگا۔

کیا کیا جائے اس ظلم و زیادتی کا کہ بعض محروم القسمت، بد باطن و بد نصیب
افراد یا گروہ سیدنا امیر معاویہؓ کی آڑ میں یزید کی وکالت و دفاع اور سیدنا حسینؑ کی ذات
گرامی پر تنقید و تنقیص کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں اور ”جے دلاور است دزدے کہ
بکف چراغ دارد“ اور وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلا کر حق و انصاف کا خون کرتے
ہیں۔ جیسے ان کے قلوب اس جرم کے باعث سیاہ ہو چکے ہیں وہ تاریخ کو بھی سیاہ کرنا
چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہ العالی کو جزائے
خیر مرحمت فرمائیں کہ انہوں نے اکابر کی تحریرات کو جمع کر کے رسالہ کی شکل میں شائع
کیا جس سے اکابر دیوبند کا مسلک بھی سامنے آ گیا اور ان کا موقف سمجھنے میں بھی آسانی
ہو گئی، آج کل یہ رسالہ نایاب تھا، جناب رضوان نقیس صاحب زید مجدہم کی خواہش ہوئی
کہ اس رسالہ کو دوبارہ شائع کیا جائے تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو جائے، چنانچہ
انہوں نے اس کی نئی کمپوزنگ کروا کر ان تحریرات کے ساتھ مزید کچھ اکابر علماء کی
تحریرات بھی شامل کر دیں جس سے یہ رسالہ مفید سے مفید تر ہو گیا۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ موصوف کی اس کاوش کو قبول و منظور فرما کر مزید
کی توفیق عطا فرمائیں۔

نعیم الدین

۲۶ رزوالقعدہ ۱۴۳۲ھ

عالم باعمل، استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ و مجاز حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمہ اللہ

استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ، کریم پارک

دمدیر صفہ ٹرسٹ، موہنی روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے اس دور میں اکابر دیوبند رحمہم اللہ کو معرفت حق کا معیار بنایا
ہے اور انہیں اُن تمام صفات سے متصف فرمایا ہے جو معرفت حق کا ذریعہ بنتی
ہیں، یہی وجہ کہ دین و شریعت کی کوئی بھی لائن ہو الحمد للہ ہمارے اکابر اُس لائن میں راہ
حق و صواب پر نظر آتے ہیں، اب اَصاغر کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنے اکابر
پر اعتماد و اعتبار کریں کہ اسی میں اُن کی سلامتی اور اسی میں اُن کی نجات ہے۔

آج کل حضرت سیدنا امام حسین رحمہ اللہ اور یزید کا معاملہ عجیب سی صورت اختیار
کر گیا ہے، عوام تو عوام خواص بھی اس نازک معاملہ میں افراط و تفریط کا شکار ہو رہے
ہیں، ہمارے اکابر نے ہمیں اس معاملہ میں صحیح راہ دکھلائی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم ادھر
ادھر دیکھنے کی بجائے اکابر پر اعتماد کرتے ہوئے اکابر کی متعین کردہ صحیح راہ کو اپنائیں۔

ایک عام بات اور اکثری تجربہ ہے ناچیز نے اس پہلو سے حضرت مولانا عبدالشکورؒ کو بہت ہی با توفیق پایا ہے۔ صرف ایک مقولہ نقل کرتا ہوں جو مولانا سے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے ایک موقع پر حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درجات کا فرق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”حضرت علی المرتضیٰؓ سابقین اولین کی پہلی صف کے بھی اکابر میں ہیں اور حضرت معاویہؓ اگرچہ صحابی ہونے کی حیثیت سے ہمارے سر کا تاج ہیں لیکن حضرت علی المرتضیٰ سے اُن کو کیا نسبت؟ اُن کی مجلس میں اگر صفِ نعال میں بھی حضرت معاویہؓ کو جگہ مل جائے تو اُن کے لیے سعادت اور باعثِ فخر ہے۔“ (تحدیثِ نعت، ص ۳۳۶، ۳۳۷) مقصد یہ ہے کہ روافض جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں اسی طرح اُن کی تردید کرنے والے حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ سے بڑھانے یا کم از کم حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ کے برابر قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر مولانا لکھنویؒ باوجود روافض کی تردید کے اس افراط و تفریط سے بچتے تھے۔ اسی افراط و تفریط کی ایک صورت یہ چل رہی ہے کہ بعض اعدائے صحابہ کرامؓ حبِ حسینؓ میں یزید کو بُرا کہتے ہیں، اور یزید کو برا کہتے کہتے حضرت معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ جنہوں نے یزید کی ولی عہدی کا مشورہ دیا کو لعن طعن کرتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت کا اعتدال والا مسلک یہ ہے کہ یزید کی تردید کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہؓ کے صحابی ہونے کی بنا پر فرقی مراتب کے ساتھ ساتھ صفائی دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات نے یزید کو کافر قرار دیکر اس پر لعنتِ شخصی کو جائز قرار دیا اور بعض نے اس کے مقابلے میں اس کو امیر المؤمنین سیدنا خلیفہ راشد بنانے کی کوشش شروع کر دی جبکہ اکابرینِ علمائے دیوبند کا اس بارہ میں مسلکِ اعتدال ہے کہ یزید حضرت حسینؓ پر ظلم کیا، مدینہ پر چڑھائی کرائی اور کعبہ پر سنگ باری کرائی اس لیے یہ سنگین گناہ ہیں مگر کفر اور لعنت میں سکوت کو راجح قرار دیا۔

استاذ العلماء محبوب المشائخ والصلحاء

نبیرہ خیر الامت حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبِ قدس سرہ
حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام

على نبي الانبياء وعلى آله وصحبه الاتقياء

اما بعد !

اس دورِ پُرفتن میں مسلکِ اہل سنت یعنی مسلکِ اعتدال پر رہنا بہت مشکل ہے۔ بالخصوص اُن حضرات کے لیے جو فنِ مناظرہ میں کسی گروہ کی تردید کرتے ہیں اُن کا حد سے بڑھ جانا اکثر مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نور اللہ مرقدہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ کے ”غیر معمولی اعتدال“ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں: ”مناظرہ کے میدان میں رہنے کے بعد اعتدال پر قائم رہنا بڑی مشکل بات ہے، اللہ ہی اگر توفیق دے اور دیکھیری فرمائے تو آدمی اعتدال پر قائم رہ سکتا ہے ورنہ اس میدان میں قدم رکھنے والے کا افراط یا تفریط میں مبتلا ہو جانا

استاذ العلماء والصلحا، نمونہٴ اسلاف

حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی دامت برکاتہم العالیہ

رئیس دارالافتاء جمیلی لاہور: سابق مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

خلیفہ و مجاز حضرت اقدس حافظ محمد طیب صاحب مدظلہم، دیوبند (خلیفہ و مجاز حضرت مدنی)

و خلیفہ و مجاز قطب العصر حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمۃ اللہ

مبسملاً و محمد لا و مصلیاً و مسلماً

اما بعد !

بندہ نے کتاب مستطاب ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ مؤلفہ مولانا قاری ضیاء الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بغور ملاحظہ کی اللہ تعالیٰ موصوف کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے یزید کے بارہ میں علماء حق کا صحیح مسلک اور نقول صحیحہ یکجا کر کے اہل علم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم نے ہمیشہ مسلک اعتدال کو اختیار فرمایا ہے یزید کے بارہ میں بھی ان اکابر کا مسلک ہی عین حق اور اعتدال ہے کہ نام لے کر تکفیر کرنا یا لعن کرنا تو مناسب نہیں سمجھتے البتہ فاسق سبھی کہتے ہیں جیسا کہ قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس اللہ اسرارہم کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔

اس وقت ملک میں یہ افراط و تفریط والا سلسلہ عروج پر ہے اس لیے مسلک اعتدال کو عام کرنے کی ضرورت تھی۔ حضرت مولانا قاری محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہ نے اکابرین کے مشورہ سے اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے رسالہ ”یزید، اکابر علمائے اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ شائع کیا۔ اس پر مزید اضافہ کر کے حضرت اقدس سید نفیس الحسنی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے خادم خاص و خلیفہ مجاز میاں رضوان نفیس صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کو دوبارہ شائع کیا ہے اور مزید حوالہ جات کا اضافہ بھی کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو مسلک حقہ پر قائم رہنے کا اور مخالفین کے شبہات کے ازالے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

حنیف جالندھری

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

۲۲ فروری ۲۰۱۳ء

گو بعض اکابر نے نام لے کر تکفیر اور لعنت بھی کی ہے جیسا کہ رئیس المفسرین علامہ آلوسی، بیہقی، حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، علامہ ابن جوزی، امام المحکمین علامہ تفتازانی رحمہم اللہ جمیعہ وغیرہم نے کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق جل شانہ حق سمجھنے کی اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اکابرین دیوبند کے ساتھ محذور فرمائے۔

نیز مؤلف سلمہ اور بالخصوص کتاب کے ناشر عزیز القدر میاں رضوان نفیس سلمہ اللہ خادم خاص مخدوم العلماء رئیس الخطاطین حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب قدس سرہ کی اس سعی و کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے امت کو یزیدیت کے قتنہ سے محفوظ فرمائے۔

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

لان هذا هو الحق والحق احق ان يتبع فما ذا بعد الحق الا الضلال
والله الموفق وهو يهدي السبيل -

اور اس کتاب کو قبولیت عامہ و تامہ عطا فرمائے۔

آمین بجاء سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد ﷺ

فقط کتبہ مفتی شیر محمد علوی

مدیر مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن

کرم آباد وحدت روڈ، لاہور

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ یوم الثلاثاء

فقیہ العصر، ترجمان اہل سنت

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ

رئیس شعبہ الدعوة والارشاد، جامعہ خیر المدارس ملتان

امیر اتحاد اہل سنت والجماعت پاکستان

برادرِ خورد متکلم اسلام حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں خالق کائنات کے لیے ہیں اور درود و سلام حضرت محمد رسول

اللہ ﷺ کے لیے ہے جنہوں نے ہمیں وہ دین اسلام عنایت فرمایا جو افراط و تفریط سے

خالی ہے اور اہل سنت والجماعت کے نسب سے وابستہ رہنے کا حکم دیا جو تمام مذاہب

سے معتدل ہے، جس طرح حب صحابہ کرامؓ کو وہ جزو ایمان سمجھتے ہیں اسی طرح حب

اہل بیتؑ کو بھی جزو ایمان سمجھتے ہیں، اہل تشیع کی تردید کرتے کرتے خارجیوں کی طرح

حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ کی توہین نہیں کرتے نہ خارجیوں کی تردید کرتے ہوئے وہ

حضرت امیر معاویہؓ کی توہین کرتے ہیں اور نہ یزید کو حد سے بڑھاتے ہیں مگر پاکستان

بننے کے بعد رافضیت کی تردید کے نام سے محمود احمد عباسی نے ایک ایسی تحریک چلائی

کہ رافضیت کے ساتھ ساتھ اہل سنت کی بھی تردید ہو جائے، اہل سنت والجماعت

استاذ العلماء، شیخ الحدیث

فرزید ارجمند شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب رئیس جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات اہل بیت علیہم السلام بالخصوص حضرات حسنین اہل سنت والجماعت کے نزدیک اُمت کی انتہائی برگزیدہ شخصیات میں سے ہیں ان سے محبت و مودت ہمارے ایمان کا حصہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے علمائے دیوبند کی طرف منسوب بعض لوگوں کی طرف سے ایسے افراد کی بے جا وکالت سامنے آرہی ہے جو یا تو اس عظیم خانوادے کے لیے ایذا کا باعث ہے جس سے تاثر پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے کہ شاید علمائے اہل سنت والجماعت بالخصوص علمائے دیوبند کی سوچ کا رخ بھی یہی ہے۔ اس غلط تاثر کے ازالے کے لیے حضرت سید نقیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص جناب رضوان نقیس صاحب نے قاری ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کی کتاب ”یزید اکابر دیوبند کی نظر میں“ اور ابن جوزیؒ کی ایک عربی کتاب کا ترجمہ اور اس طرح کی دیگر کتب شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، جو کہ انتہائی مستحسن قدم ہے۔ ان کتابوں کو عام کرنا امید ہے کہ فکری اعتدال کی ترویج کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو مزید نفعیت اور مقبولیت سے نوازیں۔ آمین

محمد زاہد ۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

خادم طلبہ، جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حضرت امیر معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ جن کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اختلاف ہوا حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد ہونے کی وجہ سے حق پر اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے خطائے اجتہادی کے صدور کے قائل ہیں جس پر ایک اجر ملتا ہے مگر حضرت امیر معاویہؓ کی صفائی کے ساتھ یزید کی صفائی کے اہل سنت قائل نہیں ہیں مگر محمود عباسی اور اس کی پارٹی نے یزید کو امیر المومنین بلکہ خلیفہ راشد بنانے کی کوششیں شروع کیں تو اہل سنت نے اس فتنہ کی سرکوبی کی لیے مختلف طریقوں سے کام شروع کیا، حضرت مولانا قاری ضیاء الحق صاحب زیدہ مجدد نے ایک رسالہ ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ تحریر فرمایا اور بتایا کہ اکابر اہل سنت ہمیشہ یزید کو فاسق کہتے رہے ہیں، حضرت سید نقیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص، خلیفہ و مجاز میاں رضوان نقیس صاحب نے اس پر مزید اضافہ کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو یزیدیت سے عوام کی حفاظت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

کتبہ: محمد انور اودکاڑوی غفرلہ

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

استاذ العلماء، شیخ الحدیث

فرزید ارجمند شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب رئیس جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات اہل بیت علیہم السلام بالخصوص حضرات حسنین اہل سنت والجماعت کے نزدیک اُمت کی انتہائی برگزیدہ شخصیات میں سے ہیں ان سے محبت و مودت ہمارے ایمان کا حصہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے علمائے دیوبند کی طرف منسوب بعض لوگوں کی طرف سے ایسے افراد کی بے جا وکالت سامنے آ رہی ہے جو یا تو اس عظیم خانوادے کے لیے ایذا کا باعث ہے جس سے تاثر پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے کہ شاید علمائے اہل سنت والجماعت بالخصوص علمائے دیوبند کی سوچ کا رخ بھی یہی ہے۔ اس غلط تاثر کے ازالے کے لیے حضرت سید نقیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص جناب رضوان نقیس صاحب نے قاری ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کی کتاب ”یزید اکابر دیوبند کی نظر میں“ اور ابن جوزیؒ کی ایک عربی کتاب کا ترجمہ اور اس طرح کی دیگر کتب شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، جو کہ انتہائی مستحسن قدم ہے۔ ان کتابوں کو عام کرنا امید ہے کہ فکری اعتدال کی ترویج کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو مزید نفعیت اور مقبولیت سے نوازیں۔ آمین

محمد زاہد ۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

خادم طلبہ، جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حضرت امیر معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ جن کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اختلاف ہوا حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد ہونے کی وجہ سے حق پر اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے خطائے اجتہادی کے صدور کے قائل ہیں جس پر ایک اجر ملتا ہے مگر حضرت امیر معاویہؓ کی صفائی کے ساتھ یزید کی صفائی کے اہل سنت قائل نہیں ہیں مگر محمود عباسی اور اس کی پارٹی نے یزید کو امیر المومنین بلکہ خلیفہ راشد بنانے کی کوششیں شروع کیں تو اہل سنت نے اس فتنہ کی سرکوبی کی لیے مختلف طریقوں سے کام شروع کیا، حضرت مولانا قاری ضیاء الحق صاحب زیدہ مجدد نے ایک رسالہ ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ تحریر فرمایا اور بتایا کہ اکابر اہل سنت ہمیشہ یزید کو فاسق کہتے رہے ہیں، حضرت سید نقیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خادم خاص، خلیفہ و مجاز میاں رضوان نقیس صاحب نے اس پر مزید اضافہ کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو یزیدیت سے عوام کی حفاظت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

کتبہ: محمد انور اکاڑوی غفرلہ

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سومرو دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ اجل قائد اہل سنت حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ مدینۃ العلم، جہان سومرو، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً، اما بعد!

مخدوم و مکرم قاری محمد ضیاء الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ احقر کی نظر سے گذرنا مسلکی کام پر قاری صاحب کی خدمات قابل تحسین اور ان کا جذبہ قابل دید ہے۔ اکابر کی آرا کو اس طرح جمع کیا کہ کوئی گوشہ تشنہ نہیں، اکابر کے افکار کو جس نے بھی چھوڑا اس سے اس باب میں ادب کا دامن چھوٹ جاتا ہے جو حظ اعمال کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عقائد و اعمال میں اپنے اکابر سے وابستہ رکھے، آمین

محترم برادر میاں محمد رضوان نقیس صاحب حضرت سید نقیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کے افکار کے امین ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

خادم اہل سنت حبیب الرحمن

وارد لاہور

۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

۸ فروری ۲۰۱۳ء

فقیہ جلیل، محدث نبیل

حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن صاحب امر و ہوی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن، کراچی

خلیفہ و مجاز محقق العصر حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہمارے اکابر علماء دیوبند نور اللہ مرقدہم نے دین کے ہر شعبہ خصوصاً عقائد میں جس میانہ روی کو اختیار فرمایا ہے، اصغر کی نجات و کامیابی بھی انہیں اکابر کی اتباع میں ہے۔ زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف زید مجدہ نے حجت الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند حضرت قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ سے لے کر حضرت اقدس مولانا عبدالجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ تک تمام اکابر کی آراء کو دربارہ یزید تفصیل وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس کے بعد اس مسئلہ میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں راہ اعتدال نصیب فرمائے اور تمام فتن سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

فقط

سید نجم الحسن امر و ہوی عفی اللہ عنہ

خادم۔ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن کراچی

۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

پاک میں بالکل واضح فرما دیا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ اور جناب مہر صادق ﷺ نے تو اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں اس نظریہ کی مکمل تردید فرمائی ہے فرمایا: اَلَا لَا يَجْنِي جَانٌ اِلَّا عَلٰی نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلٰی وَلَدِهِ وَلَا وَلَدٌ عَلٰی وَالِدِهِ: اسی لیے اکابر علماء دیوبند جو حقیقت میں اہل السنۃ والجماعت کے صحیح افکار کا تسلسل ہیں انہوں نے اس بابت افراط و تفریط سے ہٹ کر راہ اعتدال کو اختیار کیا ایک طرف حضرت امیر معاویہؓ کے مقام و مرتبہ کا مکمل لحاظ رکھتے ہوئے ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے تو دوسری طرف یزید کے فسق و فجور کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں اکابر علماء دیوبند کی تحریرات کے آئینہ میں یزید کی شخصیت کی شرعی حیثیت کو بڑے دلنشین، احسن اور شستہ انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ احقر اس کتاب کے مندرجات کی تائید و تصویب کرتا ہے کیونکہ اس نظریہ کے اظہار میں میرے مرشد و مولیٰ حضرت سید نفیس الحسینی ہود اللہ مضجعہ نے اس آخری دور میں اپنی متعدد تحریرات اور منظوم کلام میں اہل حق کو راہ مستقیم دیکھاتے ہوئے تمام اہل اسلام کو اس پر کار بند رہنے کی تلقین فرمائی ہے اللہ رب العزت اس کتاب کو نافع بنائے اور جمیع امت کو اس سے استفادہ کی توفیق رحمت فرماتے ہوئے اکابر علماء دیوبند کے دامن سے وابستہ رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

خاکپائے حضرت سید نفیس الحسینی رضی اللہ عنہ

احقر محمد فیاض خان سواتی

مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

۲۰۱۳/۳/۱۷ء

استاذ العلماء، ابن مفسر قرآن

حضرت مولانا محمد فیاض خان صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ بہ ترتیب و حواشی حضرت مولانا ڈاکٹر قاری ضیاء الحق مدظلہ العالی مع اضافات جدیدہ و سعی و اہتمام جناب برادر عزیز میاں رضوان نفیس حفظہ اللہ تعالیٰ کا مطالعہ نصیب ہوا اور اسے عین اکابر علماء اہل سنت دیوبند کے فکر کے مطابق پایا، اللہ تعالیٰ مرتب کو اور برادر رضوان صاحب کو اس کا رہائے مفیدہ پر اجر جزیل عنایت فرمائے۔

یزید صحابی رسول خلیفۃ المسلمین کا تب وحی حضرت امیر معاویہؓ کا فرزند تھا، اس لیے اس کے حامی فرقہ کے لوگ اسے محض اسی لیے بہر صورت اچھا کہنے اور لکھنے میں سرگرداں و کوشاں ہیں حالانکہ اسلام میں کسی بڑے آدمی کا فرزند ہونا اس کے اپنے اچھا ہونے کا معیار نہیں بلکہ یہ زمانہ جاہلیت کا معیار ہے، دوسری طرف یزید کے مخالفین اس کی بد اعمالیوں، بد کرداریوں اور ظلم و جور کی بناء پر ان کے والد حضرت امیر معاویہؓ کی شان اقدس میں بھی گستاخیاں روا رکھتے ہیں حالانکہ اسلام میں محض کسی کا باپ ہونا اس کی برائی کا معیار نہیں بلکہ یہ بھی زمانہ جاہلیت کا معیار ہے، اللہ رب العزت نے قرآن

رائے گرامی بر کتاب

”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب قریشی ہاشمی دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ فہلیہ، مسکین پور شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔۔۔ اما بعد !

امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ اور ان کے جملہ رفقاء (علیہم الرضوان) کا یزید کے مظالم کے خلاف علم جہاد اٹھانا ترین انصاف تھا اور تعلیمات محمدی کے عین مطابق تھا۔

ہمارے اسلاف نے ہمیشہ اپنے آپ کو نواسہ رسول کے ساتھ نسبت جوڑے رکھنے کو سعادت دارین سمجھا اور کسی طرح بھی تحریر و تقریر کے ذریعہ یزید کو قابل تعریف نہ سمجھا۔

لہذا مجھے بھی حسینی ہونے پر فخر ہے، اور اسی کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ

العبد الفقیر محمد شاہ غفرلہ

خادم سلسلہ خانقاہ نقشبندیہ فہلیہ

مسکین پور شریف تحصیل جتوئی

ضلع مظفر گڑھ

شیخ الحدیث والنفسیر

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ عبداللہ بن مسعود، خان پور۔ امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب

امیر مجلس علماء اہل السنۃ والجماعت، پاکستان

خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت اقدس سید نفیس الحسنیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے محترم محبوب العلماء والصلحاء حضرت میاں رضوان نفیس صاحب مدظلہ خلیفہ و مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسنی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا قاری ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب مدظلہ کی قابل ستائش کاوش ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ نامی کتاب کو اضافات مفیدہ کے ساتھ شائع کر کے اکابر علماء اہل السنۃ والجماعت دیوبند کا نقطہ نظر مسلمانان عالم کے سامنے پیش کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے اور فقیر کو بھی اس بارے میں اپنا نظریہ بیان کرنے حکم فرمایا ہے۔

حضرت امیر معاویہ نے جب یزید کو امارت کے لیے مقرر فرمایا تو اس میں جو نقائص تھے وہ مخفی تھے ظاہر نہ تھے اقتدار ملنے کے بعد اس کے نقائص بالکل عیاں اور کھل کر سامنے آئے ذاتی و انفرادی بھی مزید پیدا ہو گئے تھے اور اجتماعی نظام حکومت کے

کسی صحابی یا کسی تابعی نے یزید کو ان واقعات کے بعد عادل یا رجل صالح نہیں کہا۔ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی ایک نظم میں فرمایا:

ہر کہ بد گفت خواجہ مارا ہست او بے گمان یزید پلید
اس نے قتل مسلم قتل صحابہ و اہل بیت کو جائز سمجھ کر یہ سب کچھ کیا تھا یا گناہ سمجھ کر یا حرام سمجھ کر، اس کا خاتمہ کیسا ہوا، کس طرح ہوا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ خاص ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، البتہ یزید کے فاسق و فاجر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور نہ ہی اس کو حضرت حسینؑ سے شرف و عظمت میں کوئی نسبت ہے۔
بہر حال حضرت حسینؑ نفوس قدسیہ کے سرخیل، جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور یزید فاسق و فاجر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، حریم شریفین میں فساد پھیلانے اور اہل بیت رسولؐ اور صحابہؓ کے قتل عام کا سبب، ظاہر ہے اُن کی شان اپنی اور اس کا کردار اپنا، دونوں کو ایک ترازو میں رکھنا ایک نظر سے دیکھنا بہت بڑا ظلم ہے حضرت حسینؑ کو رضی اللہ عنہ کہنا ضروری ہے اور یزید کے کفر اور اس پر لعنت کرنے میں بحث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے محفوظ فرمائے اور جمہور اہل السنۃ والجماعت کے مسلک پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

حبیب الرحمان

۱۹/۱/۲۰۱۳ء

حوالے سے بھی بہت سی غلطیاں ہوئیں مثلاً خانودہ نبوت کا قتل عام اس کے دور حکومت میں ہونا، امر بالقتل یا اسباب قتل یعنی اہل بیت رسول اللہ ﷺ پر لشکر کشی، معتدل حاکم کو ہٹا کر سخت گیر حاکم کو مقرر کرنا اور لشکر اس کے حوالے کرنا جو اہل بیت کا سخت مخالف تھا (جیسے آج کل اہل سنت مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے لیے شیعہ فوجی یا پولیس کو تعینات کیا جاتا ہے) یہ سب جو کچھ ہوا شرعاً، قانوناً، عرفاً یزید ہی اس کا ذمہ دار ہے اور یہ کام اکبر الکبائر میں سے ہے۔

پھر واقعہ حرہ وہ بھی یزید کا حکم، شامی فوجیوں کا لشکر مدینہ الرسول پر چڑھانا، مسجد نبوی اور ریاض الجذہ کی توہین، سو سے زیادہ اصحاب رسولؐ اور ان کی اولادوں کا ناحق قتل عام، اہلیان مدینہ الرسول کی جان و مال اور عزتوں کو لوٹا۔ مؤرخین نے اتنا تو لکھ دیا ہے شامی افواج کو تین دن رات کھلا چھوڑ دیا گیا اور بے دریغ مدینہ شریف کے بانیوں کی عزتوں کو تاراج کیا گیا اس کی تفصیل تحریر کرنے سے قلم ساتھ چھوڑ جاتا ہے، اگر یزید کی فوج اس کے کنٹرول سے نکل گئی تھی تو پھر یا تو اس فوج کو معزول کرتا یا خود مستعفی ہو جاتا خود بھی اقتدار پر براجمان رہا اور پیاری فوج بھی۔

پھر آخری عمر میں مکہ المکرمہ والوں پر چڑھائی، کعبۃ اللہ پر منجنيق نصب کرنا جس سے کعبۃ اللہ کو آگ لگ گئی۔ حضرت ابن زبیرؓ کا محاصرہ ہوا، حرم بیت اللہ کا تقدس پامال ہوا اس کے علاوہ بھی بہت سے نقائص ہوئے جس کے پیش نظر علماء امت نے یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ سب نے یہ نقائص ظاہر ہونے کے بعد یزید کو فاسق کہا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے تو یزید پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور اس پر لعنت کو جائز کہا ہے۔ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے بھی اس کو فاسق کہا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس کے کفر اور اس پر لعنت کرنے میں توقف کا احتیاطی پہلو اپنایا ہے کہ اس کے خاتمہ کا یقینی علم نہیں ہے اور یہ ضابطہ بھی فاسق کے لیے ہے۔

قائم رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس کی ایک بڑی وجہ خود رانی کا مرض پیدا ہونا اور اکابر پر اعتماد کا نہ ہونا ہے۔ ایک مجلس میں دوران گفتگو جب یہ بات کہی گئی کہ اب بڑے نہیں رہے تو بندہ عاجز نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہ کے فضل و کرم سے بڑے اب بھی موجود ہیں اور رہیں گے لیکن مسئلہ پریشانی کا یہ ہے کہ اب چھوٹے نہیں رہے بلکہ ہر ایک بڑا بن گیا ہے۔

اس رسالہ نافعہ مفیدہ میں اکابر کثر اللہ سوادہم کی آراء مبارکہ کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ تشکیلی باقی نہ رہی ہے اللہ جل جلالہ اپنے بڑوں کے ساتھ جڑ کر عقائد و اعمال میں ان کے ساتھ وابستگی نصیب فرماویں اور اس سعی مبارک کو نہایت مقبول و نافع بناویں۔ یہ چند سطور اپنی نجات کی امید پر تحریر کیے ہیں۔

بندہ محمود الحسن مسعودی عفی عنہ

۱۷ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن شاہ صاحب مسعودی دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ و مجاز حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

(خلیفہ و مجاز امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ)

جامعہ سیدنا ابوبھریرہ مظفر آباد، آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده

اللهم صل على محمد وآله بقدر حسنهم وكمالهم۔

اما بعد !

اس سفر ملتان و لاہور میں عزیزم مفتی رضا علی جعفری صاحب سلمہ و کرمی و مخدومی جناب میاں رضوان نقیس صاحب زید مجدہم سے ملاقات پر حضرت مولانا ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہ کی کتاب ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ کا تذکرہ ہوا جسے رضوان نقیس صاحب اب موجودہ اکابر کی مبارک آراء کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاحصی اور یزیدی حضرات کے پھیلانے ہوئے مسموم شبہات کا تریاق ثابت ہوگی۔ دو (۲) رکعت نماز ادا کر کے دعا بھی کی ہے حضرت حق جل شانہ حضرت مرتب مدظلہ و حضرت ساعی زید مجدہ کو اجر جزیل عطا فرمائے اس پر فتن دور میں مسلک اہل سنت و الجماعت پر

ان کے ہاں کوئی کلام نہیں، اختلاف اگر ہے تو وہ لعنت میں ہے، بعض حضرات کے نزدیک اس پر لعنت کرنا بھی جائز ہے جبکہ محققین اس کے حق میں نہیں، اسلم و احوط مسلک اس بارہ میں سکوت کا ہے لیکن لعنت میں سکوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے فاسق بھی نہ کہا جائے۔

دور حاضر میں جہاں اور بہت سے فتنے ہیں ایک فتنہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی آڑ میں یزید کی بے جا حمایت کا فتنہ بھی تیزی سے پھیل رہا ہے، جو سراسر اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت اور مسلک اہل سنت سے بغاوت ہے اس لیے اس فتنہ کی سرکوبی بھی انتہائی ضروری ہے۔

حق تعالیٰ ہمارے مخدوم و مکرم جناب میاں رضوان نفیس صاحب زید مجدہم کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں کہ وہ اپنے شیخ مکرم حضرت سید نفیس الحسینی رضی اللہ عنہ کے طرز پر اہل سنت والجماعہ کے مسلک ”محبت اہل بیت عظام“ کے فروغ اور فتنہ خارجیت کی سرکوبی میں خوب سرگرم ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول اور امت کے لیے نافع فرمائیں، آمین۔

خارجیت اور یزید کی حمایت کے فتنہ کی ہمہ گیری اور خفیہ اثر انگیزی کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ احقر کے والد گرامی حضرت اقدس مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب قدس سرہ کا رسالہ ”فسق یزید اور اکابر علماء امت“ شاہ نفیس اکیڈمی کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا، اس کے بعد احقر نا کارہ کو حرمین شریفین حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اس رسالہ کے کچھ نسخے ہمراہ تھے، مدینہ منورہ میں ایک دعوت کے موقع پر سہارنپور کے ایک عالم فاضل بلکہ مفتی صاحب کو ایک نسخہ اس رسالہ کا پیش کیا گیا تو وہ اسے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ یزید کے فسق کا موقف غلط ہے اور پھر انہوں نے یزید کی بے جا حمایت کی اور اپنے اس غلط موقف پر وہ آخر تک قائم رہے، ہمارے کہنے سننے کے بعد وہ

ولی ابن ولی، شیخ الحدیث

حضرت مفتی سید عبدالقدوس صاحب ترمذی دامت برکاتہم العالیہ
فرزند دلہند و جانشین فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی رضی اللہ عنہ
مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
خلیفہ و مجاز

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ
بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی، صدر و فاق المدارس العربیہ

http://siqarahlibrary.blogspot.com/

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

بعد الحمد والصلوة: رسالہ ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“
مرتبہ جناب قاری محمد ضیاء الحق صاحب مع ضمیمہ از جناب محترم میاں رضوان نفیس صاحب زید مجدہم دیکھا اس بات سے خوشی ہوئی کہ اصلی رسالہ اور ضمیمہ میں فسق یزید کے مسئلہ پر حضرات اکابر علماء دیوبند کثر اللہ فینا امثالہم کے ارشادات عالیہ اور عبارات کو باحوالہ جمع کر دیا گیا ہے، جس سے واضح ہے کہ یزید کے فسق پر اکابر و اصاغر میں اتفاق ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کا حجتہ الاسلام قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور قطب الارشاد ابو حنیفہ وقت حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ سے لے کر موجودہ اکابر و اصاغر تک سب ہی امام عالی مقام سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حق پر مانتے ہیں اور یزید کے فاسق ہونے میں

بمشکل اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وہ اس مسئلہ پر دوبارہ مطالعہ کریں گے اور اپنے موقف پر نظر ثانی بھی، احقر کو ان کے موقف سے سخت افسوس ہوا، شاید کسی نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا ہے

http://siqarahlibrary.blogspot.com/

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس لیے احقر ضروری سمجھتا ہے کہ اس مسئلہ پر بھی اہل علم و اہل حق و اپنے اکابر کے مسلک کے مطابق جہاں خود مضبوطی سے قائم رہنے کی ضرورت ہے وہیں اس کی بھی ضرورت ہے کہ وہ اس حق مسلک کو اپنے طلبہ اور متعلقین و احباب میں بھی پہنچائیں تاکہ ہمارے دینی مدارس کے طلباء و علماء اس فتنہ سے محفوظ رہیں، ووفقنا اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضی، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساعی وال سرگودھا

۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

پیر طریقت، رہبر شریعت، ولی ابن ولی

حضرت مولانا مفتی سعید حسن صاحب دہلوی دامت برکاتہم العالیہ
فرزند ارجمند و جانشین شیخ المشائخ حضرت مولانا جمیل احمد دہلوی رحمہ اللہ

خانقاہ جمیلیہ رائے ونڈ

و خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد!

شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب کے خلیفہ و مجاز عزیزم رضوان نفیس سلمہ نے محترم قاری ضیاء الحق صاحب زید مجدہ کے رسالہ ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ کو مفید اضافات کر کے کتابی شکل میں تبدیل کیا ہے اور افادہ عام کے لیے شائع کر کے ایک قابل تحسین کاوش فرمائی ہے جسے اللہ پاک اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب جو بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پوتے ہونے کے شرف سے مشرف ہیں اور چالیس سال دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے اور اکابر کے مزاج شناس اور ان کے مسلک کے ترجمان ہیں آپ یزید کے بارہ میں اکابر و اسلاف کا نظریہ بہت واضح

طور پر تحریر فرماتے ہیں:

”بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مانعین ہوں یا مخالفین، پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علمائے راسخین، محدثین، فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ بیہقی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہر اسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو مؤثر المعنی بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے۔ پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک الکیا الہر اسی نقل کر رہے ہیں اور وہ خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو انکی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعیؒ اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس سے یہ بھی واضح رہے کہ یہ تاریخی نظریہ نہیں جسے مؤرخین نے بطور تاریخی ریسرچ کے پیش کر دیا ہو، بلکہ ایک فقہی اور کلامی مسئلہ ہے جو عقیدہ اور مسئلہ کی لائن سے ان آرباب حدیث و فقہ نے اپنی کتب عقائد و مسائل میں اس کا ذکر کیا ہے الخ“

(شہید کربلا اور یزید، ص: ۱۵۲)

اللہ پاک ہم سب کو ہمارے اکابر کے نقش قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سعید حسن

۸ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

محقق العصر، صاحب تصانیف کثیرہ

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی دامت برکاتہم العالیہ

بانی و مہتمم جامعہ ابو ہریرہؓ، خالق آباد، نوشہرہ

خلیفہ و مجاز حضرت مولانا قمر الزمان الہ آبادی، دہلی

وصوفی محمد مالک صاحب دامت برکاتہم مدینہ منورہ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوة والسلام على خاتم الرسالة

تاریخ اسلام میں واقعہ کربلا ایک اصول حیات ایک زاویہ فکر اور پیغام حرم کا نام ہے۔ حضرت حسینؑ نے اسلام کے سیاسی نظام میں یزید کی حکومت سے جو رخنہ پڑ گیا تھا اُسے بند کرنے کوشش کی تھی انہوں نے جبر و ظلم کی آندھی میں ایک چراغ روشن کیا تھا یہ چراغ جو حضرت حسینؑ نے اپنے لہو کا تیل فراہم کر کے روشن کیا انشاء اللہ صبح ابد تک روشن رہے گا ہمارے اکابر حضرت حسینؑ اور اہل بیت سے محبت کو محبت رسول کا لازم سمجھتے ہیں یہی سلف صالحین کا مسلک بھی ہے اور مشرب بھی۔

رب ذوالجلال نے یہ عظیم سعادت قاری محمد ضیاء الحق اور میاں رضوان نقیص کے لیے مقدر فرمائی جو ہمارے علم کی حد تک محبت اہل بیت کی صفت سے متصف ہیں اور یہی صفت پیش نظر کتاب کی تالیف و ترتیب کی بنیادی شرط اور باعث بھی بنی ہے۔ کتاب میں فکر سلیم کی روشنی بھی ہے اور علم و تحقیق کی سنجیدگی بھی، جب قلم ہوش مند کے

ساتھ فکر و جمہد کی آمیزش ہو جاتی ہے تو ایسی علمی تحقیقی کتاب منصفہ شہود پر آ جاتی ہے اور جب اس میں مرتبین کتاب (قاری ضیاء الحق صاحب اور میاں رضوان نفیس صاحب) کا دل درد مند بھی شامل ہو جائے تو تحریر کی تاثیر میں شتاب لگ جاتا ہے یقین نہ آئے تو کتاب کے ورق اُلٹیے مطالعہ کیجیے آپ کو میرے موقف سے اتفاق کرنا پڑے گا۔

کتاب میں اضافات کا کام شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے خلیفہ و مجاز میاں رضوان نفیس صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے جس سے کتاب کی علمی وقعت میں اضافہ ہو گیا ہے، ان حضرات نے حضرت حسین علیہ السلام اور یزید کے حوالے سے جمہور اکابر دیوبند کی سنت کے مطابق پورے اعتدال، حزم و احتیاط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جس سے قلب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اس پر ہم ان حضرات کو ہدیہ تحریک پیش کرتے ہیں۔

عبد القیوم حقانی

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

۱۹ فروری ۲۰۱۴ء

ولی کامل، نمونہ اسلاف

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدیدہ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، لاہور

خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

و خلیفہ و مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یزید کے بارے میں اعتدال والا عقیدہ یہ ہے کہ یزید فاسق و فاجر تھا کیونکہ واقعہ کربلا، واقعہ حرہ، مدینہ منورہ و مسجد نبویؐ اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی جیسے دلخراش واقعات اس کے دور حکومت میں پیش آئے اور اسی طرح جو لوگ حضرت امام حسینؑ اور اہل بیت کے شہید کرنے میں شریک ہوئے ان سے کوئی انتقام بھی نہیں لیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا اس کے اشارے پر ہوا، اور یہ فاسق فاجر والا عقیدہ یہ بھی یزید کے بارے میں اعتدال والا عقیدہ ہے ورنہ بعض اکابر امت تو اُس کے کفر کے قائل اور اس پر لعنت کو جائز سمجھتے ہیں۔

لہذا جب یزید فاسق فاجر تھا تو حضرت امام حسینؑ کا اس کے خلاف خروج برحق تھا، باقی یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ کی شان میں ایک ذرے کا فرق لازم نہیں آتا وہ صحابی رسول ﷺ ہیں، کاتب وحی ہیں، ہدایت کے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں اور یزید تو تابعی بھی نہیں کیونکہ تابعی کی تعریف یہ ہے کہ

”من تبعهم باحسان“ جو اخلاص کے ساتھ صحابہ کی پیروی کرے“ اور حضرت امیر معاویہؓ نے جب اس کو خلیفہ مقرر کیا تھا اس وقت ان کے سامنے یزید کے فسق و فجور کے وہ حالات نہیں تھے جو بعد میں ظاہر ہوئے اور عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

الغرض ہم حسینی ہیں یزیدی نہیں ہیں۔ حضرت امام حسینؓ شیعوں کے نہیں وہ سنیوں کے امام ہیں کیونکہ حسینی وہ ہے جو حضرت امام حسینؓ کی راہ پر چلے اور ان کی راہ پر چلنے والے سنی ہیں نہ کہ کوئی اور حضرت امام حسینؓ نواسہ رسول ﷺ ہیں اللہ پاک کے پیارے حبیب ﷺ کو حضرات حسنینؓ کریمینؓ اپنے پیارے نواسوں سے بڑی محبت تھی، تمام صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی محبت ہمارے ایمان کا مرکز ہے اور اس نیک محبت کا حُسنِ خاتمہ میں بہت دخل ہے۔

http://siqarahlibrary.blogspot.com/ زیر نظر کتاب ”یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں“ جس کو حضرت

ڈاکٹر قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہ نے ترتیب دیا ہے اور ہمارے مخدوم و مکرم قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ کے خادم خاص، خلیفہ و مجاز محترم بھائی رضوان نفیس صاحب سلمہ نے اس میں اضافات کر کے اس کو مزید پر اثر بنایا اور شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ بندہ اس کتاب میں مندرج موقف سے متفق ہے اور اس کی پوری طرح تائید و حمایت کرتا ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے عقائد کی درستی اور اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محتاج دعا

محمد حسن عفی عنہ

۸/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

حسن ترتیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مولانا محمد عابد، ناظم صفہ ٹرسٹ لاہور

اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم کا مسلک کوئی نیا مسلک نہیں ہے اور ”دارالعلوم دیوبند“ کی تحریک کوئی نئی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ تحریک ”قرونِ ثلثہ مشہودہ لہا بالخیر“ کی مقدس وراثت کی امین ہے اور ”مَا آتَا عَلَیْہِ وَأَصْحَابِہِ“ کی کامل اتباع اور اسی عقیدہ و نظریہ کی تعلیم و اشاعت اکابر دیوبند کا مابہ الامتياز فخر ہے۔

یہ تمام حضرات عقائد میں اہل سنت والجماعت اور فروعات میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مسلک پر مضبوطی سے عامل ہیں اور اسی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ ہر مسئلہ میں اعتدال اور میانہ روی کی ایسی راہ اختیار کرتے ہیں جو غلو و انتہا پسندی سے ہٹ کر ہے۔

ڈیڑھ صدی پہلے کے حالات پر نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہو گی کہ اکابر علماء دیوبند نے عوام و خواص کے عقائد و اعمال بچانے کے لیے جو خدمات انجام دیں اُن کی بدولت آج حضور خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام لیوا حضرات افرات و تفریط کی راہ سے بچ کر صحیح اور صاف سچے عقائد و اعمال اپنائے ہوئے ہیں۔

افسوس صد افسوس! اُن چند افراد پر جو انہی اصحابِ رسول اور اکابر علماء سے محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن خود ساختہ نظریات کی آڑ میں زلف و ضلال کے جال میں خود بھی پھنس چکے ہیں اور سادہ لوح عوام کو بھی پھنسا رہے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ بہت سے ائمہ و خطباء بھی ان افراد کے نظریات کو اپنانے لگے ہیں چنانچہ آج کل ضرورت اس کی متقاضی ہے کہ اکابر علماء دیوبند کے عقائد و نظریات کو صاف اور کھل کر بیان کیا جائے تاکہ عوام و خواص اور علماء و خطباء ہر ایک راہِ حق اور مسلکِ اعتدال کو اپنا کر نورِ ایمان بچالیں کیونکہ اگر یہ نور باقی رہا تو کل قیامت کے دن ”نُورُہُمْ یُسْطَیْیْنُ اَیْدِیْہِمْ“ کا مصداق ہو گا ورنہ ناکامی و خسران ہو گا۔

ان عقائد و نظریات میں سے ایک عقیدہ ”یزید“ کے بارہ میں ہے۔ یزید کی شخصیت کے بارہ میں ہمارے اکابر علماء ہمیشہ سے ہی مسلکِ اعتدال پر ہیں، قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہم نے آج سے بائیس برس قبل ایک رسالہ ترتیب دیا تھا جس میں اکابر علماء دیوبند کی تحریرات سے اُن کا مسلک دربارہ یزید واضح کیا تھا۔ عرصہ ہوا یہ رسالہ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کے برادرِ خورد مظفر لطیف صاحب مرحوم نے چھپوایا تھا۔ جس کا حصول اب مشکل ہو چکا ہے۔

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب (م: ۱۴۲۹ھ) کے خادم خاص و معتمد اور خلیفہ و مجاز محترم میاں رضوان نفیس صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ اپنے شایانِ شان جزا عطا فرمائے کہ آپ نے اس کی جدید اشاعت کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ خواہش بھی ظاہر فرمائی کہ اگر مزید چند اکابر کی تحریرات جمع کر دی جائیں تو حامیانِ یزید کے لیے حجت بن سکیں گی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اکیاون علماء کرام و مشائخِ عظام کی تحریرات کو آپ نے نہایت جانفشانی اور محنت سے جمع کیا جو قاری

ضیاء الحق صاحب مدظلہم کے مضمون کے بعد مستقلاً اس ترتیب سے درج کی گئی ہیں:

- ۱- حضرت مولانا علامہ عبدالحق لکھنوی (م: ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء)
- ۲- حضرت مولانا عبدالحق (م: ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء)
- ۳- حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوری (م: ۱۳۳۶ھ / ۱۹۲۷ء)
- ۴- حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندوی (م: ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء)
- ۵- حضرت مولانا محمد عبدالشکور لکھنوی (م: ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء)
- ۶- حضرت مولانا احمد علی لاہوری (م: ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء)
- ۷- حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری (م: ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)
- ۸- حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چو کیروی (م: ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء)
- ۹- حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری (م: ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)
- ۱۰- حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی (م: ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)
- ۱۱- حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م: ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)
- ۱۲- حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری (م: ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)
- ۱۳- حضرت مولانا مفتی سید محمد مہدی حسن (م: ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)
- ۱۴- حضرت مولانا محمد احمد تھانوی (م: ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء)
- ۱۵- حضرت مولانا مفتی محمود (م: ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء)
- ۱۶- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا (م: ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء)
- ۱۷- حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی (م: ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)
- ۱۸- حضرت مولانا عبدالعزیز (م: ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء)
- ۱۹- حضرت مولانا محمد عبداللہ (م: ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء)
- ۲۰- حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی (م: ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء)
- ۲۱- حضرت مولانا سید حامد میاں (م: ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)
- ۲۲- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ٹوبہ ٹیک سنگھ (۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)

- ۳۶۔ حضرت مفتی محمد فریدؒ (م: ۱۳۳۲ھ / ۲۰۱۱ء)
- ۳۷۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحبؒ (م: ۱۳۳۳ھ / ۲۰۱۲ء)
- ۳۸۔ حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ (م: ۱۳۳۴ھ / ۲۰۱۲ء)
- ۳۹۔ حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
- ۵۰۔ حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم العالیہ
- ۵۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ
- ان اکیاون علماء کرام اور مشائخ عظام کی تحریرات کو سنیں وفات کی ترتیب پر رکھا گیا ہے جس سے یہ بات سامنے آئے گی کہ یہ علماء اپنے اکابر و اسلاف کی لڑی میں مسلسل جڑے ہوئے ہیں۔

بانی دارالعلوم حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم تک کے تمام اکابر علماء کی روشن تحریرات سے واضح ہو گا کہ ان تشریحات کے مقابلہ میں یزید کے بارہ میں ایک بدعی عقیدہ کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے۔

جو حضرات موجودہ زمانہ میں تردیدِ رفض کی راہ میں یزیدیت کے کانٹوں میں الجھ کر ہوئے حسینی سے دور ہو رہے ہیں ان کے لیے یہ روشن تحریرات گلدستہ ایمان ثابت ہوں گی۔

اللہ پاک ہم سب کو حفظ ایمان کی دولت سے نوازیں اور دنیا و آخرت میں اکابر علماء دیوبند کے دامن سے وابستہ رکھ کر حضور خاتم النبیین ﷺ کے جھنڈے تلے جمع فرمائیں۔ آمین بحرمۃ خاتم النبیین ﷺ

محمد عابد ۱۰/۱۶/۱۴۳۲ھ

- ۲۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ (م: ۱۳۰۹ھ / ۱۹۸۸ء)
- ۲۴۔ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ (م: ۱۳۰۹ھ / ۱۹۸۸ء)
- ۲۵۔ مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ (م: ۱۳۰۹ھ / ۱۹۸۹ء)
- ۲۶۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ (م: ۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۴ء)
- ۲۷۔ حضرت مولانا قاضی الطہر مبارکپوریؒ (م: ۱۳۱۷ھ / ۱۹۹۶ء)
- ۲۸۔ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ (م: ۱۳۱۷ھ / ۱۹۹۶ء)
- ۲۹۔ حضرت مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ (ش: ۱۳۱۷ھ / ۱۹۹۷ء)
- ۳۰۔ حضرت مولانا عبد اللطیف چلمیؒ (م: ۱۳۱۸ھ / ۱۹۹۸ء)
- ۳۱۔ حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ (م: ۱۳۲۰ھ / ۱۹۹۹ء)
- ۳۲۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (م: ۱۳۲۰ھ / ۱۹۹۹ء)
- ۳۳۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ (ش: ۱۳۲۱ھ / ۲۰۰۰ء)
- ۳۴۔ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ (م: ۱۳۲۱ھ / ۲۰۰۰ء)
- ۳۵۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ (م: ۱۳۲۱ھ / ۲۰۰۰ء)
- ۳۶۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالغفور ترمذیؒ (م: ۱۳۲۱ھ / ۲۰۰۱ء)
- ۳۷۔ حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ (م: ۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)
- ۳۸۔ حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ (م: ۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)
- ۳۹۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (م: ۱۳۲۴ھ / ۲۰۰۳ء)
- ۴۰۔ حضرت مولانا سید محمد امین شاہؒ (م: ۱۳۲۸ھ / ۲۰۰۷ء)
- ۴۱۔ حضرت سید نفیس الحسنی شاہؒ (م: ۱۳۲۹ھ / ۲۰۰۸ء)
- ۴۲۔ حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ (م: ۱۳۲۹ھ / ۲۰۰۸ء)
- ۴۳۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ (م: ۱۳۳۰ھ / ۲۰۰۹ء)
- ۴۴۔ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ (ش: ۱۳۳۰ھ / ۲۰۰۹ء)
- ۴۵۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ (م: ۱۳۳۱ھ / ۲۰۱۰ء)

اسلامی تاریخ پر شب خون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی صاحب کی چشم کشا تحریر جس کا اسلوب بہت ہی سادہ، عمدہ اور دلنشین ہے۔ اس سے ایک اقتباس پیش قارئین ہے۔

یزید بن معاویہ ایسا باطل نہ تھا جس کے خلاف مقاومت ضروری تھی یہ سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش جو پاکستان میں محمود عباسی صاحب کی کتاب سے شروع ہوئی تھی، اب ہندوستان میں ایک مخصوص حلقے میں کی جا رہی ہے۔ چنانچہ لکھنؤ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے اقدام کو غلط ثابت کیا گیا ہے اور یزید کی طرف سے بیان صفائی دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ایک خطرناک اقدام ہے کیونکہ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا تعلق اور محبت کا رشتہ یقینی طور پر کمزور ہوتا ہے۔ مزید برآں فاسق اور بدسر باطل اقتدار کے خلاف مزاحمت اور مقاومت کی تمام کوششوں پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ صدر اول میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کوششیں بعد کی صدیوں کے لیے نمونہ اور معیار کا کام کرتی رہی ہیں اور آئندہ بھی کام کرتی رہیں گی۔

واقعہ کربلا کی اہمیت کو کم کرنے اور اس کی واقعی اہمیت کو گھٹا کر دکھانے اور یزید کے کردار کو بلند و بالا ثابت کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے افرادہ خاندان کی کامیاب تربیت نہیں کی ورنہ وہ اپنے ذاتی اقتدار کے

حریص بن کر اقتدار و وقت سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرتے پیغمبر برحق جن کو اللہ نے مامور فرمایا تھا کہ بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا سامان بہم پہنچائیں اور دعوت کا سلسلہ خود اپنے قریب کے اعزاء و اقرباء سے شروع کریں۔ "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" (اور ڈرائیے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو) انھوں نے خود اپنے گھرانے کو فراموش کر دیا۔ اور ان کی دعوت اور ان کی تربیت کا اور رات دن کی صحبت کا ان کے گھر والوں پر کوئی اثر نہ پڑا اور وہ سب جب جاہ کا شکار ہو گئے۔

ایک سچے اور اچھے مسلمان خاندان کی یہ خصوصیت ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہے کہ اس کے تمام افراد عقیدہ و عمل کے لحاظ سے ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ آدمی جس ماحول میں آنکھیں کھولتا ہے اور جو باتیں بچپن میں اس کے کانوں میں پڑتی ہیں جو نمونے اپنے خاندان میں دیکھتا ہے اسی کی مطابق وہ قدرتی طور پر ڈھل جاتا ہے۔ عصیت میں بھی اور محبت میں بھی اس کے دل و دماغ پر اسی نمونے کی چھاپ ہوتی ہے۔ بہت ہی شاذ و نادر لاکھوں کروڑوں میں دو چار ایسے ہوتے ہیں جو اس اصول سے مستثنیٰ ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تعلق اپنے نواسوں یعنی حضرات حسین علیہ السلام سے تھا اور جس طرح کی شفقت کے واقعات صحیح احادیث میں موجود ہیں اور حضرات حسین علیہ السلام کے والدین حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو گہرا تعلق تھا اس کے مطابق اور قرین عقل و قیاس اور موافق کتب تاریخ و احادیث و رجال یہ بات ہوگی کہ اہل بیت لوگوں کے لیے ایک نمونہ اور چراغ راہ کی حیثیت رکھتے ہوں۔ اب ان احادیث کا انکار جن سے ان اہل بیت سے آپ کی گہری محبت کا اظہار ہوتا ہو اور حقیقت نادانی اور صحاح و سنن کے تمام مجموعہ کو مشکوک اور ناقابل اعتبار ٹھہرانا ہے۔ ان عظیم حضرات کے مقابلے میں ایک ایسے شخص کو میدان میں لانا اور اسے ہیر و بنانا جس کے سیاہ کارناموں پر امت کے تمام اکابر متفق ہوں بڑی جسارت کی بات ہے۔

تاریخ اسلام پر شب خون مارنا ہے۔ کونکہ کوفہ اور کافور کو کونکہ ثابت کرنے کی کوشش مسلمانوں کے شجرہ نسب و محبت کو رسول اللہ ﷺ سے کاٹ دے گی اور اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ حضور ﷺ کی نہ تو نگاہ میں کوئی تاثیر تھی نہ آپ ﷺ کے اسوہ میں نہ عمل میں نہ تربیت میں۔ وہ اپنے افرادِ خاندان اور قریب ترین صحابہ کی تربیت نہ کر سکے۔

مدینہ کے لوگ جو یزید کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے تھے یہ وہ انصارِ مدینہ تھے جنہوں نے بدر کے موقع پر کہا تھا ہم آپ ﷺ کے دائیں سے لڑیں گے اور آپ ﷺ کے بائیں سے لڑیں گے آپ کے لیے سمندر میں کود جائیں گے۔ کیا وہ اس لائق تھے کہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کو قتل کر دیا جائے کیا اس واقعہ کے بعد بھی یزید کی کردار سازی کی کوئی گنجائش باقی رہ سکتی ہے۔

یزید کی کردار سازی اور اسے حاکم برحق قرار دینا درحقیقت ملتِ اسلامیہ کے دلوں سے اسلام کی اور اہل بیت کی محبت و عظمت کو نکالنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ کون نہیں جانتا کہ واقعہِ حُجرہ میں مدینہ میں انصار و مہاجرین پر جو قیامت ٹوٹی اس کا ذمہ دار بھی یزید تھا۔ جس نے تین روز تک شام کے لشکریوں کو یہ آزادی دے دی کہ جس کو چاہیں قتل کریں اور جس گھر کو چاہیں لوٹ لیں اور جس کی ناموس و عزت چاہیں تاراج کریں۔ کون نہیں جانتا کہ یزید ہی کے حکم سے مسجدِ نبوی کی حرمت پامال کی گئی۔ وہ بقرہ پاک جہاں جبرائیل امین اترتے تھے اور جس کے ایک حصے کو جنت کی کیاریاں یعنی ”ریاض الجنۃ“ کہا گیا ہے وہاں گھوڑے باندھے گئے۔ اب جو شخص بھی ان اعمال سے راضی ہو، اس کی تاویل کرے اور ان اعمال کا ذمہ دار یزید کا وکیل بن کر کھڑا ہو، اس کے دل میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے اہل بیت کی کیا عزت و وقعت باقی رہ سکتی ہے۔

جو لوگ یزید کے اعمال کی تاویل کرتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع کرتے ہیں اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ان صحابہ کرام کے قتل سے بھی راضی ہیں جو کعبہ اللہ میں پناہ لیے ہوئے تھے اور یزید کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے پہلے صحابی ہیں اور جن کو سب سے پہلی غذا رسول اللہ ﷺ کے اپنے دستِ مبارک سے ملی۔ حضور ﷺ نے اپنے دندانِ مبارک سے کھجور چبا کر ان کے منہ میں رکھا تھا گویا اس عالم وجود میں آنے کے بعد حضور ﷺ کا لعابِ دہن تھا جو آپ کی غذا بنا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد وہ یزید کی مخالفت میں صفِ آراء ہوئے اب کوئی شخص ان کے عمل کو غلط کہے اور ان کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جابر حکومت کے فوجیوں کو برسرِ حق سمجھے اور یزید کی کردار سازی کرے تو یہ

کربلا کے بعد

لایا جو خونِ رنگِ دگر کربلا کے بعد
اوپنچا ہوا حسین کا سر کربلا کے بعد

پاسِ حرم، لحاظِ نبوت، بقائے دیں
کیا کچھ تھا اُس کے پیشِ نظر کربلا کے بعد

اے رہِ نوردِ شوقِ شہادتِ ترے نثار
طے ہو گیا ہے تیرا سفر کربلا کے بعد

آباد ہو گیا حرمِ ربِّ رسول کا
ویراں ہوا بٹول کا گھر کربلا کے بعد

ٹوٹا یزیدیت کی شبِ تار کا فُسوں
آئی حُنیّت کی سحر کربلا کے بعد

اک وہ بھی تھے کہ جان سے منس کر گزر گئے
اک ہم بھی ہیں کہ چشم ہے تر کربلا کے بعد

جو تہر کا شعرِ صفحہ ہستی پہ ثبت ہے
پڑھتے ہیں جس کو اہلِ نظر کربلا کے بعد

”قلِّ حسینِ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلامِ زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد“

یزید

اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں

ترتیب

قاری محمد ضیاء الحق

http://siqarahlibrary.blogspot.com/

شکافِ یزید کا زخمی

۲۴/۱۱ سعدی پارک • مرنگ • لاہور

یزید کے بارہ میں اکابر علماء دیوبند کا مسلک و موقف

”تمام اکابر علماء دیوبند فتنہ یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں“

یزید کے بارہ میں یہ انتہائی معتدل عقیدہ ہے کیونکہ واقعہ کربلا، واقعہ حرہ، مدینہ منورہ و مسجد نبوی ﷺ اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی جیسے دلخراش واقعات اس کے دور حکومت میں پیش آئے اور جو لوگ حضرت امام حسینؑ اور اہل بیتؑ کے شہید کرنے میں شریک ہوئے ان سے یزید نے کوئی انتقام بھی نہیں لیا اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا اس کے اشارہ پر ہوا، اور یہ فاسق و فاجر والا عقیدہ بھی یزید کے بارہ میں اعتدال والا عقیدہ ہے ورنہ بعض اکابر امت تو اس کے کفر کے قائل اور اس پر لعنت تک کو جائز سمجھتے ہیں، جس کی چند مثالیں زیر نظر کتاب میں بعض صفحات پر جو کھٹے کے اندر نقل کی گئی ہیں لیکن اکابر علماء دیوبند نے تمام معاملات کی طرح اس بارہ میں بھی بہت ہی اعتدال والی رائے اختیار کی ہے جو کہ مندرجہ بالا بھی ہے اور مندرجہ ذیل بھی یعنی :

”تمام اکابر علماء دیوبند فتنہ یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں“

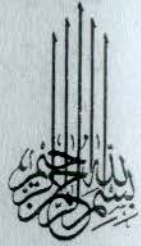
مقدمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي لا اله الا هو رب العرش رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد وآله وصحبه وعلى عباد الله المصطفين الصالحين اجمعين الى يوم الدين۔

اما بعد! اس دور میں جس طرح رفض کا فتنہ چل رہا ہے اسی طرح اس کے بالقابل ناصیت بھی فروغ پا رہی ہے اور افسوس یہ ہے کہ رفض کے مقابلہ میں بجائے اس کے کہ اُن اصولی مباحث میں گفتگو کی جاتی کہ جن میں اہل سنت اور شیعوں کا بنیادی اختلاف ہے، جیسے ایمان بالقرآن کا مسئلہ، عصمتِ ائمہ کی بحث، اثبات تقدیر اور رقبہ باری کے مسائل اور حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مطاعن کے رد کے بجائے اب جب سے محمود احمد عباسی کی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ چھپ کر آئی ہے بحث اس پر ہوتی ہے کہ یزید جنتی تھا یا نہیں؟ مروان صحابی تھا یا نہیں؟ حضرت معاویہؓ، حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حق پر تھے یا نہیں؟ حالانکہ یہ مسائل اہل سنت اور شیعوں کے درمیان اہم نزاعی مسائل ہیں۔

اہل سنت یزید کو کبھی اچھا نہیں کہتے، علماء حق کی تصریح کے مطابق وہ فاسق تھا، اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ علمائے اسلام میں اس کے بارہ میں یہ اختلاف ہے کہ آیا یزید اپنے برے کرتوتوں کی وجہ سے اسلام پر مرایا کفر پر؟ اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا نہیں؟



حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات

اقتباسات از مکتوبات قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) پس ممکن کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید
را لائق خلافت خود، چنانکہ مذکور خواہد شد، دیدند و
بر خبث افعال او مطلع نشدہ باشند و دیگران اور اقبال
خلافت ندیدند یا دیدند و باز حال او متبدل شد۔ ازین
وجه از بیعتش انکار کردند۔ (ص: ۳۵ و ۳۶)
پس ممکن ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو اپنی جگہ خلافت کے لائق
دیکھا جیسا کہ ذکر آئے گا اور یزید کے برے افعال کی انہیں کچھ خبر نہ ہو،
اور دوسروں نے اس کو خلافت کے قابل نہ پایا اور بعد ازاں اس کی حالت
بدل گئی ہو اس وجہ سے انہوں نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا ہو۔

(۲) غایت مافی الباب بسبب خرابیہائی پنهانی
کہ داشت همجو منافقان کہ در بیعت الرضوان شریک
بودند و بوجه نفاق رضوان اللہ نصیب اوشان نشد
یزید ہم از فضائل این بشارت محروم شد۔ (ص: ۳۸)
زیادہ سے زیادہ اس کے بارے میں ہے کہ ان پوشیدہ خرابیوں کے

اکابر علمائے دیوبند کا جو معتدل اور محتاط فیصلہ یزید کے بارے میں ہے، ہم ناظرین
کی معلومات کے لیے اس کو منظر عام پر لانا مناسب خیال کرتے ہیں تاکہ لوگ اس کے بارے
میں افراط اور تفریط سے بچیں اور ان نواصب پر اتمام حجت ہو جائے جو حضرت اکابر علماء
دیوبند کا نام لے کر نہ صرف یزید کی براءت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اس کے خود ساختہ فضائل
اور مناقب پر بھی اپنا زور قلم خرچ کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں ہم نے ایسے تمام نام نہاد
معتقدین اکابر علماء دیوبند کی تلخیص کا پردہ چاک کیا ہے جو اپنی عقیدت کا اظہار کر کے اکابر
و اسلاف پر کھلم کھلا الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔

معزز ناظرین کو اس رسالہ کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اکابر دیوبند
کے فتاویٰ اور ان کی تحریریں کس حد تک یزید کے ساتھ ہیں۔

و اللہ يقول الحق وهو يهدي السبيل

محمد ضياء الحق

۲۵ / رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

۳ / مارچ ۱۹۸۹ء یوم الجمعہ

”بدیۃ الشعیب“ سے اقتباسات

چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء کی جان نازنین پر جو کچھ گذرا وہ سب جانتے ہیں، باعث اس کا فقط حق گوئی تھا ورنہ یزید کا کلمہ کہہ دیتے تو جان کی جان بچتی اور الٹی مال و دولت اور اعزاز و اکرام ہوتا۔ (ص: ۱۷۳)

حضرت امام حسین علیہ السلام یزید پلید سے خلافت مقصوبہ کے طالب ہوئے یہاں تک کہ نوبت شہادت کو پہنچی۔ (ص: ۲۸۱)

”أجوبہ أربعین“ سے اقتباس

اوروں کی بیعت سے یزید کی بیعت ان کے ذمہ لازم نہ ہوئی تھی جو کوئی عقل کا پورا جس کو دھتورے کے پینے کی حاجت نہیں بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتھ پر کر چکے تھے، حضرت امام ہمام پر اعتراض کرے، یا مذہب اہل سنت پر آوازہ پھینکے۔

(ج: ۱، ص: ۷۳)

یزید کے بارہ میں استاذ الاساتذہ، منبع العلوم والحکم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصریحات سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوئے۔

- ۱۔ یزید فاسق معین یعنی کھلا فاسق تھا اور مبتدع۔
- ۲۔ اس لیے اس کی خلافت ناقابل تسلیم تھی، اور اس کو معزول ہو جانا چاہئے تھا۔
- ۳۔ یزید کو پلید کہنے میں کوئی قباحت نہیں۔
- ۴۔ وہ مے نوش بھی تھا اور تارک صلوٰۃ بھی۔
- ۵۔ یزید کے برے کرتوتوں کی اس کے والد کو اطلاع نہ ہو سکی۔



باعث کہ یزید رکھتا تھا۔ منافقوں کی طرح جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور نفاق کی وجہ سے ان کو اللہ کی رضا نصیب نہ ہوئی اسی طرح یزید بھی اس بشارت کی فضیلتوں سے محروم رہا۔

(۳) ہاں پس از انتقال اوشان یزید پای خود از شکم بر آورد و دل بکام و دست بجام سپرد اعلان فسق نمود و ترک صلوٰۃ داد بحکم بعض مقدمات سابقہ قابل عزل گردید و این قسم تحول احوال گفتمہ آمدہ ام کہ ممکن است محال نیست۔ (ص: ۳۹ و ۴۰)

ہاں ان کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے لٹکانے شروع کیے اور دل کو خواہش نفس اور ہاتھ کو جام شراب پر لے گیا کھلم کھلا فسق کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی بعض سابقہ تمہیدوں کی بنا پر معزول کرنے کے لائق ہو گیا اور یزید کے اس قسم کے حالات کی تبدیلی بیان کرتا آیا ہوں کیونکہ ممکن ہے محال نہیں۔

(۴) تاہم هیچ صعوبتی بر اصول اہل سنت نیست۔ چہ یزید اندرین صورت یا فاسق معین بود، تارک صلوٰۃ وغیرہ یا مبتدع بود چہ از رؤسای نواصب است باین ہمہ عموم خلافتش غیر مسلم۔ (ص: ۵۲)

تاہم اہل سنت کے اصول پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کیونکہ یزید اس صورت میں یا کھلم کھلا فاسق تھا، نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا مرتکب تھا کیونکہ وہ نواصب کے سرداروں میں سے تھا، ان سب پہلوؤں کے پیش نظر اس کی عام خلافت کا منعقد ہونا مسلم نہیں۔

قد لعنتم علی لسان ابن داود

و موسی و حامل الانجیل

(کذائی تحریر الشہادتیں و صواعق محرقة)

(ترجمہ: اے وہ لوگوں جنہوں نے حسین کو جہالت سے قتل کیا، عذاب

اور ذلت کی خوشخبری حاصل کرو، تم ابن داؤد کی زبان پر لعنت کیے گئے ہو

اور موسیٰ اور صاحب انجیل کی زبان پر۔ (تحریر الشہادتیں میں اسی طرح لکھا ہے)

اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

قال صلی اللہ علیہ وسلم من اخاف اهل المدينة اخافه الله

وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين (رواه مسلم) و كان

سبب خلع اهل المدينة ان يزيد اسرف في المعاصي۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ”جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اللہ تعالیٰ اس

کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی

(اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اہل مدینہ نے بیعت کو اس لیے توڑ

دیا کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کر دی تھی۔

و رد دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وقتل وجيء براسه في طست حتى وضع بين يدي ابن زياد

لعن الله قاتله وابن زياد معه ويزيد ايضا۔

پس حسین قتل کیے گئے اور ان کا سر طشت میں لایا گیا حتیٰ کہ ابن

زیاد کے سامنے رکھا گیا اللہ تعالیٰ اس پر اور قاتل حسینؑ اور اس کے ساتھ

یزید پر لعنت کرے۔

اور بعض محققین مثل امام جوزی اور ملا سعد الدین تفتازانی وغیرہ بھی لعن کے قائل

قطب العالم، فقیہ النفس

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کی تصریحات

فتاویٰ رشیدیہ سے اقتباسات

یزید کو کافر کہنا :

سوال : یزید کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے وہ یزید آپ کی رائے

شریف میں کافر ہے یا فاسق؟

جواب : کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں، یزید مؤمن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا

کفر کا حال دریافت نہیں کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

(کتاب ایمان اور کفر کے مسائل، ص: ۳۲۲)

یزید پر لعنت کرنا :

سوال : یزید کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا وہ قابل لعن ہے یا نہیں گو کہ

لعن کرنے میں احتیاط کرے، بہت سے اکابر دین و دہان پر لعن یزید تحریر فرما چکے

ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز

غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا۔ شعر

ايها القاتلون جهلا حسينا

بشر و ابا العذاب والتذليل

ہیں چنانچہ مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

وجہ قول جو ازلعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابویعلیٰ در کتاب خود "معتمد الاصول" بسند خود از صالح بن احمد بن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدر خود را کہ اے پدر مردم گمان می برند کہ ما مردم یزید را دوست می داریم احمد گفت کہ اے پسر کسے کہ ایمان بخدا و رسول داشتہ باشد اورا دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرا لعنت نہ کردہ شود بر کسی کہ خدا بروے در کتاب خود لعنت کردہ، گفتم در قرآن کجا بر یزید لعنت کردہ است، احمد گفت فہل عسیتم ان تولیت الخ (سورہ محمد پارہ: ۲۶)

"لعنت کے جواز کا قول اس بنا پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابویعلیٰ اپنی کتاب "معتمد الاصول" میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کے لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ اے بیٹے جو شخص کہ خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کی دوستی یزید کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ اور کیوں نہ لعنت کی جائے اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہو، میں نے کہا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے تو امام احمد نے فرمایا فہل

عسیتم ان تولیت الخ میں (ترجمہ) سو اگر تم کنارہ کش ہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو۔"

اور نیز مکتوبات ۲۰۳ میں ہے:

غرضیکہ کفر بریزید از روایت معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعن است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست۔ واللہ اعلم "غرضکہ یزید پر کفر معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی کا مقتضی یہی ہے، واللہ اعلم

ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کفر کے بھی قائل تھے اور بعض حضرات اکابر دین لعن کو جائز نہیں فرماتے ہیں۔ اس واسطے کہ یزید کے کفر کا حال متحقق نہیں پس وہ قائل لعن نہیں لہذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرمائیں۔

جواب:

حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے، اگر وہ شخص قائل لعن کا ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا متحقق نہ ہو جائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہئے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے لہذا یزید کے وہ افعال نا شائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں مگر جس کو متحقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مؤمن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحق تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا تحقیق نہیں ہوا، پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں، لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے پس جواز

ہیں چنانچہ مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

وجہ قول جو ازلعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابویعلیٰ در کتاب خود "معتمد الاصول" بسند خود از صالح بن احمد بن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدر خود را کہ اے پدر مردم گمان می برند کہ ما مردم یزید را دوست می داریم احمد گفت کہ اے پسر کسے کہ ایمان بخدا و رسول داشته باشد اورا دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرا لعنت نہ کردہ شود بر کسی کہ خدا بر او در کتاب خود لعنت کردہ، گفتم در قرآن کجا بر یزید لعنت کردہ است، احمد گفت فہل عسیتم ان تولیم الخ (سورہ محمد پارہ: ۲۶)

"لعنت کے جواز کا قول اس بنا پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابویعلیٰ اپنی کتاب "معتمد الاصول" میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کے لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ اے بیٹے جو شخص کہ خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کی دوستی یزید کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ اور کیوں نہ لعنت کی جائے اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہو، میں نے کہا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے تو امام احمد نے فرمایا فہل عسیتم ان تولیم الخ میں (ترجمہ) سوا اگر تم کنارہ کش ہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد و بچاؤ اور آپس میں قطع قرابت کر دو۔"

اور نیز مکتوبات ۲۰۳ میں ہے:

غرضیکہ کفر بریزید از روایت معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعن است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست۔ واللہ اعلم "غرضیکہ یزید پر کفر معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی کا مقتضی یہی ہے، واللہ اعلم

ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کفر کے بھی قائل تھے اور بعض حضرات اکابر دین لعن کو جائز نہیں فرماتے ہیں۔ اس واسطے کہ یزید کے کفر کا حال تحقیق نہیں پس وہ قابل لعن نہیں لہذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرمائیں۔

جواب: حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے، اگر وہ شخص قابل لعن کا ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا تحقیق نہ ہو جائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہئے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں مگر جس کو تحقیق اخبار اور قرآن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مؤمن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحق تھا یا نہ تھا اور ثابت ہو یا نہ ہوا تحقیق نہیں ہوا، پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں، لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے پس جواز

ہدایۃ الشیعہ سے اقتباس

یزید کی امامت اجماعی نہ تھی، خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں۔

مگر جیسا اجماع پانچ پہلوں (یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم) پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہل حق ہوا تھا وہ تو مخلب بزور ہو گیا تھا، اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں، اس کو اس پر قیاس کرنا کمال بلاوت ہے۔ اس اجماع (اہل حق) کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ (امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے جائز رکھا اس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رد کیا ”کجاز مین کجا آسمان“ ہوش درکار ہے۔ (ہدایۃ الشیعہ، ص: ۹۵)

اب حقیقت خلفاء خمسہ (حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن رضی اللہ عنہم) کی اور تغلب یزید پلید مثل آفتاب روشن ہو گیا اگر کور باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور؟
گرنہ بیند بروز شپہرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ
(ہدایۃ الشیعہ، ص: ۹۵)

یزید کو کافر کہنے میں احتیاط ہے:

السلام علیکم۔ آپ کا یہ پرچہ آیا بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کفر لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کو حلال جاننا کفر ہے، مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا محقق نہیں ہے لہذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بے شک تھا علی ہذا دیگر قتلہ حسین رضی اللہ عنہ کا حال ہے۔

اور جس شخص کو تحقیق ہو گیا ہے کہ اس نے اس فعل کو برا جان کر کیا اور توبہ نہیں کی وہ کافر نہیں کہتے احتیاطاً مگر فاسق پر لعن کرنے کو جائز کہتے ہیں سو یہ مسئلہ تاریخ دانی سے تعلق

لعن اور عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جوہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ کتاب ایمان اور کفر کے مسائل، ص: ۳۳۸ تا ۳۵۰)

حضرت معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانا:

سوال: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے روبرو یزید پلید کو ولی عہد کیا ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ کیا تھا اس وقت یزید اچھی صلاحیت میں تھا۔ فقط واللہ اعلم

حضرت معاویہ کا وعدہ حضرت حسین سے:

سوال: جبکہ حضرت معاویہ نے حضرت امام حسین سے اقرار نامہ لکھا تھا کہ تازندگی یزید پلید کو ولی عہد نہ کروں گا پھر حضرت معاویہ اپنے قول سے کیوں پھر گئے اور یزید پلید کو کیوں ولی عہد کیا صحابی سے اقرار توڑنا بعید معلوم ہوتا ہے۔ قرار باز اور شراب خور یزید پہلے ہی سے تھا یا ولی عہدی کے وقت نہ تھا مفصل صحیح کس طور پر ہے؟

جواب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی وعدہ عہد یزید کے خلیفہ کرنے کا نہیں کیا یہ واہیات وقائع ہیں۔ فقط یزید اول صالح تھا بعد خلافت کے خراب ہوا تھا۔

کیا شمر حافظ قرآن تھا؟:

سوال: وعظ میں سنا ہے کہ شمر قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ بڑا حافظ قرآن تھا بروقت قتل کرنے امام ہمام کے نو سپارہ ذرادر میں پڑھ لیے تھے یہ سچ ہے یا غلط؟

جواب: یہ قصہ ذکو سلا جہاں واعظین کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مسائل منثورہ ص: ۵۵۲)

رکھتا ہے مسئلہ میں سب کو اتفاق ہے فقط والسلام رشید احمد عفی عنہ

(۲۲ محرم بروز جمعہ بنام رفع اللہ صاحب شاہجہانپوری (فتاویٰ رشیدیہ ص: ۴۹)

حضرت لنگوہی رحمہ اللہ کی تصریحات سے حسب ذیل امور واضح ہوئے:

(۱) یزید فاسق تھا۔

(۲) اس کے افعال موجب لعن تھے۔

(۳) تغلب یزید پلید مثل آفتاب روشن ہے۔

(۴) یزید پہلے مؤمن تھا بسبب قتل حسین رحمہ اللہ کے فاسق ہوا کفر کا حال دریافت نہیں۔

(۵) اس پر جواز لعن کی معقول وجہ ہو سکتی ہے مگر ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے

کیونکہ لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم



یزید کی فوج کے کمانڈر انچیف کا اظہارِ فتنہ یزید

یزید کے خاص الخاص شریک کار اس کے برادرِ عم (بشرطیکہ استحقاق زیاد بن ابیہ صحیح ہو) عبید اللہ بن زیاد جو معرکہ کربلا میں یزیدی فوج کا کمانڈر انچیف تھا اُس کے الفاظ ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنہ امام ابن جریر طبری اور حافظ ابن کثیر محدث نے نقل فرمایا ہے:

یزید نے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) کو لکھا کہ جا کر حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں؟

[البدایہ والنہایہ: ج. ۸، ص. ۲۱۹۔ تاریخ طبری: ج. ۵، ص. ۲۸۳-۲۸۴]

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ

کی تصریحات

رفع شبہ در شہادت امام حسین رحمہ اللہ:

امداد الفتاویٰ سے اقتباسات:

سوال: امام حسین رحمہ اللہ کی شہادت محض تقلیداً للشیعہ حضرات اہل سنت والجماعت مانتے

ہیں یا اس پر کوئی دلیل شرعی بھی ہے، میرے خیال ناقص میں تو اس پر کوئی دلیل شرعی نہیں اور محض شیعوں کی تقلید سے یہ بات مانی جاتی ہے کیونکہ صرف جان دینا شہادت نہیں بلکہ جان دینا واسطے اعلاء کلمتہ اللہ کے شہادت ہے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من قاتل فی سبیل اللہ لتکون کلمتہ اللہ ہی

العلیٰ۔ اور کربلا کے معرکہ میں یہ بات کہاں پائی جاتی ہے وہاں تو صرف یہ بات تھی کہ یزید کے لشکر نے بحکم یزید یہ چاہا کہ آپ یزید کی سلطنت میں داخل ہو جائیں اور یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کر لیں مگر امام حسین رحمہ اللہ نے یزید کو بادشاہ وقت تسلیم نہیں کیا اور صاف انکار کر کے یہ فرمایا کہ ”ما عندی لہذا جواب“

پس ایسی صورت میں یزید کے لشکر اگر سیاست سے کام نہیں لیتے تو کیا کرتے کیونکہ اسلام میں بھی تو سیاسی احکام موجود ہیں اور سیاست کا اقتداء تو یہی ہے کہ جو کوئی بادشاہ وقت کی سلطنت سے انکار کرے اور بادشاہ کا دم مقابل بننا چاہے

امام حسین رضی اللہ عنہ نے تسلیم نہیں کیا اور جان دے دی کیونکہ یزید کو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بادشاہ وقت مان لیا تھا اور ان میں بہت سے ایسے بھی تھے جو مرتبے میں بحکم قرآن امام حسین رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے

قال الله تعالى لا يسعى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل۔

یعنی فتح مکہ سے قبل جنہوں نے جہاد مالی و نفسی کیا ہے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد جہاد مالی و نفسی کیے ہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما نے جہاد مالی و نفسی قبل فتح مکہ نہیں کیے کیونکہ یہ دونوں حضرات تو قبل فتح مکہ کے کم سن بچے تھے پس وہ اصحاب کرام جنہوں نے قبل فتح مکہ کے جہاد مالی و نفسی کیے ہیں بحکم قرآن مرتبے میں بڑھے ہوئے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان حضرات صحابہ میں سے بہت سے یزید کی سلطنت میں شامل تھے اور اس کو بادشاہ وقت تسلیم کر لیا تھا اس لیے یہ کہنا بھی غیر ممکن ہے کہ یزید کو بادشاہ وقت ماننا گناہ کبیرہ تھا اور اس حدیث پر ”لا طاعة لمخلوق في معصية الخال“ امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور جان دے دی کیونکہ ایسا جانا جائے گا تو ان صحابہ پر فسق کا الزام عائد ہوگا جس کو کوئی سنی کہہ نہیں سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم نہ کرنا گناہ نہ تھا کیونکہ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو فاسق مسلمان مانا جائے گا یا کافر مانا جائے گا اگر کافر مانا جائے گا تو کافر کی اطاعت بھی فی غیر معصیۃ اللہ در وقت مجبوری جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال الله تعالى لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين و من يفعل ذلك فليس من الله في شيء الا ان تنقو منهم نقة۔ (القرآن)

تو اس کو مار ڈالو چنانچہ صحاح ستہ میں تقریباً انہی الفاظ کی حدیث موجود ہے یعنی جبکہ امر سلطنت کسی ایک پر مجتمع ہوا اور سلطنت کی باگ ڈور کسی ایک کے قبضہ میں آوے اور اس کے بعد کوئی دوسرا شخص مد مقابل بننا چاہے تو اس کی گردن مار دو اور اس میں شک نہیں کہ احکام شریعت عام ہیں اہل بیت وغیرہ سب اس میں یکساں شامل ہیں پس اگر یزید کے لشکر نے اس حدیث پر عمل کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ جوان کے مد مقابل بننا چاہتے تھے تو انہوں نے جو کیا بے جا کیا؟ کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے اسی خیال پر گئے تھے کہ تخت نصیب ہوگا، باوجودیکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ تجربہ کار اصحاب ان کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ اہل کوفہ وغیرہ کے خطوط پر اعتماد نہ کیجیے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہیں مانا اور اہل کوفہ نے جو متعدد خطوط انہیں لکھے تھے کہ آپ آئیے جب آپ تشریف لائیں گے تو ہم سب تمہارے ساتھ ہو جائیں گے اور یزیدیوں کو نکال کر آپ کو تخت سلطنت پر بٹھائیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کے خطوط پر بھروسہ کیا اور گئے، مگر اہل کوفہ نے وفا نہیں کی اور کسی نے ساتھ نہیں دیا اور اس لیے کُوفی لا یُوفی مشہور ہے چونکہ یزیدیوں کو خبر لگی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ ہمارے مد مقابل بننے کے لیے آئے ہیں اس لیے انہوں نے یہ چالاک کی کہ آپ کو کوفہ میں آنے ہی نہ دیا بلکہ راہ میں رُود و فرات کے اُس پار آپ کو روک رکھا طرح طرح کی کوشش کی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کر لیں اور قتال کی نوبت نہ آئے چنانچہ پانی بند کیا اور قسم قسم کی تکالیف دیں تاکہ امام صاحب کسی طرح مان جائیں اور قتال کا موقع درمیان میں نہ آئے جب یزیدی مجبور ہوئے تو انہوں نے عملاً بالحدیث المدکور سیاست سے کام لیا، پس شہادت کیوں ہوئی؟ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یزید کو بادشاہ وقت تسلیم کرنا ناجائز تھا اس لیے

(ترجمہ) نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق، مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ۔ (آل عمران آیت: ۲۸)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعہ کربلا میں یزید کے غلبہ کو دیکھ کر ضرور یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو اس آیت پر عمل کرنا جائز تھا مگر انہوں نے کیوں عمل نہ کیا یہ دوسری بات ہے کہ ان کی شان میں وارد ہے ”سید اشباب اہل الجنة“ کیونکہ اس سے اور شہادت سے کوئی تعلق نہیں اور یہ حدیث بھی بر تقدیر صحت کے بطور عموم کے قابل نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت سے شاب ہوں گے جو ”من انفق من قبل الفتح“ میں داخل ہیں پس ان کا مرتبہ یقیناً امام حسین سے بڑا ہے اور یہ بھی نہیں کہ شہادت پر اجماع ہے کیونکہ اجماع کے لیے سند درکار ہے (وَأَيْنَ هُوَ؟) یہ البتہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ امام حسین علیہ السلام اجتہادی غلطی ہوئی ہے اس لیے انہوں نے جان دے دی مگر اس میں میرا کلام نہیں، میرا کلام تو اس میں ہے کہ ہم لوگ کس دلیل کی بنا پر ان کو شہید سمجھیں گے؟ کیونکہ مجتہد کی غلطی صرف اس کے حق میں کام آنے والی ہے کہ کم از کم ایک اجر ان کو ملا، غیروں کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔ فقط

جناب کی عادت شریفہ یہ ہے کہ ضرور جواب دیتے ہیں، مگر نہ معلوم کس وجہ سے آپ مجھے جواب نہیں دیتے بہر حال ملتیں ہوں کہ جواب سے ارشاد فرمائیے (بیرنگ ارسال فرمادیجیے) جواب تفصیلی ہوتا کہ دوبارہ تکلیف دینے کی ضرورت نہ پڑے۔

جواب: میں بعض مصلحتوں سے بیرنگ خط بھیجتا نہیں جب آپ کو جواب منگانا ہو ٹکٹ بھیج دیا کیجیے۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے دوسرے صحابہ نے جائز سمجھا

حضرت امام نے ناجائز سمجھا اور گواہی میں انقیاد جائز تھا مگر واجب نہ تھا اور متمسک بالحق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں بس ہم اسی بنائے مظلومیت کی بنا پر ان کو شہید مانیں گے، باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے مظلوم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کر اتا تھا۔ خصوص جبکہ حضرت امام آخر میں فرمانے بھی لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا، اس کو تو عداوت ہی تھی چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے قتل کی بنا یہی تھی۔ (مسائل مشی)

اور مسلط کی اطاعت کا جواز الگ بات ہے مگر مسلط ہونا کب جائز ہے، خصوص نا اہل کو اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔

(۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ تہہ خاتمہ ص: ۵۱) (از امداد الفتاوی جلد چہارم ص: ۳۲۳ تا ۳۶۵)

سوال: یزید کو لعنت بھیجنا چاہیے یا نہیں، اگر بھیجنا چاہیے تو کس وجہ سے اور اگر نہ بھیجنا چاہیے تو کس وجہ سے؟ بیٹو اتو جروا

۱۔ جیسا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز نے خود بہشتی زیور حصہ آٹھ، صفحہ ۷۲ پر (ملاحظہ فرمائیں اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور مع بہشتی گوہر طبع کتب خانہ اصلی بہشتی زیور ناظم آباد کراچی ۱۳۸۳ھ) بری عورتوں کے تذکرے میں جعدہ بنت اشعب کے تذکرے کے ذیل میں لکھا ہے: یہ حضرت امام حسن کی بیوی ہے یہ ایسی ڈوبی کہ یزید جو حضرت امام حسن علیہ السلام کا دشمن تھا اس کے بہکانے سے اپنے ایسے پیارے مقبول خاوند کو زہر دیا۔ یزید کم بخت نے اس بد بخت کو یہ جہمہ دیا تھا کہ تجھ سے نکاح کر لوں گا اور ایک لاکھ درہم دوں گا۔ جب زہر دیا گیا اس کی تیزی سے حضرت امام حسن علیہ السلام کی آنتیں اور کلیجہ کٹ کٹ کر دستوں کی راہ نکل گیا اور چالیس روز یہی تکلیف اٹھا کر انتقال فرمایا۔ اس وقت اس عورت نے یزید کو کہلا بھیجا کہ اب وعدہ پورا کر اس نے صاف جواب دیا کہ میں تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ غرض بد نصیب کو گناہ کا گناہ ہوا اور دنیا کی مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ (ض۔ ح)

جواب : یزید کے بارہ میں علماء قدیم و جدید مختلف رہے ہیں بعض نے تو اس کو مغفور کہا ہے بدلیل حدیث صحیح بخاری:

ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم اول جيش من امتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم مختصرا من حديث الطويل بروايته ام حرام۔ قال القسطلاني كان اول من غزا مدينة قيصر يزيد بن معاوية ومعه جماعة من سادات الصحابة كابن عمر وابن عباس وابن الزبير وابي ايوب الانصاري وتوفي بهابو ايوب سنة الثنتين وخمسين من الهجرة كذا قاله في خير الجارى وفي الفتح قال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول من غزا البحر ومنقبة لولده لانه اول من غزا مدينة قيصر۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں پہلا وہ لشکر جو مدینہ قیصر (روم) پر لشکر کشی کرے گا بخشا ہوا ہوگا۔ (یہ حضرت ام حرام کی روایت کردہ طویل حدیث کا اختصار ہے) چنانچہ قسطلانی (شارح بخاری) فرماتے ہیں کہ مدینہ قیصر پر پہلا لشکر کشی کرنے والا یزید بن معاویہ ہے اور اس کے ساتھ کبار صحابہ کی جماعت تھی جیسے ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تو اسی مقام پر ۵۲ھ میں وصال ہوا۔ اسی طرح خیر جاری میں ہے اور فتح الباری میں ہے مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے بحری جنگ کی اور ان کے بیٹے کی بھی

منقبت ہے اس لیے کہ وہی ہے جس نے پہلے پہل مدینہ قیصر پر لشکر کشی کی۔

اور بعضوں نے اس کو ملعون لکھا ہے (لقولہ تعالیٰ) کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم (الآیہ) (پارہ ۲۶- سورۃ محمد آیت ۲۳)

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطعی کرو اپنی قراتیں یہ ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرہ اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں

(پارہ ۲۶ سورۃ محمد آیت ۲۳)

فی التفسیر المظہری قال ابن الجوزی انه روى القاضي ابو يعلى فى كتابه (معتمد الاصول) بسنده عن صالح بن احمد بن حنبل انه قال قلت لابي يابن يزعم بعض الناس انا نحب يزيد بن معاوية فقال احمد يابنى هل يسوغ لمن يؤمن بالله ان يحب يزيد ولم لا يلعن رجل لعنه الله فى كتابه قلت يابن لعن الله يزيد فى كتابه قال حيث قال فهل عسيتم..... الآية

چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے کہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب معتمد الاصول میں اپنی سند کے ساتھ جو صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ہے، روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ ابا جان بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت کرتے ہیں، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیٹے جو اللہ پر ایمان

خاص شخص کا مرحوم ہونا بھی تو معلوم نہیں، پس صلحاء، مظلومین کے واسطے رحمۃ اللہ علیہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ یہ بھی اخبار عن الغیب بلا دلیل ہے؟

جواب یہ ہے کہ رحمۃ اللہ علیہ سے اخبار مقصود نہیں بلکہ دعا مقصود ہے اور دعا کا مسلمانوں کے لیے حکم ہے۔ اور لعن اللہ میں یہ نہیں کہہ سکتے اس واسطے کہ وہ بد دعا ہے اور اس کی اجازت نہیں۔ فافہم

اور آیت مذکورہ میں نوع مفسدین و فاسقین پر لعنت آئی ہے اس سے لعن یزید پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو استدلال فرمایا ہے اس میں تاویل کی جائے گی یعنی ان کا ن منہم (اگر یزید ان میں سے ہو) یا مثل اس کے لحسن الظن بالمجتہد البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قاتل و امرو را ضی بقتل حسین رضی اللہ عنہ پر وہ لعنت بھی مطلق نہیں بلکہ ایک قید کے ساتھ یعنی اگر بلا توبہ مرا ہو، اس لیے کہ ممکن ہے ان سب لوگوں کا تصور قیامت میں معاف ہو جائے کیونکہ ان لوگوں نے کچھ حقوق اللہ تعالیٰ کے ضائع کیے اور کچھ ان بندگان مقبول کے۔ اللہ تعالیٰ تو تو اب اور رحیم ہے یہی لوگ بھی بڑے اہل ہمت اور اولوالعزم تھے۔ کیا عجب کہ بالکل معاف کر دیں بقول مشہور

ع صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

پس جب یہ احتمال قائم ہے تو ایک خطر عظیم میں پڑنا کیا ضرور۔
یزید کو بلا نص صریح مغفور کہنا بھی سخت نادانی ہے:

رہا استدلال حدیث مذکور سے تو وہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ وہ مشروط ہے بشرط وفات علی الایمان کے ساتھ اور وہ امر مجہول ہے۔ چنانچہ قسطلانی میں بعد نقل قول مہلب کے لکھا ہے:

وتعقبہ ابن التین وابن المنیر بما حاصلہ انہ لایلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذ لایختلف اهل العلم ان قوله عليه السلام مغفور لهم مشروط بان

رکھتا ہے اس کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ یزید بن معاویہ سے دوستی رکھے؟ اور ایسے شخص پر کیونکر لعنت نہ کی جائے جس پر خود حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہے میں نے کہا اباجان! اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہا لعنت کی ہے؟ فرمایا اس موقع پر جہاں یہ ارشاد ہے فہل عسیتم۔

مگر تحقیق یہ ہے کہ چونکہ معنی لعنت کے ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا اور یہ ایک امر غیبی ہے جب کہ شارح بیان نہ فرمائے کہ فلاں قسم کے لوگ یا فلاں شخص خدا کی رحمت سے دور ہے کیونکہ معلوم ہو سکتا ہے اور تتبع کلام شارح سے معلوم ہوا کہ نوع ظالمین و فاسقین پر تو لعنت وارد ہوئی ہے کما قال تعالیٰ:

الا لعنة الله على الظالمين۔ (ہود: ۱۳)

”سن لو پھٹکارے اللہ کی نا انصاف لوگوں پر“

ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدافيهاو غضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما۔ (النساء: ۵)
(اور فرمایا) جو کوئی قتل کرے کسی مسلمان کو جان کر اس کی سزا دوزخ ہے، پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

پس اس کی تو ہم کو بھی اجازت ہے، اور یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون اس نوع میں داخل ہے اور کون خارج؟ اور خاص یزید کے باب میں کوئی اجازت منصوصہ ہی نہیں پس بلا دلیل اگر دعویٰ کریں کہ وہ خدا کی رحمت سے دور ہے اس میں خطر عظیم ہے البتہ اگر نص ہوتی تو مثل فرعون، ہامان و قارون وغیرہم کے لعنت جائز ہوتی، واذلیس فلیس (جب نص نہیں تو لعنت نہیں) اگر کوئی کہے کہ جیسے کسی شخص معین کا ملعون ہونا معلوم نہیں تو کسی

يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتَّىٰ لَوْ ارْتَدَّ وَاحِدٌ مِنْهُمْ
غَزَاهَا بَعْدَ ذَلِكَ لَمْ يَدْخُلْ فِي ذَلِكَ الْعَمومِ اتِّفَاقًا فَدَلَّ عَلَىٰ أَنَّ
الْمُرَادَ مَغْفُورٍ لَهُمْ لَمَنْ وَجَدَ شَرْطَ الْمَغْفِرَةِ فِيهِ مِنْهُمْ -

(حاشیہ بخاری: ج ۱، ص ۳۱۰، مطبوعہ احمدی)

”اور ابن آئین اور ابن السیر نے مہلب کے بیان پر اعتراض کیا ہے
جس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ
لازم نہیں آتا کہ کسی خاص دلیل کی بنا پر وہ اس عموم سے خارج نہ ہو اب
اہل علم کا اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ حدیث پاک میں جو مغفرت
کا وعدہ ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے اہل
بھی ہوں چنانچہ ظاہر ہے کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والا اگر کوئی شخص
اس کے بعد مرتد ہو گیا تو وہ بالاتفاق اس مغفرت کے عموم میں داخل نہ ہو
گا جس سے معلوم ہوا کہ مغفرت کی شرط موجود ہو (اور جس میں یہ شرط
مفقود ہو وہ اس مغفرت میں داخل نہ ہوگا)۔“

پس توسط اس میں یہ ہے کہ اس کے حال کو مفوض بعلم الہی کرے اور خود اپنی
زبان سے کچھ نہ کہے لان فیہ خطراً (کیونکہ اس میں خطرہ ہے) اور کوئی اس کی نسبت
کچھ کہے تو اس سے کچھ تعرض نہ کرے لان فیہ نصراً (کیونکہ اس میں یزید کی حمایت ہے)
اس واسطے خلاصہ میں لکھا ہے:

انه لا ينبغي اللعن عليه ولا على الحجاج لان النبي عليه
لسلام نهى عن لعن المصلين ومن كان من اهل القبلة
ومانقل من النبي عليه السلام من اللعن لبعض من اهل القبلة
فلما انه يعلم من احوال الناس ما لا يعلمه غيره -

”یزید اور حجاج پر لعنت مناسب نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
نمازیوں اور اہل قبلہ پر لعن کرنے سے روکا ہے اور جو نبی علیہ السلام سے بعض
اہل قبلہ پر لعن منقول ہے وہ تو محض اس وجہ سے ہے کہ آپ لوگوں کے
حالات کے ایسے جاننے والے تھے جو دوسرے نہیں جانتے۔“

اور احیاء العلوم ج ۳، باب آفة اللسان ثامنہ میں لعنت کی خوب تحقیق لکھی ہے خوف
تطویل سے عبارت نقل نہیں کی گئی۔ من شاء فليراجع اليه

اللهم ارحمنا ومن مات ومن يموت على الايمان واحفظنا
من آفات القلب واللسان يا رحيم يا رحمن -

(امداد الفتاویٰ جلد خامس ص: ۳۲۵ تا ۳۲۷)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ:

(۱) یزید فاسق تھا۔

(۲) اس کو اہل بیت سے عداوت تھی چنانچہ حضرت امام حسن رحمہ اللہ کو زہر دے کر قتل
کرنے کی بنا بھی یہی تھی۔

(۳) اس پر واجب تھا کہ خود معزول ہو جاتا تاکہ اہل حل و عقد اس کی جگہ کسی اہل
کو خلیفہ بناتے۔

(۴) حضرت امام حسین رحمہ اللہ شہید مظلوم تھے۔

(۵) اس کو مغفور کہنا سخت زیادتی ہے کیونکہ اس میں کوئی تصریح نہیں۔

(۶) توسط اس میں یہ ہے کہ اس کے حال کو مفوض بعلم الہی کرے اور خود اپنی زبان
سے کچھ نہ کہے کیونکہ اس میں خطرہ ہے اور کوئی اس کی نسبت کچھ کہے تو اس سے
تعرض نہ کرے کیونکہ اس میں یزید کی حمایت ہے۔



جواب : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے۔ انہوں نے یزید کے لیے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور اولیٰ و افضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لائندروا ذرۃ و ذرۃ اخریٰ اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنا چاہیے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ص: ۲۲۸، ج: ۱)

سوال : جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟
جواب : جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پہلو غالب تھا مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی مسلمانوں مسلمانوں ہی کی باہمی لڑائی تھی۔ ایک فریق باطل پر تھا اور اس کی طرف سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے حقانیت، مظلومیت اور صبر و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

(محمد کفایت کان اللہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ج: ۱، ص: ۲۸۷)

سوال : قاتلان حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب : قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا مگر گالیاں دینا درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں۔ المؤمن لا یکون لعانا۔
(محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ص: ۲۸۸، ج: ۱)

سوال : ایک روز چند اشخاص اہل سنت و الجماعت کے ایک جگہ بیٹھے تھے اس میں تذکرہ مذہب کا تھا تفصیل الشیخین پر فریقین متفق ہیں۔

(۱) احمد کا دعویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی شان اعلیٰ ہے محمود کا دعویٰ ہے کہ

مفتی اعظم ہند

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ

کی تصریحات

کفایت المفتی سے اقتباسات :

سوال : کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ رسول اکرم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمادیں۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟
(المستفتی ۲۳۰۷ عبدالغفار مالیر کوئٹہ) (۵ رجب ۱۳۵۷ھ یکم ستمبر ۱۹۳۸ء)

جواب : بارہ خلیفوں والی روایات صحیح ہیں مگر ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ نے بارہ خلیفوں تک اسلام کی قوت و شوکت قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے، خلافت راشدہ یا خلافت نبوت کی مدت تو تیس سال تک بیان فرمائی ہے۔

یزید بن معاویہ کو کافر و ملعون کہنے والے خاطی ہیں اس کو کافر کہنا بھی نہیں چاہیے۔
(محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی) (کفایت المفتی کتاب العقائد ج: ۱، ص: ۱۳۲)

سوال : حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں۔ کس حد تک صحیح و درست ہے؟
(المستفتی سید غلیل حیدر۔ کانپور) (۵ صفر ۱۳۵۶ھ)

لکھ دیا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ملی کہ دشمنوں نے حضرت خلیفہ سوم کے مکان کو گھیر لیا ہے اور حملہ آور ہیں تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو مسلح کر کے بھیجا اور سمجھا دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دشمنوں کے آزار سے بچانا اس پر محمود نے کہا کہ یہ کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صرف دکھانے کا تھا حقیقتہً ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت منظور نہ تھی۔

حضرات علماء کرام سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کیا واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ظاہر کچھ تھا اور باطن کچھ؟ (المستفتی شیخ شفیق احمد ضلع موگر)

(۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ / ۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

جواب : صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بھی رفیع اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شان بھی بہت بلند ہے اہل بیت میں داخل ہونے کا شرف جدا ہے اور فضیلت صحبت جدا ہے۔ دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن لوگوں کو دونوں شرف حاصل ہوئے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما ان کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ہیں ان کو ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں، اس کے بعد علم و تقویٰ اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب کم و بیش ہوتے ہیں اس لیے اس بارہ میں اسی قدر اعتقاد پر اکتفا کرنا اسلم ہے، شیخین کی فضیلت کلیہ باوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے صرف صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے اوصاف کاملہ علم و تقویٰ اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں۔

صحابہؓ کی شان اہل بیت اطہارؓ سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ کہ صحابہؓ کی شان میں حدیث آئی ہے کہ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اس کے علاوہ قرآن کی آیت سے بھی ان کے شان و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے احمد نے کہا کہ اہل بیت کی شان میں بھی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں دو چیزیں اپنے بعد موجب نجات اپنی امت میں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں سے ایک قرآن پاک اور دوسری اہل بیت ہے جو ان دونوں کو اختیار کرے گا نجات پائے گا محمود نے کہا کہ وہ حدیث جو صحابہؓ کی شان میں ہے اس کے مقابل میں اہل بیت کی شان کی حدیث نہیں ہے۔

(۲) اسی مجلس میں ذکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آیا، اس پر محمود نے کہا کہ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ احمد نے کہا کہ مجھے عشرہ مبشرہ کی تو تحقیق نہیں لیکن آپ صحابی ضرور ہیں مگر آپ سے کچھ غلطی ہوئی چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ ان سے خطا ضرور ہوئی۔ محمود نے کہا کچھ بھی ہو لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام یعنی اہل بیت سے بڑھا ہوا ہے براہ کرم اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(۳) بعدہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا اعتراض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان پر بھی ہے کیونکہ وہ نابالغی کی حالت میں ایمان لائے تھے نابالغی کے ایمان اور فعل کا اعتبار نہیں ہے۔

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر کن کن صحابہؓ کو فضیلت ہے؟

(۵) ایک بارتذکرہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا آیا تو کسی نے کہا کہ ان کی شہادت تو مردان کے فعل سے ہوئی جیسا کہ مشہور ہے کہ فاقبلوا اکی جبکہ فاقبلوا

(۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں اور

یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے افضل ہیں ان کے لیے وہ مناقب جو احادیث میں آئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور حضور نے ان کو اپنا کرتہ مرحمت فرمایا تھا اور دعا دی تھی، اور ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (۲) گے کچھ عبارت رجسٹر میں منقول نہیں)

(۳) یہ اعتراض مہمل اور لغو ہے یہ تو حضرت علی علیہ السلام کی فطری اور طبعی صلاحیت کی دلیل ہے کہ بچپن میں ہی ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مبداء فیاض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت علی علیہ السلام سے افضل ہیں، ان تینوں کے بعد حضرت علی علیہ السلام باقی صحابہ سے افضل ہیں۔

(۵) یہ خیال کہ حضرت علی علیہ السلام نے صرف دکھاوے کے لیے حضرت حسن و حسین علیہ السلام کو بھیجا تھا حفاظت منظور نہ تھی بدگمانی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ایسی بدگمانی کرنا مناسب نہیں۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی) (کفایت المفتی ج ۲ ص ۱۳۰ تا ۱۳۲)

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات سے حسب ذیل امور واضح ہوئے۔

(۱) یزید خلیفہ راشد نہ تھا مگر اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے اور نہ ملعون۔

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے لیے بیعت لینے میں (اجتہادی) غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر وادئی و افضل افراد موجود تھے۔ بایں ہمہ ان کی شان میں

گستاخی سے پرہیز لازم ہے۔

(۳) جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی۔

(۴) قاتلان حسین علیہ السلام نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا۔

(۵) حضرت امام حسن و حسین علیہ السلام بیت ہونے کے ساتھ ساتھ صحابی رسول بھی ہیں۔

(۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہنا درست نہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء اور

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے افضل ہیں۔

واللہ سبحانہ اعلم۔



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یزید کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگنا

مسند احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ مروی ہے :

ترجمہ میری امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لوٹروں کے ہاتھوں ہوگی۔

[فتح الباری: ج ۱۳، ص ۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں جاتے جاتے یوں دعا کرنے لگتے: ”اے اللہ

مجھے ۶۰ ہزار سالہ نہ آنے پائے اور نہ لوٹروں کی امارت کا۔“

[فتح الباری: ج ۱۳، ص ۱۳]

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان

لوٹروں میں سب سے پہلا لوٹہ ۶۰ ہ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقع کے

مطابق ہے کیونکہ یزید بن معاویہ ۶۰ ہ میں بادشاہ بنا اور پھر ۶۳ ہ تک زندہ رہ

کر مر گیا۔

[فتح الباری: ج ۱۳، ص ۸]

چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی، اور وہ

یزید کے بادشاہ ہونے سے ایک سال پہلے ہی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

شیخ العرب والحم

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی تصریحات
مکتوبات شیخ الاسلام سے اقتباسات:

۱- اس کے فسق و فجور کا اعلان یہ ظہوران (حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ) کے سامنے نہ
ہوا تھا اور خفیہ جو بد اعمالیاں وہ کرتا تھا اس کی اطلاع ان کو نہ تھی۔

(ص: ۲۵۰، ج: ۱ مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

۲- پھر یزید کا بعد از ظہور فسق و فجور وہ حال ہی نہیں رہا تھا جو ابتداء میں تھا یعنی اس
کے اعمال شیعہ درجہ کفر کو اگر پہنچ گئے تھے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ اور ایک
جماعت کی رائے ہے تب تو وہ یقیناً معزول عن الخلافۃ ہو ہی گیا تھا۔ اب امام
حسین رحمہ اللہ کا ارادہ جنگ خروج ہی نہیں شمار ہو سکتا اور اس کی حرکات ناشائستہ
درجہ کفر کو پہنچی تھیں (جیسا کہ جمہور کا قول ہے) تو اول یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے ممکن
ہے حضرت امام حسین رحمہ اللہ کی رائے یہی ہو جو کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان
کے موافقین کی ہے علاوہ ازیں فاسق ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہو جاتا ہے
یا نہیں؟ یہ مسئلہ اُس وقت تک مجمع علیہ نہیں ہوا تھا حضرت امام حسین رحمہ اللہ اور ان
کے قلعین کی رائے یہ تھی کہ وہ معزول ہو گیا اور اس بنا پر اصلاح امت کی غرض
سے انہوں نے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ پھر باوجود اس کے خلع کا مسئلہ تو آج بھی متفق
علیہ ہے یعنی اگر خلیفہ نے ارتکاب فسق کیا تو اصحاب قدرت پر اس کو عزل کر دینا
اور کسی عادل متقی کو خلیفہ کرنا لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے عزل اور خلع سے
مفاسد مصالح سے زائد نہ ہوں۔

امام العصر خاتم المحدثین والمفسرین، زبدۃ الفقہاء والمکتلمین
مولانا السید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ
کی تصریح

قوله عمرو بن سعید الخ لا يتمسك بقوله هذا فانه عامل
يزيد ويزيد فاسق بلا ريب وفي شرح الفقه الاكبر لملا
على القاري روى عن احمد بن حنبل ان يزيد كافر
وكان عمرو بن سعید جمع العساكر ليكر على ابن
الزبير معاونا ليزيد على عبد الله بن الزبير

(عرف العدي على جامع الترمذي) (باب ما جاء في حرمة مكة: ص: ۳۳۲، مطبع قاسم ديوبند)
عمرو بن سعید الخ اس کے قول سے احتجاج درست نہیں کیونکہ یہ شخص
یزید کا عامل تھا اور یزید بلاشبہ فاسق تھا اور شرح فقہ اکبر مصنفہ ملا علی
قاری رحمہ اللہ میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت ہے کہ یزید
کافر ہے اور عمرو بن سعید نے تمام لشکروں کو جمع کیا تاکہ یزید کی
طرفداری میں عبد اللہ بن زبیر پر لشکر کشی کرے۔

حضرت شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ و برہ مضجعہ کی تصریح سے معلوم ہوا کہ عمرو بن
سعید کے اس قول سے محض اس لیے احتجاج درست نہیں کہ وہ یزید جیسے شخص کا مقرر کردہ
عامل تھا جس کے فسق میں ذرا بھی شک نہیں۔

گویا حضرت شیخ اجل کے نزدیک بھی فسق یزید ناقابل تردید ہے۔



- (۱) یزید کا فسق ظاہر ہونے کے بعد پہلے جیسا حال نہ رہا۔
- (۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید مظلوم ہیں۔
- (۳) حضرت شیخ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کی وضاحت انتہائی جامعیت اور اختصار سے فرمادی ہے کہ کوئی منصف مزاج جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہو مزید اس پر اعتراض نہیں کر سکتا جس کا حاصل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ اکابر کے قول کے مطابق اگر یزید کا فسق و فجور درجہ کفر تک پہنچ گیا تھا تو پھر وہ معزول ہو گیا جس کی بنا پر اس کے خلاف قتال کرنا جائز تھا بصورت دیگر اگر اس کے کروت درجہ کفر تک نہیں پہنچے تھے تو اس صورت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اجتہادی رائے یہ تھی کہ وہ اس صورت میں بھی قابل عزل ہے جس کے بعد قتال جائز ہے۔
- ایک تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے کہ بوجہ فسق کے اس کو معزول کرنا اور خلع بیعت ضروری تھا لیکن یہ مشروط ہے فتنہ و فساد نہ ہونے کے ساتھ ایسی صورت میں جبکہ اتنی پیچیدگیاں موجود تھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد میں اختلاف ہونا ناگزیر تھا حضرت امام مظلوم رضی اللہ عنہ اپنے خاص موقف کی بنا پر شہید ہوئے تھے۔
- علماء اہل سنت کے اقوال میں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ درحقیقت مبنی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اجتہادی اختلاف پر، لیکن یہاں یہ بات واضح طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف اس بنا پر نہیں ہوا تھا کہ ان میں سے بعض یزید کو صالح اور عادل سمجھتے تھے اور بعض فاسق و فاجر، وجہ یہ ہے کہ جن صحابہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے خلاف جنگ سے روکا تھا انہوں نے یہ کہہ کر نہیں روکا تھا کہ چونکہ یزید ایک صالح اور عادل شخص ہے لہذا آپ اس کی مخالفت ترک کر دیں بلکہ انہوں نے تفریق بین المسلمین کے اندیشہ سے منع کیا، یا اہل کوفہ پر بوجہ کوفی لایوفی کے عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لیے ان کو روکنا چاہتے تھے تاکہ نقصان نہ اٹھائیں۔ واللہ اعلم



حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے اتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے، وہ اپنی بیعت پر قائم رہے اور اہل مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سمجھوں نے خلع کیا جس کی بنا پر وہ قیامت خیز واقعہ حرہ نمودار ہوا جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین حرہ کو شہید نہیں کہا جائے گا۔

پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے مواعید پر مطمئن ہوئے بالخصوص حضرت مسلم بن عقیل کے خطوط کے بعد جن میں پورا اطمینان اہل کوفہ کی طرف سے دلایا گیا تھا اس لیے ان کا ارادہ جہاد یقیناً صحیح تھا اور خلع کرنے اور خروج کرنے میں کسی طرح باغی قرار نہیں دیے جاسکتے ان کو صاف نظر آ رہا تھا کہ اس حالت میں مفاسد کا قلع قمع ہو جائے گا اور خلل بہت کم ہوگا۔ اپنی ظفر مندی کے لیے متیقن تھے۔ پھر آپ اس کو بھی نظر انداز نہ فرمائیں کہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اہل کوفہ نے غدر کیا ہے اور مسلم بن عقیل شہید کر دیے گئے اور یزید کی فوج یہاں آ پہنچی ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ میں کوفہ نہیں جاتا اور نہ تم سے لڑنا چاہتا ہوں مجھ کو مکہ معظمہ واپس جانے دو، دشمن اس پر راضی نہ ہوا اور اصرار کیا کہ اس کے ہاتھ پر یزید کے لیے بیعت کریں آپ نے فرمایا کہ اگر مکہ معظمہ واپس نہیں جانے دیتے تو مجھ کو چھوڑ دو کسی دوسری طرف چلا جاؤں گا وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں خود اس سے گفتگو کر لوں گا وہ اس پر بھی راضی نہ ہوا اور جنگ یا بیعت پر مصر رہا، یہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ ہر طرح مجبور و مظلوم قتل کیے گئے ہیں اگر اس کے بعد بھی شہادت میں کلام کیا جائے تو تعجب خیز نہیں تو کیا ہے۔ (ص: ۲۶۸، ۲۶۹)

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی تصریحات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

جواب : راجح عند اہل السنۃ والجماعۃ عدم تکفیر وعدم لعن یزید است اگرچہ در ظلم وجور تعدی وفسق او کلام نیست لیکن این امور موجب کفر وارتداد انمی تواند شد و اگر باشد تا وقتیکہ یقین او حاصل نہ شود تکفیر نباید کرد "والحق ما قالہ ابن الحاج ونقل عنہ فی شرح الفقہ الاکبر وحقیقۃ الامر التوقف فیہ ومرجع امرہ الی اللہ سبحانہ" واین توقف ہم حکم عدم تکفیر وعدم لعن می کند وقصہ خلافت دیگر است خلیفہ از فسق معزول نمی شود۔ پس درین چنین مسائل مختلف فیہا نزاع وجدال مناسب شان علماء نیست وسکوت بہتر است۔

جواب : اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک راجح عدم تکفیر اور عدم لعن ہے اگرچہ اس کے ظلم وجور اور تعدی وفسق میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن یہ امور موجب کفر وارتداد نہیں ہو سکتے اگر یہ امور موجب کفر وارتداد بھی ہو جائیں تو جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے تکفیر نہیں کرنی چاہیے اور جو کچھ ابن امیر الحاج نے کہا بالکل حق ہے اور شرح فقہ اکبر میں نقل کیا کہ حق بات تو یہ ہے کہ اس بارہ میں توقف کیا جائے اور اس کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہے اور یہ توقف بھی عدم تکفیر اور عدم لعن کا حکم کرتا ہے اور خلافت کا قصہ دوسرا ہے کہ خلیفہ فسق سے معزول نہیں ہوتا اور بعض کے نزدیک معزول ہو جاتا ہے لہذا ان جیسے مختلف فیہ مسائل میں جنگ وجدال علماء کی شان کے مناسب نہیں بلکہ سکوت بہتر ہے۔

فقط بندہ عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۔ ج: ۱، طبع کتب خانہ عزیزیہ دیوبند)

سند العلماء مفتی اعظم ہند و صدر مفتی دارالعلوم دیوبند
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ کا فتویٰ

حکم لعنت یزید :

سوال : گروہ می گوید کہ یزید حاکم ووالی مسلمین بہ بیعت اکثر اہل اسلام مقرر شدہ بود اگرچہ فسق وفجور وی معروف است لیکن والی از فسق معزول نمی شود وگروہ دیگر می گوید کہ اگر در اول امر ولایت وامارت وے تسلیم ہم کردہ شود تا ہم چون عامہ مسلمین از طاعت وے برآمدند و خلع بیعت او کردند او والی ایشان نہماند و بوجہ آن افعال شنیعہ کہ از و صادر شدہ اند لعنت بروے جائز است پس فیصلہ شمدارین باب چیست ؟

یزید پر لعنت کا حکم :

سوال : ایک گروہ کہتا ہے کہ یزید حاکم اور والی مسلمانان اکثر اہل اسلام کی بیعت سے مقرر ہوا تھا، اگرچہ اس کا فسق وفجور معروف ہے لیکن حاکم فسق سے معزول نہیں ہوتا۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگرچہ شروع شروع میں اس کی ولایت وامارت تسلیم کر لی گئی تھی تاہم چونکہ عام مسلمانوں نے اس کی اطاعت سے عدول کیا تھا اور خلع بیعت کردی تو وہ ان کا والی نہ رہا اور اس وجہ سے کہ برے افعال اس سے صادر ہوئے اس پر لعنت کرنا جائز ہے لہذا آپ لوگوں کا فیصلہ اس بارہ میں کیا ہے؟

مفتی عزیز الرحمنؒ کے فتویٰ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

- (۱) یزید کے ظلم جو رو تعدی و فسق میں کوئی کلام نہیں بایں ہمہ لعنت توقف بہتر ہے۔
 - (۲) اس قسم کے مختلف فیہ مسائل میں جنگ و جدال علماء کی شان کے مناسب نہیں۔
- احتیاط (لعنت پر) سکوت میں ہے۔ نہ یزید کی حمایت میں سرگرم ہونا چاہیے اور نہ ہی اس پر لعنت اور طعن و تشنیع کو اپنا شعار بنانا چاہیے، لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ قابل لعنت نہیں۔ (ضیاء)



صحابہ کرامؓ اور یزید

یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرامؓ اس سے برسر پیکار نظر آتے ہیں جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے خلاف لڑے (رحمۃ اللہ علیہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم و ستم پر روکتے ٹوکتے، جیسے (۱) حضرت عبداللہ بن عباس (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن عبداللہ (۵) حضرت ابوشریح خزاعی (۶) حضرت معقل بن یسار مزینی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت عبداللہ بن مغفل (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابوہریرہ اسلمی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثناء خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر: ص ۳۲۲)

امیر شریعت حضرت مولانا

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کی تصریحات

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۸ جون ۱۹۳۹ء کو لالہ موسیٰ میں ایک تقریر کی تھی جس پر آپ کے خلاف گورنمنٹ برطانیہ کی بغاوت کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ اس میں سرکاری رپورٹر لدھارام اپنی شہادت سے منحرف ہو گیا تھا، جس سے جھوٹی رپورٹ لکھوائی گئی اس لیے ہائی کورٹ نے آپ کو بتاریخ ۵ اپریل ۱۹۴۰ء بری کر دیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کے ایک سوال پر آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ:

”آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید اور انگریزوں کو حسین کہا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا نہ ہی میں برداشت کر سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید کہے۔“

(مقدمات امیر شریعت ص: ۲۵۷، مرتبہ ابن امیر شریعت سید عطاء اللہ نعم بخاری صاحب)

امیر شریعت اپنی ایک فارسی نظم میں لکھتے ہیں:

ہر کہ بد گفت خواجہ مارا

ہست او بے گمان یزید پلید

(شاہجی کے علمی و تقریری جواہر پارے ص: ۱۲۸ اور مدح خواجہ غلام فرید)

ماخوذ از ”خارجی فتنہ“ مصنف قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ ص: ۶۰۲ حصہ دوم (بحث فتنہ یزید)

فاسق اور پلید کے الفاظ:

یزید کا فاسق ہونا اہل السنۃ والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے۔

اکابر اسلام مثلاً حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور فخر المصنفین حضرت مولانا حیدر علی صاحب فیض آبادی (مصنف فتی الکلام وازلۃ الغنم وغیرہ) نے یزید کو بعض جگہ فاسق اور بعض جگہ پلید لکھا ہے۔ لفظ پلید پر حامیان یزید زیادہ برا فروختہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ فاسق اور پلید کا ایک ہی مطلب ہے چنانچہ فسق اور فسوق کے لغوی معنی یہ ہیں: نافرمانی، بدکاری کی زندگی، اللہ کی نافرمانی، سرکشی اور بدی، نیک بختی کے راستے سے دوری اور فاسق کے معنی بدکار، نافرمان، گنہگار، پاپی، سرکش، زنا کار۔ (الحکم الاعظم جلد ۴)

فسق کے درجات ہیں اور عموماً فسق بعضی نافرمانی اور گناہ استعمال ہوتا ہے۔ یزید پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب مدینہ نے شراب پینے اور نماز ترک کرنے کا کھلم کھلا اہرام لگایا تھا جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ جلد ۸: ص ۲۳۲ میں لکھا ہے۔ تو جب اصحاب مدینہ نے یزید کو پلید کہہ دیا تو اگر حضرت نانوتوی وغیرہ اکابر امت یزید کو پلید کہہ دیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ افسوس ہے کہ جو لوگ اکابر دیوبندی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے وہ دیوبندی کہلو کر بھی ان حضرات پر جرح کرتے ہیں۔

(ماخوذ از "خارجی فتنہ" بغیر پیر ص ۶۰۳-۶۰۵)

تحریک ختم نبوت کے چلانے سے ایک مہینہ اور کچھ دن پہلے کراچی کے دفتر تحفظ ختم نبوت میں شاہ صاحب (امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ) تشریف فرما تھے۔ مولانا ابوالحسنات مرحوم، ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری، مولانا لال حسین اختر کچھ احباب اور راقم الحروف ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ تحریک کے مختلف پہلوؤں پر بات چل رہی تھی کہ اتنے میں جناب کفایت حسین صاحب تشریف لے آئے۔ علیک سلیم

مصافحہ و معانقہ کے بعد شاہ صاحب نے حافظ کفایت حسین کو اپنی جگہ بٹھانا چاہا۔ حافظ احتراماً وہاں نہ بیٹھے۔ بالآخر جب شاہ صاحب کا اصرار حد سے بڑھا تو حافظ صاحب یہ کہتے ہوئے "حضرت واللہ میں تو آپ کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتا ہوں"۔ بچوں کی طرح سمٹ سمٹا کر ادب سے بیٹھ گئے۔ خیر کچھ دیر باتیں ہوئیں۔ پھر حافظ صاحب اجازت لے کر واپس چلے گئے۔ بعد میں سے حاضرین میں سے کسی نے مزاحاً کہا شاہ صاحب آپ نے حافظ صاحب کی بڑی آؤ بکھٹ کی، شاہ جی مجھے تو اس میں ایک اور پہلو بھی نظر آتا ہے فرمایا کیا؟ کہا سید کوئی بھی ہواندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے۔ شاہ جی نے قہقہہ لگایا پھر فرمایا "مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سستی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے۔"

(بخاری کی باتیں: ص ۶۸، تالیف: سید امین گیلانی)



یزید کی شراب نوشی اور زنا کے متعلق صحابی رسول ﷺ کی گواہی

مستدرک: ج ۳، ص ۵۲۲، میں روایت آتی ہے کہ حضرت معقل بن سنان اور حضرت مسلم بن عقبہؓ کی آپس میں ایک مرتبہ ملاقات ہوئی، حضرت معقلؓ نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

انی خرجت کرها لبيعة هذا الرجل -

میں اُس شخص کی بیعت کرنے کے لیے مجبور اُٹلا ہوں۔

حالانکہ وہ شراب بھی پیتا اور حرم میں زنا بھی کرتا ہے۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک: تالیف: امام اہل سنت حضرت مولانا سر فراز خان صفدر: ص ۱۳۶)

مفتی اعظم پاکستان

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات

والد گرامی قدر حضرت مفتی تقی عثمانی، حضرت مفتی رفیع عثمانی مدظلہم

حضرت مفتی صاحب اپنی تصنیف لطیف ”شہید کربلا“ میں تحریر فرماتے ہیں:

تجسس:

یزید کی یہ زود پشیمانی اور بقیہ اہل بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کے لیے تھا یا حقیقت میں کچھ خدا کا خوف اور آخرت کا خیال آگیا، یہ تو عظیم وخیر ہی جانتا ہے مگر یزید کے اعمال اور کارنامے اس کے بعد بھی سیاہ کاریوں ہی سے لبریز ہیں، مرتے مرتے بھی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لیے لشکر بھیجے ہیں۔ اسی حال میں مرا ہے۔ عاملہ اللہ بے ماہواہلہ (مؤلف) (ص: ۹۳-۹۵ طبع، دارالاشاعت، کراچی)

ہلاکت یزید:

شہادت حسین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن جین نصیب نہ ہوا تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں، اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ (ص: ۱۰۳)

قائدان حسین کا یہ عبرت ناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے۔

كذلك العذاب ولعذاب الآخرة اكبر لو كانوا يعلمون -

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ

سمجھ لیتے۔ (سورۃ القلم) (ص: ۱۰۵)

آگے فرماتے ہیں:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شاید اس فتنہ کا علم ہو گیا تھا وہ آخر عمر میں یہ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال اور نو عمروں کی امارت سے، ہجرت کے ساٹھویں سال ہی یزید جیسے نوعمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا لانا للہ وانا الیہ راجعون (ص: ۱۰۶)

حضرت مفتی صاحب کی عبارات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یزید اپنے افعال ناشائستہ کی بنا پر اس لائق نہیں کہ اس کی تعریف و توصیف کی جائے جیسا کہ نواصب اپنے جلسوں اور تقاریر میں امیر المؤمنین یزید رحمۃ اللہ علیہ زندہ باد کے نعرے لگواتے ہیں اور اس طرح حضور انور ﷺ کی روح مبارک کو مزید اذیت پہنچانے کا سامان کرتے ہیں ایسے لوگ بھس قرآنی اپنے کو لعنت خداوندی کا مستوجب بنارہے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہوا ہے، (الاحزاب پارہ ۲۲)



ائمہ کرام اور لعن بریزید

یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمدی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے ”مطالب المؤمنین“ میں منقول ہے۔ [ملاحظہ ہو زبر العبادان والشمیہ عن ارتکاب النبیہ ص: ۲۰] اکابر حنفیہ میں امام ابو بکر احمد بن علی بھاص رازی المتوفی ۳۷۰ ہجری نے ”احکام القرآن میں یزید کو ”لعین“ ہی لکھا ہے۔

حکیم الاسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

نیرہ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

سابق مہتم دارالعلوم دیوبند کی تصریحات

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں، ہم نے رسالہ کے آغاز میں جس کتاب کا ذکر کیا تھا وہ خلافت معاویہ و یزید نامی کتاب ہے جس کے مصنف محمود احمد عباسی صاحب ہیں۔ اس کتاب میں عباسی صاحب نے حتی الامکان اپنا زور قلم یزید کے مناقب و فضائل کے بیان پر صرف کر دیا ہے بقول ان کے یہ ان کی ایک تاریخی ریسرچ ہے کہ یزید کو نہ صرف خلیفہ برحق بلکہ عمر ثانی بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے یزید کا ذاتی و سیاسی کردار بے عیب ظاہر کیا جائے جس کا لازمی اثر یہ ظاہر ہوا کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ذاتی کردار مشکوک ہو گیا۔ چنانچہ موجودہ دور کے نواصب کے سرخیل عباسی صاحب نے اہل بیت رسول کی توہین، ان کی تحقیر و تجہیل میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا یہاں تک کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے بھی انکار کر بیٹھے اور یزید کو حضرت امام کے مقابلے پر لاکھڑا کیا۔ عباسی صاحب کے خیال میں انہوں نے دین کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی کہ تحقیق انیق کا ایک نیا باب امت کے سامنے آیا، اب جبکہ اہل علم و فضل حضرات میں ایسے لوگ کم ہیں جو اسلامی تاریخ پر وسیع نظر رکھتے ہوں تو عوام میں پڑھا لکھا طبقہ اسلامی تاریخ سے کب واقف ہو سکتا ہے؟ خصوصاً بعض پروفیسرز اور لیکچرار حضرات اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اب ایک ذہنی انتشار کی نئی صورت پیدا ہو گئی ایک پڑھا لکھا شخص جب حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں یزید کا نام امیر المؤمنین کہہ

کر لے تو یہ حضرات بہت خوش ہوتے ہیں کہ دیکھیے صاحب! ہم نے دین کی کتنی بڑی خدمت کی برہا برس سے امت میں یہ غلط فہمی چلی آرہی تھی جس میں بڑے بڑے محدثین، مفسرین، متکلمین حتی کہ بعض مؤرخین بھی مبتلا رہے آج ہم نے اپنی اس تاریخی ریسرچ کے ذریعہ حقائق سے پردہ اٹھا دیا یہ ہماری کتنی بڑی دین کی خدمت ہے، حالانکہ تعلیم یافتہ طبقہ چونکہ تاریخ پر سطحی نظر رکھتا ہے اس لیے وہ بہت جلد ان کی تاریخی ریسرچ بلکہ نظریاتی ریسرچ کا شکار ہو جاتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ حق کیا ہے۔ ہمارے اسلاف امت کبھی ہم سے غلط بیانی نہیں کر سکتے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ قرآن بعد قرن اور سلا بعد سہل سب اسی غلطی میں مبتلا ہوتے چلے آئے تا آنکہ عباسی صاحب کا دور نامحسوس آیا اور انہوں نے یزید کی طرف سے وکالت کا صحیح حق ادا کیا ان ہلک الشی عجب اس لیے جب ابتداء میں مذکورہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی تو علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقے میں ایک عجیب الجھ سیل مچ گئی، کالج اور یونیورسٹی سے منسلک وہ پروفیسرز اور لیکچرار حضرات جو یا تو عربی سے کم واقفیت رکھتے ہیں یا بالکل ہی ناواقف ہیں اور شعبہ تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بزبان اردو اس انوکھے انداز بیان سے بڑی حد تک تاثر قبول کیا اور اپنے زیر اثر طلبہ حضرات کو عباسی صاحب کی جدید اور مسلمات کے خلاف تحقیقات سے روشناس کرایا جس کے فوری اور لازمی نتیجے کے طور پر نوجوان جو شیلے طلبہ میں جو فکری انقلاب پیدا ہونا شروع ہوا وہ حضرات اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم سے عموماً اور شہید مظلوم سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے خصوصاً ایک بعد اور نفرت کی صورت میں ظاہر ہوا اس کے برعکس یزید سے عقیدت و احترام اور معاذ اللہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر یزید کے فضائل و مناقب کے بیان پر منتج ہوا۔ فالہی اللہ المشتکی۔

یہ وہ اندھی عقیدت تھی جس کی عباسی صاحب نے آیاری کی اس کے برگ و بار سے ان تمام حضرات نے فائدہ حاصل کیا جو اصل مآخذ و مراجع سے نا آشنا ہونے کے سبب ان کی طرف رجوع نہیں کر سکتے یا اگر کر سکتے ہیں تو اتنی زحمت گوارا نہیں کرتے اس لیے

جب پکا پکا یا مل جائے تو سردھننے کی کیا ضرورت۔

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند

درجہل مرکب ابدال دھربماند (غیاۃ الحق)

حضرت قاری صاحبؒ نے محمود عباسی (نامی ویزید) کی کتاب ”خلافت

معاویہ و یزید“ (جو حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ کی گستاخی پر مشتمل ہے) کے

رد میں ایک کتاب بنام ”تہذیب کر بلا“ تالیف فرمائی ہے جس کے چند اہم

اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں۔

(۱) امام احمد رضاؒ کے نزدیک قتل حسینؓ میں یزید کا ہاتھ بلاشبہ کارفرما تھا کیونکہ

امام احمدؒ اسے فساد عظیم فرما کر یزید کو اس پر مستحق لعنت فرما رہے ہیں جس کے معنی

یزید کے قاتل حسینؓ ہونے کے صاف نکتے ہیں خواہ امر قتل سے وہ قاتل ہے

یا رضا بالقتل سے قاتل ٹھہرے اسے بھی حکماً قاتل ہی کہا جائے گا۔ (ص: ۱۳۳)

(۲) امام احمدؒ نے قرآن کریم کی ایک پوری آیت ہی اس پر منطبق کر کے اس کے

عموم سے بدالالت قرآنی یزید کو مورد لعنت قرار دیا۔ (ص: ۱۳۵)

(۳) ان کا منشا صرف یزید کو ان غیر معمولی ناشائستگیوں کی وجہ سے مستحق لعنت قرار دینا

یا زیادہ سے زیادہ لعنت کا جواز ثابت کرنا ہے لعنت کو واجب بتلانا نہیں۔

(۴) خلاصہ یہ کہ جنہوں نے لعنت کا جواز ثابت کیا ہے وہ یزید پر لعنت کرنے

کو ضروری نہیں قرار دیتے اور جنہوں نے لعنت سے روکا ہے وہ ان کے اثبات

جواز کے منکر نہیں یعنی ایک فریق یزید کو مستحق لعنت بتلاتا ہے اور دوسرا مشغل لعنت

کو پسند نہیں کرتا اس لیے یزید پر لعنت سے بچنے والا کسی بھی فریق کا مخالف نہیں

کہلایا جاسکتا یہی راستہ ہم اختیار کیے ہوئے ہیں پھر بھی متبعین لعنت کے اقوال

کی یہ پیشکش لوگوں کو یزید کی لعنت پر اسانے کے لیے نہیں بلکہ صرف یہ بتلانے

کے لیے ہے کہ ائمہ ہدایت کے ہاں کسی کے بارہ میں لعنت کا جواز بلکہ لعنت

کا سوال اٹھ جانا اس کے اچھے کردار کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ بد کرداری اور فسق

ہی کی دلیل ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ لعنت کے اقوال ان ائمہ کی طرف سے بلاشبہ

یزید کے فسق کی ایک مستقل دلیل اور وزنی شہادت ہے۔ (ص: ۱۳۶)

(۵) پس جیسے کفر سرزد ہو جانے پر کوئی نیکی کا رآمد نہیں رہتی اور نہ زبانوں پر آتی ہے

ایسے ہی فسق کی بعض حرکتیں یا بے ادبی اور گستاخی کی بعض نوعیں سرزد ہو جانے

پر نہ کوئی نیکی بار آور رہتی ہے نہ زبانیں اس کا تکلم گوارہ کرتی ہیں اور نہ ہی

مقبولیت عند اللہ باقی رہتی ہے۔

پس تجربہ کر دیم درین دیر مکافات

بادرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

غرض یہ اصول ہے عقلی بھی، شرعی بھی اور طبعی بھی، کوئی جذباتی بات نہیں اسی میں

یزید گرفتار ہوا۔ اس کے ایک ہی فسق (قتل حسینؓ) نے اس کی ساری خوبیوں

کو خاک میں ملا دیا۔ اور کوئی بھی اس جرم کے بعد اس کی کسی بھلی بات سننے کا بھی

روا دار نہ رہا۔ (ص: ۱۳۸)

(۶) بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ

مباہنین ہوں یا محالفین، پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علمائے

راستین، محدثین، فقہاء، مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ بیہقی، علامہ

ابن جوزی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ

الکلیا الہرانی جیسے محققین یزید کے فسق پر علامہ سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی

اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنی

بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد

میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک اَلِکِیَا اَلِہِ رَاسِیٰ نقل کر رہے ہیں اور وہ خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعیؒ اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ کس فق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ (ص: ۱۵۳)



گھر کا بھیدی لٹکا ڈھائے

یزید کے حقیقی بیٹے کا اپنے باپ کی نااہلیت و جرائم کا اعتراف یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے۔ حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھیے معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ سعادت مند بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسرِ منبر اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے:

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے نزاع کی، آخراں کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لے کر دفن ہو گیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ) اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے خلافت کی حلاوت ہی نہیں چھٹی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام.....

(الصواعق المحرقة، ص: ۱۳۳)

محدث العصر، شیخ المشائخ

حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ

کی تصریحات

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتنے تاریخی بدیہیات کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا، یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ ہر دور میں کج فہم اور کج روا اور کج بحث موجود ہوتے ہیں۔ زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے، ملاحظہ اور زنادقہ کی زبان کب بند ہو سکی کیا اس دور میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا۔ اور کہا گیا کہ واقعہ ہے ہی نہیں، اور کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی، واجب القتل اور یزید کو امیر المومنین اور خلیفہ برحق نہیں ثابت کیا گیا۔ (تسکین الصدور)

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”معارف السنن

شرح ترمذی“ میں رقمطراز ہیں:

عمرو بن سعید کان والیا علی المدینة من جهة یزید بن معاویة وکان یجہز لقتال عبداللہ بن الزبیر معاویة لیزید و عمرو بن سعید هذا هو ابن العاصی بن امیة القرشی الاموی یعرف بالاشدق وملقب بلطیم الشیطان یکنی ابا امیہ قتله عبدالملک بن مروان بعد ان امنه سنة سبعین کما هو مذکور تفصیله فی

التفتازانی فی شرح النسفية من نقل الاتفاق علی جواز
اللعن وان رضا یزید بقتله و استشاره بذلك واهانتہ اهل
بيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناه وان
كان تفصيله احادا ثم نقل عن الحافظ ابن عساكر انه نسب
الی یزید قصيدة منها:

ليت اشيأخي ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل
لعبت هاشم بالملك فلا
ملك جاءه ولا وحي نزل

قال فان صحت عنه فهو كافر بلاريب وبعد تفصيل قال قال
اليافعي واما حكم من قتل الحسين او امر بقتله عمن استحل
ذلك فهو كافر وان لم يستحل ففاسق فاجر. واللہ اعلم.

”عمر بن سعید مدینه پر یزید بن معاویہ کی طرف سے والی بنایا گیا تھا، اس
نے یزید بن معاویہ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
قتال کی تیاری کی یہ عمرو بن سعید بن العاصی ابن امیہ قرشی اموی ہے اور
اس کو اشدق کے نام سے جانا گیا ہے اس کا لقب لطیم الشیطان ہے اور
ابو امیہ اس کی کنیت ہے عبدالملک بن مروان نے ۷۰ھ میں اس کو امان
دینے کے بعد قتل کر دیا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل البدایہ والنہایہ کی
جلد ثامن میں موجود ہے، اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کا قتال
معروف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی
خلافت کے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنایا تو لوگوں نے ان سے بیعت

البدایہ والنہایہ لابن الکثیر فی الجزء الثامن وقصة قتاله
عبداللہ بن الزبیر معروفة وملخصها ان معاوية لماعهد
بالخلافة بعده لابنه يزيد فبايعه الناس الاربعة منهم الحسين
بن علي وابن الزبير رضي الله عنهما ثم الامام الحسين رضي
الله عنه سار الى الكوفة باصرار اهلها فوقع ماوقع واما ابن
الزبير فاعتصم بحرم مكة ويسمى عائذ البيت وغلبه على امر
مكة فكان يزيد يامر ولاته على المدينة ان يجهزوا لقتاله
الجيش الى ان ادى ذلك وامثاله لخلع ~~عن~~ المدينة بيعة
يزيد فانج ذلك وقعة الحرة بالمدينة فقتل فيها مؤن من
الصحابه وابنائهم واقتض فيها الف علفاء على ما يقال
، ووقع شر عظيم وفساد كبير على ما يحدثنا التاريخ فاننا لله
وانا اليه راجعون -

وذلك سنة ثلاث وستين من الهجرة النبوية على صاحبها
الصلوات والتحية ويزيد لاريب في كونه فاسقا والعلماء
السلف في يزيد وقتله الامام حسين خلاف في اللعن
والتوقف قال ابن صلاح في يزيد ثلاث فرق فرقة تحبه
وفرقة تسبه وتلعنه وفرقة متوسطة لا تتوالاه ولا تلعه قال
وهذه الفرقة هي المصيبة ويقول ابن العماد في الشلرات
بعد نقله ولا اظن الفرقة الاولى توجه اليوم وعلى الجملة
فما نقل عن قتله الحسين والمتحاملين عليه يدل على
الزندقة وتهاونهم بمنصب النبوة وما اعظم ذلك ثم كلمة

ہوں گے۔ مجموعی طور پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل اور ان کے قتال پر ابھارنے والوں سے متعلق جو کچھ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ یہ زندہ ہے اور دراصل اس سے مذہب نبوت کی توہین معلوم ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے؟ پھر تفتازانی کی بات جو انہوں نے شرح نسفیہ میں نقل کی ہے کہ جواز لعنت یزید پر اتفاق ہے (جس سے لعنت کے جواز پر صاف دلیل معلوم ہوتی ہے) اور یزید کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر رضا مندی اور اس پر اظہار مسرت اور آنحضرت ﷺ کے گھرانے کی توہین کی خبر اگرچہ معتبر متواتر ہے مگر واقع کی تفصیلات خبر احاد کے درجہ میں ہیں پھر ابن عساکر سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے ایک قصیدہ یزید کی طرف منسوب کیا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

ترجمہ: کاش کہ میرے بزرگ بدر کے معرکہ میں نیزوں کی مار پڑنے سے خزر ج کی چیخ و پکار کو دیکھتے، ہاشم نے ملک کو برباد کر دیا نہ اُن کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی۔

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ اگر ان اشعار کی نسبت یزید کی طرف درست ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور اسی موقع پر کچھ تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یافعی کا قول ہے انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا اس نے قتل کیا اور اس کو جائز اور حلال جانا تو وہ کافر ہے اور اگر حلال اور جائز نہ جان کر ایسا کیا تو وہ فاسق و فاجر ہے، واللہ اعلم



کر لی سوائے ان میں سے چار کے جن میں حسین بن علی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ شامل ہیں، پھر امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے اصرار پر کوفہ چلے گئے چنانچہ جو کچھ ہوتا تھا وہ ہو گیا، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ میں پناہ حاصل کی اور اسی لیے ان کو بیت اللہ کے پناہ گزیں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور مکہ کے امور پر ان کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا لہذا یزید نے اپنے مدینہ کے ولایت کو حکم دیا کہ وہ ان سے قتال کرنے کے لیے لشکروں کو تیار کریں (اور قتال پیش آیا) یہاں تک کہ ان کا راونیوں کا نتیجہ نکلا کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت کو توڑ ڈالا جس کے صلے میں حرہ کا واقعہ پیش آیا اور اس میں کئی سو صحابہ مع اپنی اولاد کے شہید ہو گئے (اسی میں شرکائے حدیبیہ سب ختم ہوئے) اور ایک ہزار دو شیر لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی جیسا کہ کہا گیا ہے اور بہت بڑا فساد وقتہ واقع ہوا جیسا کہ تاریخ کے بیان سے ظاہر ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ واقعہ ۶۳ھ میں پیش آیا تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید فاسق تھا اور علماء سلف میں بوجہ قتل حسین یزید پر لعنت کرنے کے بارہ میں اختلاف ہے کہ لعنت کی جائے یا توقف اختیار کیا جائے، چنانچہ ابن صلاح فرماتے ہیں کہ یزید کے بارہ میں تین گروہ ہیں ایک وہ جو اس سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں دوسرے وہ جو اس کو گالیاں دیتے ہیں اور لعنت کرتے ہیں تیسرے وہ جو اس بارے میں متوسط ہیں نہ اُس سے دوستی رکھتے ہیں اور نہ ہی اس پر لعنت کرتے ہیں، ابن صلاح فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ اعتدال پر ہے۔ اور ابن العما و شذرات میں اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ اول قسم کے لوگ (یزید کو چاہنے والے) آج بھی

سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟

حضرت مولانا اعظمیؒ نے اپنے اسی مضمون میں حضرت امیر معاویہؓ کا دفاع کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا ہے:

”پانچویں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی نسبت یہ مذکور ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو جس نے حضرت معاویہؓ کی شان میں گستاخی کی تھی تین کوڑے لگوائے حالانکہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں کسی کو کوڑے مارنے کا حکم نہیں دیتے تھے“

(تاریخ الخلفاء ص: ۱۶۱، صواعق مخرقہ ص: ۱۳۳)

آگے چل کر حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے ایک دوسرے شخص کو جس نے یزید کو امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کیا تھا تین کوڑے لگانے کا حکم دیا تھا۔“

(تاریخ الخلفاء صواعق مخرقہ ص: ۱۳۳-۱۳۴) (باخود از انجم ۳۵)

حضرت مولانا کی تحریر سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے متفقہ فیصلے کے مطابق یزید فاسق تھا۔



ناصبیوں اور یزیدیوں کے لیے عبرت انگیز تحریر [مجمیل الایمان ص: ۷۱]
حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد کی ایذا و اہانت اور ان سے بغض و عداوت
خود رسول اللہؐ کی ایذا و اہانت اور آپؐ سے بغض کا موجب ہے۔

محدث کبیر

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ

کی تصریحات

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمیؒ اپنے ایک مضمون ”حضرت معاویہؓ کی شان میں سوء ادبی اور اس کا جواب“ میں خواجہ حسن نظامی کے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے کہ (حضرت معاویہؓ نے حضرت امام حسنؓ کو زہر دلویا تھا لکھتے ہیں کہ:

”اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ کے خون سے جس ناپاک اور غضبیٹ وجود کا ہاتھ رنگیں ہے اسی نے حضرت حسنؓ کو بھی زہر دلویا تھا۔“

چنانچہ مسلم الثبوت اور مستند مؤرخ و محدث علامہ سیوطیؒ نے اس دردناک داستان غم کو لکھتے ہوئے اس کی صاف تصریح کی ہے کہ جس ننگ انسانیت نے حضرت امام حسینؓ کے ساتھ یہ ستم روا رکھا تھا وہ یزید علیہ مایست حقہ ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص: ۱۳۰)

(انجم لکھنؤ جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ھ ص: ۳۹)

حضرت مولانا اعظمیؒ نے یزید کو ننگ انسانیت، ناپاک اور غضبیٹ اور قاتل حسینؓ قرار دیا۔

یزید کو صالح اور عادل اور امیر المؤمنین لکھنے کی جسارت کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں کہ کل روزِ محشر میں آقائے نامدارؓ کے

عالم ﷺ کی موجودگی میں صرف اس لیے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے کہ ہم نے دفاع صحابہؓ حب صحابہؓ و مدح صحابہؓ کو سپر بنا کر اہل بیت اطہارؓ اور بالخصوص حضرات حسینؓ کی تنقیص اور تحقیق کی اور ان کے ساتھ زیادتیاں کرنے والوں بالخصوص یزید علیہ مایستحقہ

کو مرتبہ کے اعتبار سے ان سے بالاتر کر دیا۔ کیا ایسا تم ڈھانے والے یہ خیال نہیں کرتے کہ تاجدار مدینہ آقائے نامدار، سرکارِ دو عالم ﷺ کو ان کے اس طرزِ عمل سے کتنی اذیت پہنچتی ہوگی۔ غور فرمائیے کہ اگر روافض حضرات شیخینؓ و دیگر اصحابؓ رسولؐ اور ازواجِ طہیاتؓ و طاہراتؓ بالخصوص عقیقہ کائنات ام المؤمنین والمومنات حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی جناب میں لب کشائی کی جسارت کریں تو ہر باغیرت سنی مسلمان کے نزدیک ان کا یہ تہرانا عظیم جرم ہے کہ وہ قابلِ گردن زدنی ہیں، کوئی سنی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی فاسق اور بے عمل کیوں نہ ہو ان کی اس حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا فی الواقع ہے بھی یہی بات کیونکہ جب ہم اپنے والدین اور خاندان کے بزرگوں کے بارے کوئی لفظ توہین آمیز سننا گوارہ نہیں کرتے تو ازواجِ مطہراتؓ سے بڑھ کر کون سی مائیں اور صحابہؓ سے بڑھ کر اور کون سے بزرگ ہو سکتے ہیں کہ جن کا حد درجہ احترام اور عظمت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ درحقیقت بغضِ صحابہؓ اور عداوتِ صحابہؓ ہی کا دوسرا نام بغضِ رسولؐ اور عداوتِ رسولؐ ہے۔ صحابیؓ سے کینہ رکھنے والا محبتِ رسولؐ ہو ہی نہیں سکتا اور یہ مسئلہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے معمولی سمجھ رکھنے والا ابھی تھوڑی سی غور و فکر کے بعد اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب یہ معلوم کرنا بھی چنداں دشوار نہ ہوگا کہ روافض کے تمام تر افکار و نظریات بلکہ پورے مذہبِ شیعہ کا رکنِ اعظم یہی ناپاک سوچ ہے جس پر رافض اور شیعیت کی عمارت قائم ہوتی ہے بالفاظِ دیگر اگر شیعہ کی اصول اربعہ (وہ چار کتابیں جو روافض کے ہاں سب سے زیادہ معتبر اور مستند خیال کی جاتی ہیں جیسے اہل سنت کے ہاں صحاح ستہ کا درجہ ہے) سے یہ مسئلہ خارج ہو جائے تو چشمِ زدن میں یہ عمارت زمیں

تمتہ

ناظرین کو ذہنی انتشار پر آگندگی اور نواصب کی تلمیسات سے بچانے کے لیے اکابر اہل سنت علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ و تحقیقات ان کے افکار و نظریات مدلل طریقے سے پیش کر دیے گئے ہیں اگرچہ اس موضوع پر متعدد رسائل اور چھوٹی بڑی کتابیں یزید کی حمایت یا مخالفت میں شائع ہو چکی ہیں اور جب تک اس قسم کے فتنے دنیا میں باقی ہیں اس وقت تک یہ بحثیں چلتی رہیں گی۔ ہم نے تو اس رسالہ کو محض اس غرض سے مرتب کیا ہے تاکہ جس شخص کو پہلے ہی سے اکابر دیوبند سے عقیدت و احترام کا تعلق ہے وہ ان بزرگوں کی تحریروں کو پڑھے اور پھر خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طالب ہو تو انشاء اللہ اس مسئلہ سے متعلق جو کچھ اقرب الی الحق ہے اللہ جل ذکرہ اس کے قلب پر وارد فرمادیں گے۔ رسالہ مذکورہ میں جن علمائے ربانین کے رشحاتِ قلم اس مسئلے سے متعلق آپ نے ملاحظہ کیے ہیں ان کی تحریروں پر تقریریں جہاں ٹھوس علمی مواد موجود ہوتا ہے وہاں ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر متلاشی حق ایک مرتبہ ان کی بات پر سنجیدگی سے غور کر لے تو بفضلِ خداوندی اس کی دست گیری غیب سے ہو جاتی ہے۔ آپ کو بے شمار واقعات اس قسم کے مل جائیں گے بلکہ ایسے حضرات بھی اس وقت موجود ہیں کہ جن کو جو کچھ حاصل ہوا وہ انہی ہستیوں کا فیضان اور انہی کا مہون منت ہے۔ پھر دل کی گہرائیوں سے ان بزرگوں کے لیے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کروڑوں بلکہ بے شمار رحمتیں ان کی قبروں پر نازل فرمائے اور نور سے منور فرمائے کہ ان کی بدولت ہم کو حقائق کا ادارک ہوا۔ ہاتھ لگن کو آری کیا۔ ابھی ابھی آپ نے جو تقریریں پڑھی ہیں ان کو بار بار پڑھیں اور غور کریں تو آپ پر اس مسئلہ میں اعتدال کی راہ واضح ہو جائے گی۔ ایسا نہ ہو کہ کل برس محشر خدا نخواستہ ہمیں سرکارِ دو

حجائت کا علم اٹھائے پھرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے تئیں اکابر دیوبند کی روحانی اولاد ہونے کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں تو وہ یزید کی پرزور حمایت کے ساتھ اپنے ان بلند بانگ دعوؤں میں کس حد تک سچے ہیں۔

يقولون بافواہم ماليس في قلوبهم۔

یہ لوگ اپنے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔
سردست ہم نے تاصبیوں کے تاریخ داں بلکہ (بقول ان کے) مجددین تاریخ اسلام ریسرچ اسکالروں کی قلعی کھولنے کے لیے علماء راسخین کی گرانقدر روزنی شہادتوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے جن کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک صاحب بصیرت انسان کے لیے یہ فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آیا یزید امیر المؤمنین صالح، متقی اور جنتی تھا یا کچھ اور؟ فیصلہ آپ خود کیجیے۔

یزید علیہ مایست حقہ کا ذاتی کردار کچھ بھی رہا ہو ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں بحث تو اس میں ہے کہ کیا یزید اس پوزیشن میں ہے کہ اس کو نہ صرف اہل بیت اطہار اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے مقابلے پر لایا جائے بلکہ اس کا مقام ان سے بھی بالاتر کر دیا جائے۔

بیبس تفاوت رہ از کجا است تابہ کجا

اگر حب صحابہ کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا تو حب اہل بیت کے بغیر بھی ایمان کامل نہیں ہوتا خاص کر وہ اہل بیت جن کو اہل بیت ہونے کے ساتھ ساتھ شرف صحابیت بھی حاصل ہے اس اعتبار سے ان کو دوہری فضیلت حاصل ہے پھر حب صحابہ کی آڑ لے کر اہل بیت سے عداوت رکھنا اور یزید سے محبت کرنا بلکہ اس کا دفاع کرنا کس ایمان کے مکملات میں سے ہے؟

مزید برآں عجمان یزید یہ بھی نہ بھولیں کہ احادیث مبارکہ کی کتب معتبرہ میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں کسی ایک صحابی نے بھی یزید کو صالح اور عادل قرار

بوس ہو جائے گی۔ آپ غور فرمائیں تو اس کا حاصل یہ ہے کہ دین اسلام کے عینی گواہ جو صحابہ نبی ہو سکتے ہیں ان کی عدالت و ثقاہت کو امت کی نظر میں مشکوک بنا دیا جائے ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام کسی شخص کی نظر میں قابل جرح ہو گئے ان کا کردار دیانت و امانت حتیٰ کہ ان کا ایمان بھی معاذ اللہ مشکوک ہو گیا تو ساری شریعت اور دین پر سے اعتماد اٹھ ہو گیا۔
وهو المقصود (اور یہی ان کا مقصد بھی ہے)

غرض یہ کہ روافض نے صحابہ کی (معاذ اللہ) تکفیر کا راستہ اختیار کیا مگر اہل بیت کی محبت کا سہارا لیا جس سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ خاتم بدہن صحابہ نقل مذہب میں عادل نہ تھے اور جو کوئی دین و شریعت کو حاصل کرنا چاہے تو اہل بیت سے حاصل کرے۔ درحقیقت اس فرقہ ضالہ نے امت مسلمہ کی بنیاد پر کاری ضرب لگائی۔

رفض اور شیعیت سے ملتا جلتا دوسرا فتنہ تاصیبت کا ہے کہ جس نے روافض کی طرح صحابہ کرام کی محبت کا سہارا لیا اور رافضیت کے تدارک کے لیے علاج بالفصد کی صورت میں سامنے آیا جس طرح روافض کبار صحابہ پر (معاذ اللہ) کچھڑا چھال کر اہل بیت اطہار کی محبت کا دم بھرتے ہیں اسی طرح نواصب اہل بیت کی شان میں ناشائستہ زبان استعمال کر کے صحابہ سے اپنی بے پناہ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں اس فرقہ ضالہ سے بھی مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا اور بکھری رہا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں قسم کے فتنوں کے رد عمل کے طور پر ایک تیسرے فتنے نے جنم لیا یہ خارجیت کا ناسور ہے جس نے صحابہ و اہل بیت ہر دو کی حرمت کو پامال کیا جس سے امت کو بے حد نقصان ہوا اور ہو رہا ہے۔

آپ نے ابھی جس رسالے کا مطالعہ کیا ہے اس میں مقتدر اور جید علماء دیوبند رضی اللہ عنہم کے ارشادات جو یزید کی شخصیت سے متعلق ہیں آپ نے بغور پڑھ لیے ہوں گے جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حامیان یزید جس جوش و خروش سے یزید کی

میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے گھرانے سے محبت و تعلق کی برکات دم واپس کے وقت بھی محسوس کر رہا ہوں، بطور مفہوم مخالف کے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اہل بیت کی عظمت و محبت دل میں نہیں رکھتے انہیں حسنِ خاتمہ کی دولت نصیب ہونا مشکل ہے جس کی بنیادی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ایسے لوگوں کا ایمان ہر وقت خطرات کی زد میں ہوتا ہے بہ الفاظ دیگر ان کا ایمان غیر محفوظ ہے عین ممکن ہے کہ ایسے محروم القسمت لوگ عالمِ سکرات میں بھی امیر المومنین یزید زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے رخصت ہوں (اعاذنا اللہ منها) اللہ تعالیٰ ہم سب کو سوءِ خاتمہ سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

آخر میں تمام ناظرین کرام کی خدمت میں بھدا داب و احترام عرض ہے کہ اس رسالہ کا مطالعہ کرتے وقت آپ اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ جن بزرگ ہستیوں کے فتاویٰ و تحقیقات آج ہماری نظروں کے سامنے ہیں یہ وہ فرشتہ صفت لوگ ہیں جن کے علم و تقویٰ، اخلاص و اللہیت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ دورِ جدید کے روشن خیال محققین سے یہ حضرات ان تمام تر خوبیوں میں بدرجہا فائق اور ممتاز تھے جب ہمیں علمائے دین میں سے کسی نہ کسی کی بات کو تسلیم کرنا ہی ہے تو ان حضرات کا کردار و یونہی کی تحقیقات اور فیصلوں کو کیوں نہ مانا جائے جو موجودہ دور کے ناصبی محققین سے ہر اعتبار سے بہتر تھے جبکہ یہ امر بھی مسلم ہے کہ ان ہستیوں نے یقیناً اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ بھی فرمایا دلائل واضح و براہین قاطعہ کی روشنی میں فرمایا جس میں پوری پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔

(جیسا کہ رسالہ مذکورہ کے گذشتہ اوراق سے ظاہر ہے۔ عیدانِ راجہ بیان)

اب اگر کوئی شخص جس نے بہتان بازی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہو یہی رٹ لگائے جائے کہ ان بزرگوں نے تحقیق نہیں کی یا یہ حضرات تاریخ سے نا آشنا تھے تو اس سے بڑھ کر عاقبت نا اندیش اور کون ہو سکتا ہے؟ درحقیقت اسلافِ اُمت پر سے اعتماد اٹھانے کی یہ گھناؤنی سازشیں ہر دور میں ہوتی آئی ہیں بہت سی ایسی تحریکیں جو بڑے

دیا ہو کیا چودھویں صدی کے نواصب صحابہ کرامؓ سے زیادہ یزید کو قریب سے دیکھ رہے ہیں؟ اور کیا یزید سے ان کی شناسائی اصحابِ رسول ﷺ سے بھی زیادہ ہے؟

ہو سکتا ہے کوئی کور باطن یہاں بھی ضد اور ہٹ دھرمی سے یہی کہے کہ اگر (نعوذ باللہ) صحابہ کرامؓ یزید پر ایسی تاریخی ریسرچ کرتے جیسی میں نے کی ہے تو وہ بھی یزید کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہو جاتے، تو یقیناً ایسے بدنصیب شخص کو آپ مسلوب العقل (عقل سے کورا۔ دیوانہ) ہی کہیں گے۔

ایں خیال است و محال است وجنوں
اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کو اس قسم کی ناپاک سوچ سے محفوظ فرمائے۔ آمین

بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک حب صحابہؓ کی طرح حب اہل بیت بھی ایمان کا جز ہے۔ نیز اہل بیت کی محبت کو حسنِ خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے بار بار اپنے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہل بیت کرامؓ کی محبت کو ایمان کی حفاظت اور حسنِ خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔“

چنانچہ فرماتے ہیں:

”جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سکرات شروع ہوئے تو میں نے یہ بات آپ کو یاد دلانی فرمایا الحمد للہ والمنتہ کہ میں اس محبت میں سرشار اور اس دریائے احسان میں غرق ہوں۔“

الہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

(بحوالہ زبدۃ القامات ص ۱۲۳)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار سکرات کے عالم میں بھی فرما رہے ہیں کہ

کتابیات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی	آجوبہ اربعین
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی	امداد الفتاوی
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی	بہشتی زیور
علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی	تاریخ الخلفاء
حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی	تاریخ دعوت و عزیمت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین	خارجی فتنہ
	رسالہ النجم لکھنؤ
حضرت مجدد الف ثانی	زبدۃ المقامات
	شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع	شہید کربلا
حضرت مولانا قاری محمد طیب	شہید کربلا اور یزید
علامہ ابن حجر عسقلانی	صواعق محرقة
عرف الشذی علی جامع الترمذی (عربی)	حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ
فتاوی دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن
فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
کشف خارجیت	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
کفایت المفتی	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ

پرکشش ناموں اور انتہائی جذباتی نعروں کے ساتھ انھیں مگر چونکہ اکابر اہل حق کی سرپرستی اور دعائیں ان کے ساتھ نہیں تھیں اس لیے ان کے ذریعے کوئی خیر کا سلسلہ جاری نہ ہو سکا نہ ہی اصلاح کا پہلو ان میں غالب رہا بلکہ یوں ہی افراط و تفریط کا شکار ہو کر ملیا میٹ ہو گئیں۔ نہ صرف یہ کہ اس قسم کے لوگ خود ڈوبے بلکہ اچھے اچھوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبے ”مَنْ شَدَّ شِدْلِي النَّارِ“ اس کے برعکس جس اللہ کے بندے نے اسلاف و اکابر کے دامن سے خلوص نیت کے ساتھ وابستگی اختیار کی وہ نہ صرف خود بامراد ہوا بلکہ بہت سوں کی ہدایت کا ذریعہ بھی بنا اور وہ ڈوبنے سے بچ گئے۔

ذی اجتہاد عالمان کم نظر

اقتدا بر رفتگان محفوظ تر

ہم بارگاہ رب العزت میں بصد عجز و نیاز دست بہ دعا ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اہل حق علمائے دیوبند کے نقش قدم پر صحیح طور سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ان کے دامن سے حقیقی وابستگی ہم کو نصیب فرمائے، ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے، دُعا و ضلال اور فتن و ملام سے ہماری حفاظت فرما کر ہم کو حسن خاتمہ کی دولت نصیب فرمائے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کثیر الذنوب والآثام

محمد ضیاء الحق غفرلہ ولوالدیہ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء شب جمعہ

میرید

اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں

http://siqarahlibrary.blogspot.com/

ترتیب
میاں رضوان نقی

شاہ نقیہ کاکڑی

۲۴/۱۱ سعدی پارک • منگ • لاہور

معارف السنن
مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مکتوبات قاسمی
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
ہدایات الشیعہ
حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
ہدیۃ الشیعہ
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

التماس

ہم اپنے تمام دوستوں اور بزرگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کتاب کے نفس مضمون کے مطابق کسی کے پاس اگر کوئی تحریر یا حوالہ ہو تو اس کی ایک فوٹو کاپی ہمیں ”شاہ نقیہ“ اکادمی کے ایڈریس پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں اور اس کار ثواب میں اپنا حصہ ڈالیں۔ شکریہ
(ادارہ)

یزید کے بارہ میں اکابر علماء دیوبند کا مسلک و موقف

”تمام اکابر علماء دیوبند فسق یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں“

یزید کے بارہ میں یہ انتہائی معتدل عقیدہ ہے کیونکہ واقعہ کربلا، واقعہ ۶۰ھ مدینہ منورہ و مسجد نبوی ﷺ اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی جیسے دلخراش واقعات اس کے دور حکومت میں پیش آئے اور جو لوگ حضرت امام حسینؑ اور اہل بیتؑ کے شہید کرنے میں شریک ہوئے ان سے یزید نے کوئی انتقام بھی نہیں لیا اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا اس کے اشارہ پر ہوا، اور یہ فاسق و فاجر والا عقیدہ بھی یزید کے بارہ میں اعتدال والا عقیدہ ہے ورنہ بعض اکابر امت تو اس کے کفر کے قائل اور اس پر لعنت تک کو جائز سمجھتے ہیں، جس کی چند مثالیں زیر نظر کتاب میں بعض صفحات پر چوکھٹے کے اندر نقل کی گئی ہیں لیکن اکابر علماء دیوبند نے تمام معاملات کی طرح اس بارہ میں بھی بہت ہی اعتدال والی رائے اختیار کی ہے جو کہ مندرجہ بالا بھی ہے اور مندرجہ ذیل بھی یعنی :

”تمام اکابر علماء دیوبند فسق یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں“

زبدۃ المحققین، عمدۃ المتأخرین

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، فرنگی محلی رحمہ اللہ

سوال : یزید کے حق میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے، بینوا تو جو روا؟

جواب :

بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ ”جب یزید با اتفاقی تمام مسلمانان امیر بن گیا تو اس کی اطاعت حضرت امام حسینؑ پر واجب تھی“ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کا اتفاق اس کی امارت پر کب ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی، اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری اور ترک صلوٰۃ اور زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آ کر انہوں نے بیعت کو فسخ کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے حضرت امام حسینؑ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، اور نہ اس امر پر راضی تھا اور نہ قتل امام حسینؑ اور اہل بیت کے بعد خوش ہوا، حالانکہ یہ قول باطل ہے۔ علامہ تقی زانی شرح عقائد نشی میں لکھتے ہیں :

”والحق ان رضی یزید بقتل الحسین و استبشارہ بذالك و اهانته اهل بیت النبی ﷺ مما قوا اثر معناه وان كان تفاصيله احادا انتھی“ -

حق بات یہ ہے کہ یزید حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر راضی تھا اور اس امر پر اس کا مسرور ہونا اور اہل بیت کی توہین کرنا معنا متواتر ہے اگرچہ اس کی تفصیلات درجہ احاد میں ہیں۔

قول نقل کیا ہے، اور تقاضا زانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے انصار پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس میں توقف و سکونت اختیار کرتے ہیں۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت اور رحمت سے تو ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے اور لعنت جو کہ عرف میں کفار کے ساتھ مخصوص ہے اس سے زبان کو آلودہ نہیں کرنا چاہیے، ابلیس لعین جس کے کفر میں کوئی شک نہیں اس پر لعنت کرنے سے زبان کو روکنے میں کوئی ممانعت نہیں، چہ جائیکہ یزید پلید پر لعنت کی جائے۔ (فتاویٰ حضرت مولانا عبدالحی، اردو: ص ۷۲)



http://siqarahlibrary.blogspot.com/

حضرت حسینؑ کا خروج اور امام ابوحنیفہؒ

حضرت زید بن علیؑ نے ہشام بن عبد الملک کے خلاف خروج کیا تو امام اعظم امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا گیا کہ آیا یہ جہاد ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: (ابوحنیفہ حیات و عصرہ: لابی زہرہ، ص ۱۶۳)

زید بن علی رضی اللہ عنہ کا خروج رسول اللہ ﷺ کے بدر کے خروج کے مثل ہے انھوں (امام ابوحنیفہؒ) نے فوج کی مال سے مدد کی۔

حضرت زید بن علیؑ کا خروج دراصل حضرت حسینؑ کے خروج علیٰ یزید کا اتباع تھا، اس لئے دلائلہ النص سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ان (امام ابوحنیفہؒ) کے نزدیک حضرت سیدنا امام حسینؑ کے خروج کی کیا حیثیت ہوگی، یعنی امام صاحبؒ پورے شرح صدر کے ساتھ امام حسینؑ کے ہموا تھے اسی بناء پر تو آپؒ نے اولادِ حسینؑ کا ساتھ دینا اور یزید کا ذکر تو امام صاحبؒ ناپسندیدگی کی بناء پر نہیں کرتے تھے تاکہ زبان آلودہ نہ ہو۔

اور بعض کہتے ہیں کہ قتلِ امام حسینؑ گناہ کبیرہ ہے نہ کفر، اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم النبیین ﷺ کو اذیت پہنچانے کا کیا ثمر ہوتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ واعدلہم عذابا مہینا۔

بے شک جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں دنیا و آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو، امام غزالیؒ کا رجحان احیاء العلوم میں اسی قول کی طرف ہے اس میں نہیں کہ معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بد نصیب نے جو کارنامے کیے اس امت میں سے کسی نے نہیں کیے، قتلِ حسینؑ اور اہانتِ اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اس کے باشندوں کو قتل کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مسجد نبوی ﷺ میں تین روز تک نماز و اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا اور..... ابن زبیرؓ کی شہادت اس معرکہ میں عین حرم میں ہوئی اور ایسے بہت سے مشاغل رکھتا تھا، یزید مر گیا اور جہان کو پاک کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا معاویہ برسرِ منبر اپنے باپ (یزید) کی مذمت بیان کرتا تھا، واللہ اعلم بما فی الضمائر اور بعض لوگ نہایت بے باکی سے یزید پر لعنت کو جائز سمجھتے تھے، امام احمد بن حنبلؒ اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزیؒ جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں، اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا

فاضل جلیل، مصنف تفسیر حقانی

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ

کامسک و موقف

تحریر فرماتے ہیں:

پھر یزید پلیدان کی جگہ نہ انتخاب سے بلکہ اپنے باپ کی شوکت کے
زور سے خلیفہ کیا گیا۔ (تفسیر حقانی: جلد ہفتم، ص ۷۱)

ان (حضرت معاویہؓ) کے بعد ان کا بیٹا یزید بد بخت ان
کے جائے حاکم ہوا اس نالائق دنیا دار نے.....

مزید تحریر فرماتے ہیں:

”اس کم بخت کے بے دین ہونے میں کیا شک ہے“

(ملاحظہ ہو ”عقائد الاسلام لمولانا عبدالحق صاحب حقانی“ مطبوعہ کراچی۔ اس کتاب
پر مندرجہ ذیل اکابر کی تقریظات ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی،
حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ امام محمد شین حضرت علامہ
سید محمد انور شاہ کشمیری، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ۔)



امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

یزید بد بخت صحابی نہیں ہے اور اس کے بد بخت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے اس
بد بخت نے ایسے کام کیے جو فرنگی کافروں نے بھی نہیں کئے۔

(مکتوبات امام ربانی۔ ص ۱۳۳)

امام المحمدین، حامی سنت، حامی بدعت

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثم المدنی رحمہ اللہ

کامسک و موقف

جناب امام (حسین علیہ السلام) یزید کو بوجہ اس کے فسق یا کفر کے علی
اختلاف القولین لائق امامت ہی نہیں سمجھتے تھے۔

(مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الالامۃ: ص ۲۸۵)



امام حافظ محمد شہاب المعروف بابن البرز از کردری حنفی
المتوفی ۸۲۷ ہجری ”فتاویٰ بزازیہ“ میں رقمطراز ہیں:

یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر نہ کرنا چاہیے اور امام قوام
الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے
میں کچھ مضائقہ نہیں، کردری کہتے ہیں اور یہ حق ہے کہ یزید پر اس کے کفر
کی شہرت نیز اس کی گناہوں کی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی
تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

[ج ۶، ص ۳۳۳، طبع میرہ یولاق مصر ۱۳۱۰ ہجری، بر حاشیہ فتاویٰ ہند یہ]

”خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ بزازیہ کا شمار فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے۔“

مؤرخ اسلام

علامہ سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”یزید کی تخت نشینی کی بلاء اسلام پر“ پھر اس کے تحت لکھتے ہیں:

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و کبت کی اولین شب ہے“ الخ (سیرت النبی ج: ۳، ص: ۷۰۹)



حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج یزید کے خلاف برحق ہے

علامہ عبدالحی بن عماد حنبلی رحمہ اللہ ”شذرات الذہب“ میں لکھتے ہیں:

اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ غلیفہ برحق تھے۔ نیز اس پر بھی اتفاق منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا پھر جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے (ظالم اور فاسق) حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے۔ [ج: ۱، ص: ۶۸]

امام اہل سنت

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق تھے اور ان کی تحقیقات خصوصاً سنی، شیعہ، نزاری مسائل میں ان پر اکابر دیوبند نے اعتماد فرمایا آپ نے رفض کو وہ ناکوں چنے چبوائے کہ روز قیامت تک روافض ان کے جواب سے عاجز ہیں اور امام تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے تو ان کو امام وقت قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فرماتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ کربلا سبق لینے

کے لیے کافی ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی

آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کو ادا یا اور خود بھی جان دے دی۔

(تجلیات صفدر ج: ۱، ص: ۵۳۶) (ابوالاثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مقدس تعلیمات۔ ص: ۳۳)



اکابر علماء حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری

التوفی ۵۴۲ھ ”خلاصۃ الفتاویٰ“ میں رقمطراز ہیں: [ج: ۳، ص: ۳۹۰]

امام طاہر بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صفاری سے

سنا ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ اس (یزید) پر لعنت

کرنا جائز ہے۔ فرماتے تھے: یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

طرح متانت اور سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور یزید جیسی طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں امام حسین علیہ السلام کی قوت، ہمت اور ہدایت کی آواز اٹھا کر سنت حسین علیہ السلام کی یاد تازہ رکھتے ہیں۔ تاکہ امام حسین علیہ السلام کے قبیعین اور نام لینے والوں میں روح حسینی کے نظارے ہمیشہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے نظر آتے رہیں۔

(خطبات حضرت لاہوریؒ، ج: ۱، ص: ۲۳۷، ۲۳۸)



یزید زبان رسالت سے ظالم کہلوا یا

حضرت قاضی سلیمان منصور پوریؒ سیرت مبارکہ کی مایہ ناز کتاب ”رحمۃ اللطیفین“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے شیبہ ابن عثمان اور عثمان ابن ابی طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: لو یہ کنجی سنبھال لو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کوئی نہیں چھینے گا، مگر وہی جو ظالم ہوگا۔

ان مختصر الفاظ میں تین پیشگوئیاں مندرجہ ہیں۔

۱۔ خاندان ابن ابی طلحہ کا دنیا میں برابر باقی رہنا۔

۲۔ کلید بیت اللہ کی حفاظت کا انہی کے متعلق رہنا۔

۳۔ ان کے ہاتھوں سے کلید چھیننے والا ظالم ہوگا۔

نمبر ۱۔ ۲۔ کی بابت کل دنیا کو معلوم ہے کہ یہ کلید بنو شیبہ میں آج تک موجود ہے۔

نمبر ۳۔ کی بابت مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔

اس کے بعد پھر یہ ۱۳۳۳ سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ اور

رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی۔ (جلد سوم، ص: ۱۷۱)

امام الاولیاء، شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

حضرت لاہوریؒ اپنے خطبات میں یزید کے فاسق و فاجر ظالم اور شرابی ہونے

کے متعلق فرماتے ہیں:

یزید نے تمام ملکوں میں اپنے حکام کی طرف فرمان بھیجا کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت کی جائے۔ اسی ضمن میں اس نے مدینہ منورہ کے حاکم ولید بن عقبہ کو لکھا کہ امام حسین علیہ السلام سے یزید کے حق میں بیعت لی جائے امام حسین علیہ السلام نے بیعت نہیں کی کیونکہ یزید فاسق، شرابی اور ظالم تھا۔

پھر حضرت حسین علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ اور ساتھیوں کی المناک شہادت کا

تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ہر کلمہ گواہ وحشت ناک اور درد انگیز واقعہ سے بے انتہار رنج و الم میں ہے۔ کوئی نہیں جو امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت سے مغموں نہ ہو اور اس کا دل ان مظالم کو سن کر مضطرب اور پریشان نہ ہو تقریباً تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس اندوہناک، درد انگیز، مصیبت خیز، پریشان کن اور دل ہلا دینے والے واقعہ کو بھول نہیں پائے۔

پھر حضرت حسین علیہ السلام کے حق پر اور یزید کے باطل ہونے کے متعلق فرماتے ہیں:

اہل سنت والجماعت ان دردناک واقعات کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے کے باوجود ایک بہادر ذی وقار صاحب عزم انسان کی

”میں تو ان سیدوں کا غلام ہوں، لیکن شیعوں کا نہیں“

کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ دوبارہ کبھی حضرت والا کی مجلس میں دیکھی اور سنی نہ گئی۔ حالانکہ پسندیدہ کتابیں مجلس مبارک میں بار بار پڑھی جاتی تھیں۔ علماء اہل سنت دیوبند نے برملا اس کتاب کی تردید کی اور اس کے مصنف کی فتنہ انگیزی سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کیا۔ (سیدنا علی وسیدنا حسین علیہ السلام ص ۳۱۶)

حضرت رائے پوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ :

”دو فتنوں نے دیوبندیت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے ایک یزیدیت اور دوسرا مامائیت۔“ (بیاض نفیس)



مسجد نبوی شریف کی بے حرمتی، یزیدی فوج کا سیاہ کارنامہ امام دارمیؒ اپنی ”سنن“ میں واقعہ حرہ کے دوران یزیدی فوج نے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف میں جو ظلم و ستم برپا کیے اُن کا ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

سعید بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ جنگ حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت البتہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے مسجد نبوی کو نہیں چھوڑا (وہ وہیں چھپے رہے) اور وہ بھی نماز کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہچانتے تھے جو آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک سے وہ سنا کرتے تھے۔

[سنن: باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ]

شیخ المشائخ، قطب الارشاد

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ کا مسلک و موقف

(حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی شائع کردہ

کتاب ”سیدنا علی وسیدنا حسین علیہ السلام“ سے اقتباس)

جب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کو اپنے تلمیذ ارشد حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب (جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور جتیبے ہیں) کے خطوط سے معلوم ہوا کہ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی مجلس میں محمود احمد عباسی (ناصبی و یزیدی) کی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ (جو حضرت علیؑ و حسینؑ کی گستاخی پر مشتمل ہے) پڑھی جا رہی ہے تو فوراً حضرت نے خطوط کے ذریعہ اس کا مجلس میں پڑھا جانا موقوف کرادیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے۔ سیدنا علی وسیدنا حسین علیہ السلام ص ۳۱۴)

حضرت سید انور حسین نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ کے مندرجات سے حضرت اقدس رائے پوریؒ کو جو محبت صحابہ و اہل بیت عظام رحمہم اللہ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کیسے اتفاق ہو سکتا تھا؟ یہ خواندگی تو محض معلومات کے لیے تھی۔ حضرت اقدس نے اپنے مخصوص انداز میں ایک مختصر اور بلیغ جملے سے اس کتاب کی تردید فرمادی۔ فرمایا:

”ہمیں تو اہل بیت کرام رحمہم اللہ سے بھی محبت ہے“

انہی دنوں یہ بھی فرمایا کہ:

(ترجمہ) اور حق بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور پھر اس پر خوشی کا ظاہر کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو رسوا کرنا اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے اخبار احاد ہیں مگر معنی کے رو سے متواتر ہیں پس ہمیں اس کے بے ایمان ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ خدا کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے امداد کرنے والوں پر (چاہے امداد مشورہ سے کریں اور چاہے اسلحہ سے)۔

(نوٹ) شرح عقائد کی مذکورہ بالا عبارت میں غور کرو۔ اس میں صیغہ متکلم مع الغیر اپنی ذات کی نہیں بلکہ تمام اہل سنت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور علم عقائد کی کتابوں میں صرف اسی شرح عقائد کو نصاب تعلیم کے اندر داخل ہونے کا شرف حاصل ہے اور آج تک کسی عالم نے اس کتاب کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

(پندرہ روزہ "الفاروق" چوکیہ۔ ص: ۲۲-۱۵ مئی ۱۹۵۷ء نمبر شمارہ نمبر ۱۳- تقریباً ہی قسم کی تفصیل علامہ تفتازانی نے اپنی مشہور کتاب عقائد شرح مقاصد میں تحریر فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو ج: ۳، ص: ۳۰۷ مطبوعہ جدید لاہور)



صحابہؓ اور تابعینؓ ظلم یزید سے متفق نہ تھے

آپ ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق پڑھ جائیے۔ یزید کے عہدِ نحوست مہد میں میدانِ کربلا ہو یا جنگِ حرہ، حرمِ الہی کا محاصرہ ہو یا حرمِ نبویؐ پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی تو درکنار، کسی قابلِ ذکر نیک نام تابعی کا نام بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر، مولانا نعمانی)

رأس الحقیقین، علامہ دوراں، امام پاکستان

حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری چوکیہ وی رحمۃ اللہ علیہ

کا مسلک و موقف

(حضرت شاہ صاحب قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور سنی و شیعہ نزاعی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے خاص مہارت بخشی تھی)۔ (مفتی) شیر محمد علوی غفرلہ

یزید اور واقعہ کربلا کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

سوال: واقعہ کربلا میں کس حد تک یزید کا ہاتھ ہے؟ اور وہ اس وقت کربلا سے کتنا دور تھا

کیا وہ قابلِ دشنام ہے۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ وہ فاسق و فاجر تھا؟

جواب: واقعہ کربلا کی تمام تر ذمہ داری یزید پر عائد ہوتی ہے۔ وہ اگرچہ اس واقعہ کے

وقت ظاہر میں کربلا سے بہت دور تھا۔ مگر حقیقت میں وہ اسی قدر نزدیک تھا۔

کیونکہ کوئی کام اس کی رائے کے بغیر نہیں ہو رہا تھا۔ امام حسین علیہ السلام جیسی عظیم

شخصیت پر ہاتھ ڈالنا کسی فوجی افسر یا کسی صوبہ کے گورنر کا ذاتی فعل نہیں ہو سکتا۔

ہم اس موقع پر اہل سنت کی مشہور و معروف درسی کتاب شرح عقائد نسفیہ کی ایک

عبارت پیش کرتے ہیں جو سوال مذکور کے ہر ایک جز کا شافی جواب ہوگی۔ دیکھو

کتاب مذکور مطبوعہ دیوبند۔ ص: ۱۱۳۔

والحق ان رضا یزید بقتل الحسین و استبشارہ بذلک و اہانتہ اہل

بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تو انر معانہ وان کا تفاصیلہ احاد فخص لا توقف

فی شانہ بل فی ایمانہ لعنة الله علیہ و علیٰ اتصارہ واعوانہ

محدث جلیل، فقیہ نبیل، شیخ الاسلام

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اعلاء سنن میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ خلیفہ فتنہ کی وجہ سے معزول ہو جاتا ہے یا نہیں اسی بحث میں آپ نے یہ عنوان قائم کیا ہے:

تحقیق خروج الامام حسین بن علیؑ وامثالہ علیٰ ائمة الجور۔

اس بات کی تحقیق کہ امام حسین بن علیؑ وغیرہ نے جور (ظالم خلفاء) کے خلاف خروج کیا ہے۔

اسی سلسلے میں حضرت امام حسینؑ وغیرہ اکابر کے خروج کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت وبممكن ان يقال۔ ان الولاية الذين خرجوا عليهم كانوا فسقة من اول الامر وقد عرفت ان الولاية لا تنعقد لفاسق ابتداءً عند الجمهور فلم يكن خروجهم على الامام وهو المنهى عنه بل على غير امام۔۔۔۔ الخ

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جن والیان ملک کے خلاف ان اکابر نے خروج کیا تھا وہ ابتداء سے ہی فاسق تھے۔ اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ جمہور کے نزدیک فاسق کی ولایت (حکومت) ابتداء سے ہی منعقد نہیں ہوتی۔ تو ان حضرات کا خروج کسی امام کے خلاف نہ تھا (کیونکہ شرعاً وہ امام اور خلیفہ ہی نہ تھے اور خروج ممنوع ہے وہ امام کے خلاف ہے) ان کا خروج اس کے خلاف تھا جو (حقیقتاً)

خیر الامت، شیخ المشائخ

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ

بانی جامعہ خیر المدارس، ملتان

یزید اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلمان تھا عاری نظر
میں گناہ گار آخرت کا معاملہ خدا کو معلوم بس یہ اعتقاد کافی ہے۔
والسلام خیر محمد

(خلافت رشید ابن رشید: ص ۳۷۱)

(۱) عاری نظر میں یعنی ظاہری نظر میں گناہ گار یعنی فاسق، اور فاسق بہر حال مسلمان ہوتا ہے نہ کہ کافر)



علامہ ابن حجر کی لہجہ اور فتنہ یزید

علماء (یزید کے) فتنہ پر متفق ہونے کے بعد اس پر لعنت کے بارہ میں مختلف ہو گئے ہیں۔ (الصواعق المحرقة: ص ۲۲۲)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

یزید بن معاویہ ان سب میں سے زیادہ قبیح اور زیادہ فاسق تھا، بلکہ ائمہ کی ایک جماعت نے اس پر کفر کا حکم دیا، اور وہی یزید ہی مراد ہے آنحضور ﷺ کی حدیث سے ”کہ میری امت کا نقصان کم عقل قریشی نوجوانوں کے ہاتھ ہوگا بے شک وہ ظالم اور فاسق تھے“۔ (تظہیر الجنان: ص ۵۳)

امام (خلیفہ) بنی نہ تھا۔

اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:

فاولئك الاثمة الذين خرجوا على يزيد والحجاج لعلمهم
ظنوا من انفسهم القدرة على خلعها لكثرة بايعهم على
ذلك فقد بايع على يد مسلم بن عقيل للامام حسين بن
على عدد كثير من اهل الكوفة تزيد عدتهم على اربعين
الفا --- الخ (اعلاء السنن: ج ۱۲، ص ۲۱۸)

پس ان ائمہ (یعنی امام حسین علیہ السلام وغیرہ) نے جو یزید اور حجاج کے
خلاف جو خروج کیا ہے یعنی ان کے مقابلے میں نکلے ہیں تو اس کی
وجہ یہ ہے کہ ان کے خیال میں وہ ان دونوں (یعنی یزید و حجاج) کو
معزول کرنے کی قدرت رکھتے تھے بوجہ ان لوگوں کی کثرت کے
جنہوں نے ان کی بیعت کی تھی چنانچہ امام حسین بن علی علیہ السلام کے لیے
مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر کوفیوں کی ایک کثیر تعداد نے بیعت کی تھی
جن کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی۔

ایک جگہ حضرت لکھتے ہیں:

ایک سوال کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے خلاف خروج کیوں کیا؟
اس کا جواب ہے کہ حضرت امام کو روایتیں ایسی پہنچی تھیں جن سے
یزید کا فاسق ہونا لازم آتا تھا اور فاسق ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہو
جاتا ہے پس امام کا یزید کے خلاف خروج کرنا بالکل صحیح تھا۔

(کشف خارجیت: ج ۱، ص ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹)



رئیس المتکلمین، عمدة المحدثین

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

امام حسین علیہ السلام کا یزید پلید سے مقابلہ:

امام حسین علیہ السلام کا خروج خلافت راشدہ کے دعویٰ کی بنا پر نہ تھا اس
لیے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال گزر چکی تھی بلکہ مسلمانوں کو
ظالموں کی حکومت سے چھڑانا تھا کہ مسلمانوں پر ظالم اور فاسق و قاجر
کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ یزید کی حکومت ابھی پوری
طرح قائم نہ ہوئی تھی۔ اہل مکہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ نے ابھی تک
یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی اور حضرت امام حسین اور عبداللہ بن
عباس اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے بھی بیعت نہ
کی۔ اور احادیث میں جو یہ آیا ہے کہ بادشاہ وقت سے بغاوت اور
اس کی اطاعت سے خروج جائز نہیں اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو اس کا
مطلب یہ ہے کہ جس بادشاہ کا بلا نزاع اور بلا مزاحمت کامل تسلط ہو
جائے وہ اگرچہ ظالم ہو اس کی اطاعت سے خروج اور بغاوت جائز
نہیں اور جس کا ابھی تک تسلط ہی نہ ہوا ہو اور ہنوز اس کی حکومت
ہی قائم نہ ہوئی ہو تو اس کا مقابلہ خروج اور بغاوت نہ کہلائے گا۔ دفع
تسلط اور رفع تسلط میں بڑا فرق ہے قائم شدہ تسلط کا رفع یعنی اس کا
ازالہ خروج اور بغاوت ہے اور کسی ظالم کے تسلط کو قائم نہ ہونے دینا

اس کا نام منع تسلط ہے۔ حضرت امام حسینؑ کا خروج یزید پلید کے دفع اور منع تسلط کے لیے تھا نہ کہ رفع تسلط کے لیے۔

(ماخوذ از فتاویٰ عزیزی، ص: ۲۲۰۔ ج نمبر ۱)

(خلافت راشدہ طبع اول ص: ۲۰۸، ۲۰۹ مصنفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی)



یزید پر لعنت کے بارے میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی رائے ان کے مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشتیؒ نے ”تحریر الشہادتین“ میں نقل کر دی ہے۔ فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت حسینؑ کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت و جماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بدخشی کی ”مفتاح النجا“ اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی ”مناقب السادات“ اور ملا سعد الدین قناتزانی کی ”شرح عقائد نسفیہ“ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ”تکمیل الایمان“ اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل و شواہد مذکور و مرقوم ہے اور اسی لیے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں اور قائم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید ہی قتل حسینؑ کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور وہ لعنت ابدی اور وبال و نکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر سوچا جائے تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت ہی پر اکتفا کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں کرنا چاہیے۔ [تحریر الشہادتین، ص: ۹۶-۹۷]

صاحب سیف و قلم

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ

خلیفہ مجاز امام الثغیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ

وشاگرد امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ نے حضرت حسن و حضرت حسینؑ کے فضائل و مناقب پر ایک کتاب ”سیرت حسنین کریمینؑ“ تحریر فرمائی اور اس کتاب پر امام الثغیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور عالم ربانی حضرت مولانا سید حامد میاںؒ نے تقاریر رقم فرمائی ہیں۔ اس کتاب سے یزید کے ظلم و زیادتی کے متعلق چند اقتباسات پیش قارئین ہیں۔

ابن زیاد کا تقرر:

پھر اسی شخص اور دوسرے لوگوں نے بھی دمشق میں یزید کو لکھا کہ یہاں مسلم بن عقیلؓ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں اگر کوفہ میں اپنی حکومت چاہتے ہو تو کسی سخت مزاج آدمی کو یہاں بھیج جو نعمان (بن بشیر صحابی رسولؓ) جیسے آدمی سے یہ فتنہ نہ دے گا۔

(جلاء العمون: ۵۲۱/۲)

خط ملنے پر یزید نے سرجون (اپنے عیسائی مشیر) کے مشورہ سے عبید اللہ ابن زیاد کو لکھا کہ تمہیں بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی حاکم بنایا جاتا ہے لہذا بصرہ کا انتظام کسی اور کے سپرد کر کے فوراً کوفہ پہنچو۔ (سیرت حسنین کریمینؑ، ص: ۱۳۹)

حادثہ کربلا:

محرم ۶۱ ہجری میں کربلا کا حادثہ فاجعہ رونما ہوا۔

واقعہ حرہ:

۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ اہل مدینہ نے یزید کی خلافت سے بغاوت کی قریش نے عبداللہ بن مطہج اور انصار نے عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر مقرر کر لیا۔ جس کے خلاف یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی عام خونریزی ہوئی، صحابہ و کبار تابعین شہید ہوئے۔

مکہ پر فوج کشی:

۲۷ محرم ۶۳ھ کو مکہ مکرمہ پر فوج کشی کی گئی بیت اللہ کا تقدس پامال ہوا۔

وفات:

مکہ کرمہ پر حملہ کے دوران ہی ۱۳ ربیع الاول ۶۳ھ ہجری ۱۰ نومبر ۶۸۳ عیسوی کو یزید اڑتیس برس کی عمر میں اول و آخر ظلم و ستم سے معمور فتنوں سے بھرپور تین سال آٹھ ماہ چودہ دن کی حکومت کر کے چل بسا۔ (سیرت حسنین کریمین رحمہم: ص ۲۰۴، ۲۰۵)



شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے ٹھیک ہی لکھا ہے

یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء، صدیقین، شہدا و صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔“ اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔ [مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ج ۴، ص ۳۸۴]

فقہ العصر، امام المحدثین

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ

صدر مفتی والعلوم دیوبند

کامسک و موقوف

حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب رئیس دارالافتاء دارالعلوم دیوبند اپنے رسالہ ”حقیقت یزید“ میں ”حدیث قسطنطینیہ“ کی مفصل تشریح کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: حاضر العالم الاسلامی کی عبارت کے جواز نقل کیے گئے ہیں اُن سے درج ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) اول بلا دردم اور قسطنطینیہ کے بارہ میں ایک ہی غزوہ نہیں ہے بلکہ فتح ہونے سے پہلے چند مرتبہ جہاد اور لشکر کشی کی نوبت آئی ہے۔ اور تقریباً سات سال تک جہاد بلا دردم ہوتا رہا ہے۔

(۲) دوسرے ابوالیوب انصاری رحمہ اللہ کی وفات میں اختلاف ہے کہ کس سنہ ہجری میں واقع ہوئی ۵۰ھ سے ۵۲ھ تک کے قول ہیں گوراج ۵۲ھ ہے بلکہ ۵۵ھ میں وفات کا بھی ایک قول ہے۔

(۳) تیسرے ابوالیوب انصاری رحمہ اللہ یزید کے لشکر میں نہیں تھے بلکہ پہلے سے جہاد قسطنطینیہ میں مصروف تھے یعنی حضرت معاویہ رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں ہی پہلے سے ابوالیوب رحمہ اللہ جہاد قسطنطینیہ کے لیے چلے گئے تھے یزید کے لشکر کے ساتھ نہیں گئے اگرچہ وفات یزید کے آنے کے بعد ۵۲ھ میں ہوئی۔

(۴) چوتھے جہاد قسطنطینیہ صرف یزید ہی کی امارت میں نہیں ہوا بلکہ اس سے قبل بھی جہاد ہوتا رہا۔

جماعت تھی۔ ابوالیوب رضی اللہ عنہ یزید کے لشکر میں نہ تھے۔ بلکہ پہلے سے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ سات سال تک مسلسل جہاد ہوتا رہا۔ یزید کے لشکر کو بعدیت حاصل ہے اولیت نہیں، لشکر اسلامی کے سردار بسر بن ابی ارطاة ہیں سفیان بن عوف ہیں عبداللہ بن مسعود ہیں۔ یزید بھی بری دستہ فوج کا امیر تھا۔ جو بعد میں پہنچا ہے۔

ان جملہ امور پر نظر ڈالنے سے حدیث بخاری ”مغفور لہم“ کا مصداق متعین ہوتا ہے۔ اور حدیث کی شرح صحیح ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی مغفرت عام ہے کوئی اس میں دخل نہیں ہو سکتا، رحمت عامہ تمام مسلمانوں پر حاوی ہے۔ جب یزید مسلمان ہے اور ایمان پر موت واقع ہوئی ہے۔ اس کو بھی مغفرت و رحمت خداوندی شامل ہو جائے تو اس میں کسی کا اجارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بخش دیں جس کی چاہیں مغفرت کر دیں، کلام صرف حدیث کے معنی اور اس کے مصداق میں ہو رہا ہے۔ کہ تاریخی حیثیت سے اس کا مصداق کیا ہے؟ اور اولیت کس امیر و قائد کی فوج کو حاصل ہے؟ حصار مدینہ قیصر میں اول و ثانی دونوں فوجیں شریک ہیں اور دونوں نے مل کر فتح کیا ہے۔ حدیث میں فتح کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ صرف فوج کشی اور جہاد کا ذکر ہے۔ جو سات سال تک ہوتا رہا اور مسلمان اسے فتح کر کے ہی واپس ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سب غزوں میں شریک رہے۔ یہ کہنا کہ یزید کے لشکر میں ہی صحابہ کی جماعت روانہ ہوئی تھی واقعات اس کی شہادت نہیں دیتے بلکہ خلاف کے شاہد ہیں۔ (حقیقت یزید: ص ۶۰، طبع دہلی)

حضرت مفتی مہدی حسن صاحبؒ نے یزید کے بارہ میں ”حقیقت یزید“ نامی ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے (اس رسالہ کا نیا ایڈیشن جلد چھپ کر منظر عام آنے والا ہے)۔ اس رسالہ سے مفتی صاحبؒ کا یہ موقف سامنے آتا ہے کہ:

☆ وہ یزید کو فاسق و فاجر سمجھتے ہیں

(۵) پانچویں پہلا بحری بیڑا جہاد قسطنطنیہ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو روانہ کیا ہے وہ بسر بن ابی ارطاة کی امارت و سرکردگی میں تھا جو بقول طبری قسطنطنیہ تک پہنچ گیا تھا، اولیت اسی کو حاصل ہے، اس نے دریائی محاصرہ کر دیا تھا۔ یزید کا لشکر بعد میں ۵۲ھ میں خشکی کے راستہ سے پہنچا ہے جو فضلہ بن عبیدہ کے لشکر سے جاملا ہے پھر دونوں ساتھ روانہ ہوئے ہیں اور بسر بن ابی ارطاة کے محاصرہ میں شریک ہوئے۔

(۶) چھٹے حدیث کے لفظ ”اول جیش من امتی غزا مدینة قیصر مغفور لہم“ یہ بسر بن ابی ارطاة کی قیادت میں جو لشکر گیا ہے اس پر صادق آتا ہے مغفور لہم اسی کے لیے بشارت ہے۔ یزید کی قیادت والا لشکر بری ہے بحری نہیں۔ ثانوی ہے اول نہیں ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ بعد میں یزید بھی شریک ہو گیا دونوں نے مل کر مدینہ قیصر فتح کیا ہے۔

(۷) ساتویں حدیث میں ”اول جیش“ کے غزوہ کرنے کا ذکر ہے کہ میری امت کا جو پہلا لشکر مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا مغفور لہم ہے۔ اس میں فتح کرنے کا ذکر نہیں ہے کہ فتح کر لینے کے بعد مغفور ہوگا، فتح کرے یا نہ کرے وہ مغفور ہے۔

بعد کو دونوں لشکروں کے محاصرہ کرنے سے فتح بھی ہو گیا اولیت غزوہ کو معتبر نہیں ہے پس عباسی صاحب (محمود احمد عباسی) کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے۔ یہی پہلا اسلامی جیش تھا جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ اسی اسلامی فوج کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے بشارت مغفرت دی تھی۔ اٹلی (ص ۲۲ کتاب خلافت معاویہ و یزید)

پہلا لشکر بسر بن ابی ارطاة کا ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا ہے؟ یا پہلا لشکر سفیان بن عوف کا ہے؟ یا دونوں کا پہلا لشکر ہے؟ یا عبداللہ بن مسعود قراری کا پہلا لشکر ہے؟ جس کو حافظ عیسیٰ نے ذکر کیا ہے جو پہلے نقل ہو چکا ہے۔ انہیں میں صحابہ کرام کی

☆ سیدنا حسین ؑ کے قتل میں برابر کا شریک سمجھتے ہیں۔

☆ ان کے نزدیک یزید حدیث پاک ”اول جیش من امتی“ کا ہرگز مصداق نہیں ہے۔



شہادت حسینؑ اور کردار یزید

امام جلال الدین سیوطیؒ جیسے محتاط بزرگ کے قلم سے ”تاریخ الخلفاء“ میں حضرت حسینؑ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں: [تاریخ الخلفاء: ص ۲۰۷]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قاتل حسین پر لعنت کرے اور اسی کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔

اور عالم ربانی علامہ سعد الدین تہمتا زانیؒ ”شرح عقائد المنسفیہ“ میں لکھتے ہیں:

اور حق یہ ہے کہ حضرت حسینؑ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیت نبویؑ کی اہانت کرنا ان تمام امور کی تفصیلات کو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے لحاظ سے متواتر ہیں۔ اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردید نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور اس سلسلے میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔ [شرح عقائد المنسفیہ: ص ۱۳۷]

استاذ العلماء والصلحاء

حضرت مولانا محمد احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

وبانی مدرسہ اشرفیہ سکھر

حضرت مولانا مفتی عبدالغفور ترمذیؒ نے محمود احمد عباسی (خارجی، ناہمی، یزیدی) کی ایک گمراہ کن کتاب کا بہت ہی مدلل اور مسکت جواب ”محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ“ کے نام سے لکھا اس کتاب میں یزید کے کردار کی خرابیاں اس کا ظلم اور فسق و فجور بیان کیا ہے اس کتاب پر مقدمہ حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ نے لکھا اور اس کی مکمل تائید فرمائی ہے۔ جس سے اُن کے یزید کے متعلق نظریہ کی عکاسی ہوتی ہے، وہ مقدمہ پیش قارئین ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم :

میرے قدیمی محسن و کرم فرما مولانا سید عبدالغفور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ساتھ پرہیزگاری اور تقویٰ کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا ہے اور ”تجدد پسند“ اور عرفین کے کید و مکر کی گرفت کرنے کی صلاحیت سے بھی حصہ وافر عطا ہوا ہے، مولانا موصوف نے ”خلافت معاویہ و یزید“ کے مصنف کے مغالطات کو واضح کرنے کی ابتدائی سعی فرمائی ہے۔ یہ مقالہ مختصر ہونے کے باوجود اصولاً جامع ہے، جس سے ”تحقیق و ریسرچ“ کے نام پر کام کرنے والے متجددین کی تلمیحات کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں مختلف حضرات نے یہ بیڑا اٹھا رکھا ہے کہ وہ دین اور تاریخ کے مسلمات کو بھی تحقیق و ریسرچ کے نام سے مجروح کر دینے اور عوام کو اسلاف سے کاٹ کر

دین کی قطع و برید کے زہر ہلاہل کو ان کے گلے سے اتار دیں۔

اگر تحقیق و ریسرچ کا نام نہ دیا جاتا تو امت مسلمہ ان کی تحریفات و تلبیسات کو برداشت نہ کر سکتی۔ مگر ریسرچ اسکا لری حیثیت سے اپنا حاصل مطالعہ بنا کر جب کسی بات کو عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ چونکہ ان کے اندرونی زہریلے اثرات سے واقف نہیں ہوتے اس لیے شکار کرنے والوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ہمارے ملک کے مجددین نے یہ طریقہ اپنے غیر ملکی اساتذہ اور آقاؤں (مستشرقین یورپ) سے سیکھا ہے اور تیرہ سو سالہ مسلمات کو مشکوک بنا کر پیش کرنا ہی ان کا منہجائے نظر ہے اور مسلمانوں کو اپنے ماضی سے کاٹ کر الحاد و بے دینی کی راہ پر لگادینا چاہتے ہیں۔

بڑے سے بڑے محدث کو بھی مطعون کرنے میں باک نہیں کرتے۔ صحیح سے صحیح حدیث کو بھی جعلی اور من گھڑت کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں، یہ سب کچھ ایک سمجھی بوجھی سکیم اور خصوصی حلقہ فکر و نظر پیدا کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس قسم کے حضرات کے لٹریچر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے اور ان کی جملہ تلبیسات کو طشت از باہم کیا جائے تاکہ آنے والی امت ان کے مکرو فن سے واقف ہو سکے اور امت اسلامیہ ان کے سنہری جال میں نہ آ سکے۔

دین پسند اہل قلم اور علماء امت سے مخلصانہ استدعاء ہے کہ وہ اس فتنہ کے انسداد کے لیے ابھی سے کوئی متفقہ پروگرام بنائیں کہ ابھی تو اس فتنہ کی ابتداء ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے اور بعد میں ہم کو خدا کے حضور جواب دہی کرنا پڑے۔

محمد احمد قانوی

مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر

حال وارد سرگودھا

۱۳/ اکتوبر ۶۸ء

فقیہ ملت، مفسر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع
کامسک

جمعیت علماء اسلام پاکستان

ایسے مسائل میں صحابہ کرام

ذکر ہو۔ بہت زیادہ ہیں۔ ہر ایک شخص

مکتلو نہیں کرنی چاہیے اگر لوگ اس میں

کی توہین پر اتر آئے ہمارے کچھ باقی صحابہ

ہمیں دونوں سے محفوظ رہنا ہے اس کے

لیکن بعض صحابہ اور تابعین نے اس کی بیعت

حق چھپاتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک

جاوے۔ تو اس کی امانت صحیح امارت ہے

کرنا صحیح نہیں۔ ان کا اجتہاد تھا ان کے پاس

مسئلہ کو ثابت کرتے تھے حضرت سیدنا حسین

ہے۔ اس لیے انھوں نے کار کر کے قربانی

اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہے نیز اجتہاد میں

کرتا۔ بلکہ ایک ثواب ہے اس لیے کسی

گا۔ بلکہ دونوں کو ثواب لگا۔ باقی یزید بہر حال

تابعین کی دونوں طرف سے عظمت محفوظ رہے۔

محمود علی

فقہ ملت، مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ
کامسک و مؤقف
جمعیت علماء اسلام، پاکستان

ایسے مسائل جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں اختلافات اور تنازعات کا ذکر ہو۔ بہت زیادہ پیچیدہ ہیں۔ ہر ایک شخص کو جب تک باقاعدہ محقق عالم نہ ہو۔ اس میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اکثر لوگ اس میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ کچھ اہل بیت کی توہین پر اتر آتے ہیں۔ اور کچھ باقی صحابہ کرام کی توہین کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں سے محفوظ رکھے۔ مذہب اس کے بین بین ہے۔ وہ یہ کہ اگرچہ یزید فاسق تھا۔ لیکن بعض صحابہ اور تابعین نے اس کی بیعت کی۔ نعوذ باللہ اس لیے نہیں کہ وہ کمزور تھے عدا حق چھپاتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک اجتہادی مسئلہ تھا۔ کہ فاسق کو جب امیر بنایا جاوے۔ تو اس کی امارت شرعاً صحیح امارت ہے۔ اور اس کی بیعت لازم ہے۔ اس سے خلاف کرنا صحیح نہیں۔ ان کا اجتہاد یہ تھا ان کے پاس بھی دلائل تھے۔ اور کتاب و سنت سے وہ اس مسئلہ کو ثابت کرتے تھے۔ اور حضرت سیدنا حسین کا اجتہاد یہ تھا کہ فاسق کی بیعت جائز نہیں ہے۔ اس لیے انھوں نے انکار کر کے قربانی دی۔ اور قاعدہ شرعی ہے۔ کہ ہر مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہے۔ نیز اجتہاد میں اگر خطا بھی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ بلکہ ایک ثواب ملتا ہے اس لیے کسی فریق سے بھی اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرے گا۔ بلکہ دونوں کو ثواب ملے گا۔ باقی یزید بہر حال فاسق تھا۔ اس لیے کم از کم اکابر صحابہ و تابعین کی دونوں طرف سے عظمت محفوظ رہے۔ واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
(فتاویٰ مفتی محمود ج: ۱، ص: ۲۹۰)

دین کی قطع و برید کے زہر ہلاہل کو ان کے گلے سے اتار دیں۔
اگر تحقیق و ریسرچ کا نام نہ دیا جاتا تو امت مسلمہ ان کی تحریفات و تلبیسات کو برداشت نہ کر سکتی۔ مگر ریسرچ اسکا لری حیثیت سے اپنا حاصل مطالعہ بنا کر جب کسی بات کو عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ چونکہ ان کے اندرونی زہریلے اثرات سے واقف نہیں ہوتے اس لیے شکار کرنے والوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ہمارے ملک کے متحد دین نے یہ طریقہ اپنے غیر ملکی اساتذہ اور آقاؤں (مستشرقین یورپ) سے سیکھا ہے اور تیرہ سو سالہ مسلمات کو مشکوک بنا کر پیش کرنا ہی ان کا منہ جائے نظر ہے اور مسلمانوں کو اپنے ماضی سے کاٹ کر الحاد و بدعتی کی راہ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔
بڑے سے بڑے محدث کو بھی مطعون کرنے میں باک نہیں کرتے۔ صحیح سے صحیح حدیث کو بھی جعلی اور من گھڑت کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں، یہ سب کچھ ایک سمجھی بوجھی سکیم اور خصوصی حلقہ فکر و نظر پیدا کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس قسم کے حضرات کے لٹریچر کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے اور ان کی جملہ تلبیسات کو طشت از باہم کیا جائے تاکہ آنے والی امت ان کے مکر و فن سے واقف ہو سکے اور امت اسلامیہ ان کے سنہری جال میں نہ آ سکے۔

دین پسند اہل قلم اور علماء امت سے مخلصانہ استدعاء ہے کہ وہ اس فتنہ کے انسداد کے لیے ابھی سے کوئی متفقہ پروگرام بنائیں کہ ابھی تو اس فتنہ کی ابتداء ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے اور بعد میں ہم کو خدا کے حضور جواب دہی کرنا پڑے۔

محمد احمد تھانوی
مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر
حال وار دوسر گودھا

۱۳/ اکتوبر ۶۸ء

سوال : اگر کوئی شخص یزید بن معاویہ کو ظالم اور فاسق و فاجر مانتا اور اسے مستحق لعنت سمجھتا ہو۔

جواب : یزید فاسق تھا۔ اور یہ صحیح ہے کہ اس پر لعنت کرنی جائز نہیں ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں : کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں، یزید مؤمن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا کافر کا حال دریافت نہیں۔ کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ: ج ۱، ص ۳۲۰)

(فتاویٰ مفتی محمود: ج ۱، ص ۲۹۷)



فقیہ یزید اور امام ابن کثیر

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب ”البدایہ والنہایہ“ میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ مثلاً۔ (۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے: ”یزید اپنی نوعمری میں اپنے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں نوجوانوں کی سی آزادی تھی“ [ج ۸، ص ۲۸۸]

(۲) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں: [ج ۸، ص ۲۳۰، سورۃ مریم آیت نمبر ۵۹]

اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں بھی چھوڑ دیا کرتا تھا اور اکثر ناوقت پڑھتا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازیں چھوڑیں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور عنقریب ”غسی“ جہنم میں (جو کہ جہنم کی بدترین وادی ہے) داخل ہوں گے۔ (الحدیث)

برکتہ العصر، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

(کتاب ”سیدنا علی وحسین علیہ السلام“ سے اقتباس)

جب حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کو اپنے تلمیذ ارشد حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب (جو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رانی پوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور بھیجے ہیں) کے خطوط سے معلوم ہوا کہ حضرت (شاہ عبدالقادر) رانی پوری نور اللہ مرقدہ کی مجلس میں محمود احمد عباسی (ناصبی و یزیدی) کی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ (جو حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ کی گستاخی پر مشتمل ہے) پڑھی جا رہی ہے تو فوراً حضرت نے خطوط کے ذریعہ اس کا مجلس میں پڑھے جانے کو موقوف کرادیا۔ وہ دونوں خط ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

مکرم و محترم مولوی عبد الجلیل صاحب مد فیوضکم

بعد سلام مسنون! اس وقت جمعہ کے دن ساڑھے گیارہ بجے میر صاحب سے سرسری ملاقات ہوئی کہ ہجوم تھا۔ رسالہ پہنچ گیا مگر دسٹی پرچہ باوجود میرے سوال کے بھی کوئی نہیں دیا۔ اس کے بعد ڈاک آئی اور اس میں کارڈ پر سول بدھ کا لکھا ہوا ملا، اگرچہ اس جمعہ اور ہجوم کی وجہ سے وقت تنگ ہے مگر چونکہ اس میں حضرت کے نظام الاوقات میں یہ لکھا کہ ایک کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ سنائی جا رہی ہے اگر یہ وہی عباسی والی ہے تو ہرگز اس قابل نہیں کہ مجمع میں سنائی جائے، جو حدیث سے واقف نہیں، تاریخ پر عبور نہیں رکھتے اُن کو اس کا دیکھنا ہرگز جائز نہیں، سخت گمراہی کا اندیشہ ہے۔ اس بد نصیب نے دیدہ دانستہ عبارتیں مسخ کی ہیں، مثال کے طور پر لکھتا ہے کہ:

حافظ ابن حجرؒ کی ”تہذیب التہذیب“ سے بخجلی کا قول نقل کیا ہے کہ:

حافظ نے ان سے یزید کی توثیق نقل کی ہے

اب کوئی شخص اصل کتاب کو نکال کر دیکھے تو معلوم ہو کہ حافظ نے اس میں لکھا ہے کہ:

بخجلی جو ایک ثقہ آدمی ہیں، انہوں نے فلاں سے جو ثقہ ہے، یہ نقل کیا

کہ میرے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے کسی نے یزید کو

امیر المومنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے کوڑے

لگوائے کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے؟

اس سے اندازہ کرے کہ اس جاہل نے اس کو یہ لکھا ہے کہ حافظ نے بخجلی سے

یزید کی توثیق نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ مولانا محمد صاحب کے وہاں ہوتے ہوئے بھی یہ

کتاب حضرت کی مجلس میں پڑھی جاسکتی ہے۔ نہایت غفلت میں یہ سطور اس لیے لکھ دیں کہ

میرجی صاحب آج جارہے ہیں۔ ڈاک کا خط نہ معلوم کب تک پہنچے۔ حضرت اقدس کی

خدمت میں سلام کے بعد دعا کی درخواست۔ فقط

زکریا

۳/ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ نے مکتوب بالا کے جواب میں عریضہ لکھ کر واضح

فرمایا کہ کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ مجلس عام میں نہیں سنی گئی بلکہ صرف چند مخصوص

خدام کی موجودگی میں سنی گئی ہے۔

اس پر دوبارہ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اپنے والا نامہ میں تحریر فرمایا:

کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ کے متعلق تم نے لکھا ہے کہ خواص

کے مجمع میں پڑھی جاتی ہے لیکن جن خواص کا نام آپ نے لکھا ہے وہ

بھی تاریخ و حدیث کے زیادہ ماہر نہیں ہیں اور اس کتاب میں

بددیانتی سے کام لیا گیا ہے، کہ ”لا تقربوا الصلوٰۃ“ سے نماز کے

پڑھنے کی قرآن پاک سے ممانعت کے مشابہ ہے۔

فقط والسلام

زکریا، مظاہر العلوم

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما ص ۳۱۶)



شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ”تکمیل الایمان“ میں فرماتے ہیں:

صحابہ کی ایک جماعت جو اس کے زمانہ میں تھی اور صحابہ زادے بھی اس کی اطاعت

سے خارج اور اس کی خلافت کے منکر تھے۔ ہاں مدینہ منظرہ کی ایک جماعت جبراً

کرہا اس کے پاس شام گئی تھی اور یزید نے ان کو بڑے انعام اور لذیذ دعوؤں سے

نوازا بھی، لیکن یہ حضرات جب اس کا حال قباحہ مآل دیکھ کر مدینہ منورہ واپس

ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو ہے نوش، تارک

صلوٰۃ، زانی، فاسق اور محرمات الہی کا حلال کرنے والا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں

کہ اس نے آنحضرت (حضرت حسینؑ) کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ وہ آپ

کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کی اور اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر اس

نے کچھ خوشی کا اظہار کیا اور یہ بات بھی مردود و باطل ہے کیونکہ اہل بیت

نبویؑ سے اس بد بخت کی عداوت اور ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں

منانا اور خاص طور پر ان حضرات کی تذلیل و اہانت کرنا تو اتر معنوی کے درجہ پر پہنچ

چکا ہے اور ان امور کا انکار محض بناوٹ اور زبردستی ہے۔ [تکمیل الایمان: ص ۷۰-۷۱]

شمس العلماء، علامہ دوراں

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمہ اللہ

لعنت بریزید:

حضرت مولانا سے دورانِ درس لوگوں نے سوال کیا کہ یزید پر لعنت بھیجتا درست ہے کہ نہیں؟
حضرت مولانا نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ہیں یہ درست ہے اور یزید مجرم ہے یہ بھی درست ہے مگر وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ اور مسئلہ یہ کہ جس کا کافر ہونا یقینی ہو تو اُس پر لعنت بھیج سکتے ہو اور اگر نہ ہو تو نہ۔

(بحوالہ کتاب ”نکات افغانی“ ص: ۲۱۲)



یزید قتل حسینؑ پر بہت خوش تھا، علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:

ابن ابی الدنیاء نے روایت کیا ہے جب حضرت حسینؑ کا سر مبارک یزید کے پاس لایا گیا تو اُس وقت حضرت ابو براءؓ اُس کے پاس تھے یزید اپنی چھری سے حضرت حسینؑ کے چہرے اور منہ پر کچھ لگانے لگا اور ساتھ ہی شعر پڑھنے لگا ”ہم اپنے مقابلے پر آنے والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیتے ہیں۔ دراصل ایک وہ نافرمان اور اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔“ (الریضی المحصب، المعید المانع من ذم یزید: اردو ترجمہ، ص: ۱۱۶)

تو حضرت ابو براءؓ نے اسے کہا: (مجم الکبیر، مجمع لروائد)

ترجمہ: (یزید تو) اپنی چھری اٹھالے بخدا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منہ پر منہ رکھ کر بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ (طبری، کامل، البدایہ)

قطب الاقطاب

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ

(بابا جی چک، ۱۱، والے چچہ وطنی، ضلع ساہیوال)

خلیفہ اجل حضرت شاہ عبدالقادر رانی پوری رحمہ اللہ

حضرت بابا جی کے معتمد اور حاضر باش خادم مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ایک مرید سید یعقوب شاہ صاحب جولاءہور کے رہنے والے تھے، وہ ایک دفعہ حضرت سے ملنے کے لیے لاہور سے چلے وہ جمعہ کا دن تھا، جب ساہیوال پہنچے تو جمعہ پڑھنے جامعہ رشیدیہ چلے گئے۔ جمعہ سے فراغت حاصل کر کے حضرت سے ملنے کے لیے۔ ۱۱۔ چک حضرت کے گھر پہنچے اور حضرت سے عرض کیا کہ جامعہ رشیدیہ کی مسجد میں ایک صاحب بیان کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ جب واقعہ کربلا پیش آیا تو یزید وہاں سے چار سو میل دور تھا اس لیے یزید کا قتل حسین سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے قیامت کے دن اُس سے کوئی پوچھ نہ ہوگی۔

حضرت ”نیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے یہ بات سن کر آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

”اگر یزید اس واقعہ کا ذمہ دار نہیں تو اور کون ہے؟ پھر کس سے پوچھ ہو گی؟ پھر (مثال دے کر) فرمایا بھٹو صاحب کو پھانسی پر کیوں چڑھایا

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ رائپوری صاحب رحمۃ اللہ
خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری، شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال
حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی صاحب رحمۃ اللہ
ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال

مفتی محمد انور اکاڑوی دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے سالانہ جلسہ پر اُس وقت کے ایک نوجوان
خطیب کو بلایا جاتا تھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا
حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ کو معلوم ہوا کہ وہ یزیدی (یزید کو حق ماننے
والا) ہے تو باہمی مشورہ کے بعد اُن مولانا صاحب کو سالانہ جلسہ پر مدعو
نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اُن حضرات کی زندگی میں پھر انہیں کبھی
جامعہ رشیدیہ نہیں بلایا گیا۔ یہی ہے علمائے دیوبند کا مسلک و مشرب۔



علامہ عبداللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی "کتاب الاتحاف

بحب الاشراف" میں فرماتے ہیں: [ص ۱۸]

لاریب حق تعالیٰ سبحانہ نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے
آل بیت شریف (نبوی) کے ستانے پر کمر باندھی، قتل حسینؑ کے
لیے اپنی سپاہ بھیجی، ان کو شہید کیا، ان کی حرم اور ان کی اولاد کو
اسیر بنایا حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالیٰ سبحانہ کے نزدیک
روئے زمین پر بسنے والوں میں زیادہ معزز تھے۔

کیا؟ حالانکہ وہ قصوری کے قتل کے وقت جائے وقوعہ سے تین سو میل
دور تھا۔ اُس کو سزا صرف اس لیے دی گئی کہ اس نے قصوری کو قتل کر دیا
تھا۔ اسی طرح حضرت حسینؑ کے قتل پر یزید نے کسی قاتل کو سزا نہ دی
، اس سے معلوم ہوا کہ یہ کام اس کے اشارہ پر ہوا۔"



صحابہ کرامؓ حضرت حسینؑ کے ہمنوا تھے موقوف میں بھی اور میدان میں بھی
حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے صحابی ہیں حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام
بخاری "التاریخ الکبیر" میں فرماتے ہیں:
ترجمہ: انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔
انہوں نے آنحضرت ﷺ سے حدیث سنی ہے۔ [قسم ثانی، ج ۱، ص ۳۰۰]
حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ نے جو حدیث آنحضرت ﷺ سے سنی تھی
اس کا متن یہ ہے:

ان بنی یعنی الحسین یقتل بارض یقال لها کربلا فمن شہد
منکم ذلك فلینصرہ۔

میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا جائے گا تم میں سے جو کوئی اس موقع پر
موجود ہو اس کی مدد کرے۔

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے۔

اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں امام بغوی

کی "معجم الصحابہ" کے حوالہ سے بسند نقل کیا ہے۔ [ج ۸، ص ۱۹۹]

اس نے مسلم بن عقبہ مری کو حکم دیا تھا کہ مدینہ منورہ فتح کرنے کے بعد تین دن تک جو چاہے کارروائی کرے، یہ ”حرم مدینہ“ کی زبردست اہانت تھی جو اُس نے کی، واقعہ حرہ کے مقتولین پر صدمہ کا ذکر صحاح ستہ میں بھی آتا ہے۔ تاریخ میں تو بہت کچھ ہے اس میں سے ائمہ حدیث نے معتبر مان کر جو کچھ لکھا ہے اُس سے اس کی زیادتیوں اور ظلم کا اندازہ کیجیے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

ثُمَّ خَرَجَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ عَلَى يَزِيدَ وَخَلَعُوهُ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَبِئْسَ مَا رَسَلَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمُ بْنُ عَقْبَةَ الْمُرِّيَّ وَأَمْرُهُ أَنْ يَسْتَبِيحَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَأَنْ يُبَايِعَهُمْ عَلَى أَنْهُمْ خَوْفٌ وَعَبِيدٌ لِيَزِيدَ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا نَهَضَ إِلَى مَكَّةَ لِحَرْبِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَفَعَلَ بِهَا مُسْلِمٌ أَلَا فَا عَيْلَ الْقَبِيحَةِ وَأَفْحَشَ الْقَضِيَّةِ إِلَى الْغَايَةِ ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلَى مَكَّةَ.

(تحدیب المعتمد ج: ۱۱، ص: ۳۶۱)

”پھر ۶۳ھ میں اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا، بیعت توڑ دی تو یزید نے ان کے پاس مسلم بن عقبہ مری کو لشکر دے کر بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ مدینہ منورہ کو تین دن حلال رکھے (قتل یا لوٹ مار کے لیے) اور یہ کہ اہل مدینہ سے ان کلمات پر بیعت لے کہ وہ یزید کے خادم اور غلام ہیں۔ اور جب اس سے فارغ ہو جائے تو مکہ مکرمہ میں ابن الزبیرؓ پر چڑھائی کرے۔ یزید کے اس حکم پر مسلم بن عقبہ نے بدترین افعال کا ارتکاب کیا، انتہا درجہ فحش معاملہ بنا ڈالا پھر مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔“

عالم ربانی، محدث کبیر

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ

شاگرد رشید و خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

کامسک و موقوف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم (رحمہم اللہ) کی تحریرات بہت مفید ہوتی ہیں، مسک اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) میں انہیں بحمد اللہ تصלב حاصل ہے۔ جماعت مودودی اور شیعوں سے انہیں اس درجہ بعد ہے کہ وہ مصلح عارضی طور پر ان سے سیاسی گٹھ جوڑ اور اتحاد کے بھی قائل نہیں ہیں۔ مسک اکابر پر مضبوطی سے قیام ہی کی وجہ سے وہ شیعوں کی طرح خوارج کو بھی غلط گردانتے ہیں، ان کے نظریات کی تردید کرتے ہیں۔

میں نے ان کی تحریر ”دفاع صحابہ“ کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا اس میں ان سب مسالک پر تھوڑی تھوڑی روشنی ڈالی گئی ہے اور فرقہ خوارج یزیدیہ پر بھی رد کیا ہے۔

یزید کے بارہ میں اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) کبھی حسن ظن میں مبتلاء نہیں رہے کیونکہ انہوں نے اُس کے پورے دور حکومت (امارت) کو سامنے رکھا ہے جس کی خرابی شہادت حسینؓ سے شروع ہوئی اور انجام واقعہ حرہ اور مکہ معظمہ پر فوج کشی پر ہوا، اسی دوران یزید کی موت واقع ہوئی۔

اس نے مسلم بن عقبہ مری کو حکم دیا تھا کہ مدینہ منورہ فتح کرنے کے بعد تین دن تک جو چاہے کارروائی کرے، یہ ”حرم مدینہ“ کی زبردست اہانت تھی جو اُس نے کی، واقعہ حرہ کے مقتولین پر صدمہ کا ذکر صحاح ستہ میں بھی آتا ہے۔ تاریخ میں تو بہت کچھ ہے اس میں سے ائمہ حدیث نے معتبر مان کر جو کچھ لکھا ہے اُس سے اس کی زیادتیوں اور ظلم کا اندازہ کیجیے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

ثُمَّ خَرَجَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ عَلَى يَزِيدَ وَخَلَعُوهُ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّيَّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَسْتَبِيحَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَأَنْ يُبَايِعَهُمْ عَلَى أَنْهُمْ خَوَلٌ وَعَبِيدٌ لِيَزِيدَ فَإِذَا قَرَعَ مِنْهَا نَهَضَ إِلَى مَكَّةَ لِحَرْبِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَعَلَ بِهَا مُسْلِمٌ أَلَا فَاغِيلَ الْقَبِيحَةِ وَالْفَحْشَ الْقَضِيَّةَ إِلَى الْغَايَةِ ثُمَّ تَوَجَّهَ إِلَى مَكَّةَ.

(تحدیب احمد ج ۱۱: ص ۳۶۱)

”پھر ۶۳ھ میں اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا، بیعت توڑ دی تو یزید نے ان کے پاس مسلم بن عقبہ مری کو لشکر دے کر بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ مدینہ منورہ کو تین دن حلال رکھے (قتل یا لوٹ مار کے لیے) اور یہ کہ اہل مدینہ سے ان کلمات پر بیعت لے کہ وہ یزید کے خادم اور غلام ہیں۔ اور جب اس سے فارغ ہو جائے تو مکہ مکرمہ میں ابن زبیر پر چڑھائی کرے۔ یزید کے اس حکم پر مسلم بن عقبہ نے بدترین افعال کا ارتکاب کیا، انتہا درجہ فحش معاملہ بنا ڈالا پھر مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔“

عالم ربانی، محدث کبیر

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ

شاگرد رشید و خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم (رحمہم اللہ) کی تحریرات بہت مفید ہوتی ہیں، مسلک اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) میں انہیں بحمد اللہ تہلیل حاصل ہے۔ جماعت مودودی اور شیعوں سے انہیں اس درجہ بعد ہے کہ وہ مصلحت عارضی طور پر ان سے سیاسی گٹھ جوڑ اور اتحاد کے بھی قائل نہیں ہیں۔ مسلک اکابر پر مضبوطی سے قیام ہی کی وجہ سے وہ شیعوں کی طرح خوارج کو بھی غلط گردانتے ہیں، ان کے نظریات کی تردید کرتے ہیں۔

میں نے ان کی تحریر ”دفاع صحابہ“ کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا اس میں ان سب مسالک پر تھوڑی تھوڑی روشنی ڈالی گئی ہے اور فرقہ خوارج یزید پر بھی رد کیا ہے۔

یزید کے بارہ میں اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) کبھی حسن ظن میں مبتلاء نہیں رہے کیونکہ انہوں نے اُس کے پورے دور حکومت (امارت) کو سامنے رکھا ہے جس کی خرابی شہادت حسینؑ سے شروع ہوئی اور انجام واقعہ حرہ اور مکہ معظمہ پر فوج کشی پر ہوا، اسی دوران یزید کی موت واقع ہوئی۔

کے ساتھ جو کچھ کیا تو اُس کی (اس گستاخانہ جرأت کی) وجہ یہ ہوئی تھی کہ اہل مدینہ نے اُس کے نوابوں (نائبوں) کو اور اُس کے خاندان (رشتہ داروں) کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور اُس کی بیعت توڑ دی۔

وَأَمَّا مَا فَعَلَهُ بِأَهْلِ الْحَرَّةِ فَإِنَّهُمْ لَمَّا خَلَعُوهُ وَأَخْرَجُوا نَوَابَهُ وَعَشِيرَتَهُ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ يَطْلُبُ الطَّاعَةَ فَاِمْتَنَعُوا فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمُ بْنُ عُقَبَةَ الْمُرِّيِّ وَأَمَرَهُ إِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُبْسَحَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَهَذَا هُوَ الَّذِي أَعْظَمَ إِنْكَارَ النَّاسِ لَهُ مِنْ فِعْلِ يَزِيدَ وَلِهَذَا قِيلَ لَا حَمْدَ أَتَكْتَبُ الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ لَا وَلَا كَرَامَةَ أَوْ لَيْسَ هُوَ الَّذِي فَعَلَ بِأَهْلِ الْمَدِينَةِ مَا فَعَلَ - (منهاج السنن ج ۲ ص ۲۵۳)

”تو اُس نے یکے بعد دیگرے پیغام بھیجے کہ اہل مدینہ اطاعت قبول کر لیں لیکن وہ نہ مانے تو یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ شریف پر حملہ کے لیے بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جب تم غلبہ پاؤ، تو تین دن تک تمہیں لوٹ مار، قتل و غارتگری کی عام اجازت ہوگی اور اس کا یہی وہ فعل ہے جس نے اُس پر لوگوں کی تکمیر بڑھادی۔ اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہم یزید کی حدیث لکھ لیں تو انہوں نے فرمایا نہیں اور اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیا یزید وہی نہیں ہے جس نے اہل مدینہ کیساتھ ناقابل ذکر بدسلوکی (ظلم و بے حرمتی) کی۔“

غرض اس نے لشکر بھیج دیا، لشکر کو اہل مدینہ پر ظلم کا حکم دیا پھر وہاں سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ پر حملہ کا حکم دیا تھا اور یہ سب کچھ اسی کے حکم سے ہو رہا تھا کہ اسی دورانِ شام

تو اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنی گرفت میں لیا، اُس نے مرتے وقت حصین بن نمیر السکوئی کو اپنا قائم مقام امیر لشکر بنا دیا، ان فوجوں نے حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور کعبہ اللہ پر مخفیق نصب کی، اس سے کعبہ کے ستون اور عمارت کمزور ہو گئی کعبہ اللہ کو آگ بھی لگی، ان فوجوں کے ان ہی افعالِ قبیحہ کے دورانِ اچانک یزید کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو یہ لشکری لوٹ گئے، وکلی اللہ المؤمنین القتال۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین کے لیے قتال کے لیے کافی ہو گیا۔ یزید کی ہلاکت نصف ربیع الاول ۶۳ھ میں ہوئی اُس وقت اُس کی عمر چالیس سال سے کم تھی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

وَقِيلَ مِنْهُمْ خَلَقَ كَثِيرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَآبَائِهِمْ وَسَبَقَ أَكْبَارُ التَّابِعِينَ وَفَضْلَانِهِمْ وَاسْتَبَاحَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ نَهَبًا وَقَتْلَانًا بَايَعَ مَنْ بَقِيَ عَلَى آلِهِمْ عِبِيدَ يَزِيدَ وَمَنْ امْتَنَعَ قُتِلَ -

(لسان المیزان ج ۶ ص ۲۹۴)

”مدینہ شریف میں بہت ساری خلقت صحابہ کرام اور اُن کی اولاد میں سے قتل کر دی گئی، جو بڑے درجہ کے تابعین اور فضلاء تھے انہیں پہلے شہید کیا اور تین دن تک لوٹ مار، قتل و غارتگری کی اپنے لشکر کو عام اجازت دی پھر جو باقی رہ گئے اُن سے ان الفاظ سے بیعت لی کہ یہ یزید کے غلام ہیں اور جس شخص نے یہ نہ مانا اُسے قتل کر دیا گیا۔“

ابن تیمیہ نے یزید کا یہ واقعہ اور اس کا سبب بیان کیا ہے کہ اُس نے اہل حرہ

کرے تو وہ بھی گمراہ ہے، بدعتی ہے، جھوٹا ہے۔“

حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ یزید سے روایت کردہ حدیثوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

مَقْدُوحٌ لِّى عَدَايَتِهِ لَيْسَ بِأَهْلٍ أَنْ يُرَوَّى عَنْهُ۔ وَقَالَ
أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُرَوَّى عَنْهُ۔

(لسان المیزان ج: ۶، ص: ۲۹۳، میزان الاعتدال للذہبی ج: ۴، ص: ۴۴۰)

”حدیث میں اس کی عدالت مخدوش ہے، یہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس سے حدیث کی روایت کی جائے اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی روایت نہ لینی چاہیے۔“

ان معروضات کے بعد گزارش ہے کہ یزید کے بارہ میں جو ذہن محمود احمد عباسی کی کتابوں سے بن رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ عباسی صاحب نے اپنے خاص ذہن کی وجہ سے تاریخ کا بہت بڑا حصہ غائب ہی کر دیا ہے، آج کل لوگوں کا علمی ذوق اتنا ہی رہ گیا ہے کہ وہ اردو کی کتابیں پڑھ لیں حالانکہ علماء کا فرض ہے کہ وہ یہ بھی دیکھیں کہ لکھنے والے نے تحریف اور قطع و برید تو نہیں کی اور اصل مراجع اور ماخذ کا بھی مطالعہ کریں اور اگر اتنی محنت نہیں کر سکتے تو اپنے اکابر کی تحقیقات پر اعتبار کریں۔ عباسی صاحب کی تمام ہی تحقیقات قطع و برید سے پُر ہیں۔ آج کل اسی طرح کی تحقیقات چھپ رہی ہیں، انہیں لوگ آخری تحقیق کا درجہ دیے جا رہے ہیں چاہے وہ تحقیق نہ ہو تحریف ہی ہو، کیونکہ موجودہ دور میں لکھنے والے متقی نہیں ہیں اس لیے اپنی خواہش کے مطابق جگہ جگہ سے عبارتیں لے کر ایک خوبصورت و موثر مضمون بنا دیتے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ تحقیق ہو۔ اس لیے سب سے سہل اور عمدہ راستہ یہی

میں یزید کی موت واقع ہوئی۔ امام غزالیؒ، ابن عربیؒ اور ملا علی قاریؒ جنہوں نے اس کی پوری تاریخ پیش نظر نہیں رکھی انہوں نے اس کے لیے ترجیم دعاء رحمت کی بات لکھی ہے، لیکن علماء اہل سنت والجماعت (دیوبند) نے اُس کے آخری عمل کو بھی سامنے رکھا تو انہوں نے ترجیم نہیں کی بلکہ بعض اکابر نے اس کے لیے ”پلید“ کا لفظ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ”سوء سیرت“ کا جملہ استعمال فرمایا ہے۔ اُس کے بارے میں امام غزالیؒ وغیرہ سے پہلے اسلاف کا نقطہ نظر بھی یہی چلا آ رہا ہے۔

یزید کے بارہ میں امام احمدی گفتگو نقل کرتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے ہیں:
وَقَالَ لَهُ ابْنُهُ إِنَّ قَوْمًا يَقُولُونَ إِنَّا نَحِبُّ يَزِيدَ فَقَالَ هَلْ يُحِبُّ
يَزِيدَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ؟ فَقِيلَ لَهُ فَلِمَ آذَا لَا تَلْعَنُهُ فَقَالَ وَمَتَى
رَأَيْتَ أَبَاكَ يَلْعَنُ أَحَدًا۔ (سوال فی یزید ص: ۱۲)

”امام احمد رحمہ اللہ سے اُن کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص کہ جس کی طبیعت میں نیکی ہو یزید سے محبت رکھے گا؟ اس پر اُن سے عرض کیا گیا تو آپ اُس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے؟ انہوں نے فرمایا تم نے اپنے باپ کو کب دیکھا ہے کہ اُس نے کسی پر لعنت کی ہو۔“

ابن تیمیہؒ کے نزدیک یزید خلفاء راشدین کی فہرست سے خارج ہے۔ حتیٰ کہ جو اسے خلیفہ راشد کہے اُس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

وَمَنْ جَعَلَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ فَهُوَ أَيْضًا
صَالٍ مُّبْتَدِعٌ كَاذِبٌ۔ (سوال فی یزید لابن تیمیہ ص: ۱۵)

”اور جو شخص یزید کو خلفاء راشدین میں جو ہدایت پر قائم رہے شمار

ہے کہ اسلاف کا مسلک معلوم کر لیا جائے اور اس پر قائم رہا جائے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ

حامد میاں غفرلہ

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ ۲۸ فروری ۸۲ء یکشنبہ۔۔ (انوار مدینہ لاہور، ج: ۱۳، ش: ۴)



یزید اور قتل صحابہؓ بے حرمتی حرمین شریفین

امام طبرانی نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ:

پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے مکہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو وہاں صحابہؓ کی ایک جماعت موجود تھی۔ اس (مردود) نے نہایت بے دردی سے ان کا قتل عام کیا، اور پھر مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا مگر وہی میں اس کو پیک اجل نے آیا۔

[فتح الباری: ج ۱۳، ص ۶۱۰]

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے ”مسرف“ یا ”محرم“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ”حرہ واقم“ کے تحت لکھا ہے کہ فتنہ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں ”موالی“ میں سے ساڑھے تین ہزار انصار میں سے چودہ سوا اور بعض سترہ سو بتاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہ تیغ (قتل) کر دیے گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹے اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا۔

اور محذرات (پردہ نشین خواتین) کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر: ص ۳۰۹)

استاذ الاساتذہ، فاضل دیوبند

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ محمد پورہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا تعلق ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے یہ فاضل دیوبند اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید ہیں (عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہیدؒ (ش: ۲۰۰۰ء) (کراچی) علیحدہ شخصیت ہیں)، جب محمود احمد عباسی نامی یزیدی نے کتاب ”خلافت معاویہؓ و یزیدؓ“ لکھی تو یزیدیت کے منحوس جراثیم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی پھیلنے لگے اس کے تدارک اور اپنے اکابر کے مسلک حق کی حفاظت کے لیے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ میدان میں اترے اور اس گمراہ کن کتاب کا بے مثال جواب ”حسینؓ اور یزیدؓ“ کے نام سے لکھ کر اپنے اکابر کی تقلید میں ”صحابہ و اہل بیت علیہم السلام“ کی عزت و ناموس کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا، ہم اس کتاب ”حسینؓ اور یزیدؓ“ میں سے کچھ اقتباسات نذر قارئین کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ اس کتاب کا نیا ایڈیشن چھپ کر جلد ہی منظر عام پر آنے والا ہے، اس کتاب کے حصول اور رہنمائی پر ہم حضرتؒ کے اہل خانہ اور بالخصوص حضرتؒ کے شاگرد رشید، پیر طریقت حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے بے حد مشکور ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن العجزا (رضوان نقیس) قسطنطنیہ پر اگر یزیدی ہی کا لشکر پہلا حملہ آور لشکر تسلیم کر لیا جائے حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا لشکر آخری ہے سن ۵۲ھ میں اور بری ہے نہ کہ بحری اور جب یہ پہنچا تو اس وقت صحابہؓ پہلے ہی سے مصروف جہاد تھے۔ (رضوان نقیس)

حضرت مولانا یوسف صاحب فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کا فرمان مغفور لہم مشروط ہے ساتھ اس شرط کے کہ مجاہدین قسطنطنیہ اعمال صالحہ کی وجہ سے مغفرت کے اہل ہوں حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی بعد جہاد مرتد ہو گیا تو کسی کے نزدیک بھی وہ اس بشارت کا مصداق نہیں ہو سکتا، اب اسی طرح اگرچہ یزید بھی مجاہدین میں شریک ہونے کی وجہ سے عموم حدیث مغفور لہم میں داخل سمجھا جائے گا لیکن حدیث مغفور لہم کے مشروط کے ساتھ شرط اہلیت مغفرت کے ہونے کی وجہ سے یزید اس بشارت کی فضیلت سے محروم رہے گا، اس لیے کہ وہ اپنی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے شرط مغفرت کا پورا کرنے والا نہ رہا، تو اذا فأت الشرط فأت المشروط کے مطابق مغفرت کا اہل بھی نہیں رہے گا جیسے کہ حجۃ الاسلام، رأس المحدثین عمدة المفسرین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے یہی جواب با صواب دیا ہے ملاحظہ کیجیے:

غایت مافی الباب بسبب خرابیائے انہانی کہ داشت همچو

منافقان کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجه نفاق

رضوان اللہ اونشد، یزید ہم ازیں بشارت محروم ماند۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح بیعت رضوان میں منافقین شریک ہوئے اور نفاق

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سے محروم ہو گئے یزید بھی اپنی اندرونی

خرابیوں کی وجہ سے اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہو گیا۔

(ازمکتوبات شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، ج، اول، ص، ۲۵۲)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بیعت

رضوان میں منافقین شامل تھے، جیسا کہ آیت کریمہ کی عمومیت سے ظاہر ہے:

ان الذین یبایعونک فانما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدہم

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے تھے وہ بیعت کرتے اللہ سے، اللہ کا ہاتھ اوپر

ان کے ہاتھ کے۔ (پارہ: ۲۶، رکوع: ۹)

اس آیت کریمہ سے تمام مبایعین کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے منافقین کو اس فضیلت سے محروم ظاہر کرنے کے واسطے دوسری آیت میں قید لگا کر ان کو خارج کر دیا:

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة۔

تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تھے سے اس

درخت کے نیچے۔

مومنین کی قید سے غیر مومنین یعنی منافقین بیعت رضوان کی فضیلت سے محروم ہو گئے، اگرچہ نفس بیعت میں شامل تھے۔ ایسا ہی یزید بھی حضور ﷺ کے فرمان مغفور لہم میں بسبب جہاد کے داخل سمجھا جائے گا جیسا کہ منافقین نفاق کی وجہ سے بیعت رضوان کی فضیلت سے محروم رہے، یزید بھی اپنے پوشیدہ فسق و فجور کی وجہ سے مغفور لہم کی بشارت سے محروم رہے گا۔“

یزید کے حامی ایک عالم صاحب کے سوال کے جواب میں حضرت مولانا

لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

”اگر واقعی یزید حدیث مغفور لہم سے خارج نہیں ہوا تو پھر دریافت طلب امر

یہ ہے کہ کیا کسی صحابی نے جو امام حسینؑ کو یزید کے خلاف خروج سے روک رہے تھے یزید کی

فضیلت و عند اللہ اس کی مقبولیت کے اثبات میں حدیث مغفور لہم کو پیش کیا یا کہ نہیں؟ اگر

پیش کیا تو ثبوت کی ضرورت ہے اگر پیش نہیں کیا اور یقیناً نہیں، تو کیا صحابہ کرامؓ کا اس حدیث

سے یزید کی فضیلت پر استدلال نہ کرنا اس بات کا بین ثبوت نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک

بھی یزید اس بشارت کا مستحق نہیں تھا اور نہ وہ حضرات یزید کو ایسا سمجھتے تھے جیسا کہ عباسی

صاحب باور کرانا (مغفور لہم کا مصداق) چاہتے ہیں، بلکہ یزید کا فسق و فجور تو ان حضرات

کے نزدیک مسلم تھا۔“ (ص: ۱۷۷-۱۷۸) [تفصیل کے لیے اصل کتاب سے مراجعت کی جائے]
یزید کے ایک طرفدار عالم صاحب کے تاریخ کے متعلق مغالطات کا حضرت
مولانا لدھیانویؒ نے مدلل اور شافی جواب تحریر فرمایا ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے:
”یزید کے بارے میں علامہ مناویؒ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہلاک امتی
علی یدی غلۃ من قریش کا مصداق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قال جمع منهم القرطبی منهم یزید بن معاویہ و اضرابہ من
احداث ملوک بنی امیہ فقد کان منهم ما کان منهم من قتل اهل
بیت و خيار المهاجرین و الانصار بمکة و المدینہ و سبى اهل بیت
قال القرطبی و غیر خاف ما صدر عن بنی امیہ و حجاجہم من
سفک الدماء و اتلاف الاموال و اهلاك الناس بالحجاز و العراق
و غیر ہما۔

قال و بالجملة فبنو امیہ قابلو اوصیة المصطفیٰ صلی اللہ علیہ
و سلم فی اهل بیتہ و امتہ بالمخالفة و العقوق فسکو ادماء ہم
و سبوا نساء ہم و اسروا اصغارہم و خربوا دیارہم و جحدوا
اشرفہم و فضلہم و استباحوا نسلہم و سبہم و سبہم فخالقوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی وصیة و قابلوہ بنقیض
قصده و امنیة فیما خجلہم اذا التقوا بین یدیہ و یا فضیحتہم یوم
یعرضون علیہ و هذا الخبر من المعجزات و قال ابن حجر و تبعہ
القسطلانی و فی کلا ابن بطل اشارۃ الی ان اول الا غلۃ یزید
کان فی سنة ستین قال و هو كذلك فان یزید بن معاویہ
استخلف فیہا و بقی الی سنة اربع و ستین فمات ثمر ولی ولده
معاویہ و مات بعد اشهر قال الطیبی راہم المصطفیٰ صلی اللہ

علیہ و سلم فی مناہہ ینبعون علی منبرہ۔ (فیض القدر: ج: ۶، ص: ۳۵۵)
اس سے محدثین کرام کا نقطہ نظر یزید کے بارے میں کہ وہ اس حدیث کا اولین
مصدق ہے بالکل واضح ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا بلکہ محدثین کرام آنحضرت ﷺ کی
اس پیشین گوئی کو معجزات سے شمار کرتے ہیں۔

اس قدر وضاحت کے بعد فق یزید کو غیر منصوص کہنا باعث استعجاب نہیں تو اور کیا
ہے۔ مضمون نگار نے فق یزید کے مسئلہ کو خالص تاریخی مسئلہ پر عمل کر کے جو غلطی کی ہے اس
کی تلافی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

(۱) اگر تاریخی اعتبار ہی سے یزید کا فسق تسلیم کر لیا جائے اور پھر تاریخ ہی
یزید کے بارے میں شرعی حکم طلب کر رہی ہو پھر بتلایا جائے کیا جواب دیا جائے گا
یہ کہ وہ فاسق ہے۔ جب اس پر فسق کا شرعی فتویٰ لگے گا تو پھر شرعی لحاظ سے ایسے
فحش کے متعلق کیا نظریہ رکھا جائے گا۔ کیا عقل و نقل دونوں کا یہ فیصلہ نہیں کہ ایسے
فحش کے اعمال کے مطابق اس کے فسق کا نظریہ رکھا جائے تاکہ احکام اسلامی
عظمت برقرار رہے۔

(۲) تاریخ فسق کو ثابت نہیں کرتی بلکہ تاریخ ان اعمال و افعال کا مظہر ہے
جو موجب فسق ہیں۔ اب جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا جو موجب فسق ہیں
اس کے متعلق اگر شارع کی جانب سے کوئی پیشین گوئی موجود ہے تو اس پیشین
گوئی کے مطابق اس کے فسق کو عقیدہ تسلیم کرنا پڑے گا، تفصیل اس اجمال کی یہ
ہے کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا بطور عقیدہ واجب التسلیم ہونا صرف کتاب
و سنت ہی پر مبنی ہے لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہر حیثیت سے اس کی
تعیین نصوص اسلامیہ سے ہو بلکہ جن افراد کے صالح اور غیر صالح ہونے کی
حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے، حضور ﷺ کی پیشین گوئی کا مصداق

سمجھی جائے گی، جب نفس ایمان کے مخالف کی تعین کے لیے تاریخ کافی تصور کی جاسکتی تو پھر عملی زندگی کے کمزور شخص کی تعین کے لیے بطریق اولیٰ تاریخ کافی تصور کی جائے گی۔ پس یہ کہنا کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا مسئلہ جو نصوص (کتاب و سنت) کی بجائے تاریخی روایات پر مبنی ہو عقائد کے باب میں داخل نہیں ہو سکتا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، اور یہ کہنا کہ یزید سے کوئی ایسا حکم ثابت نہیں کہ جس پر عمل کر کے امت کا دین برباد ہوتا ہو کس قدر غلط اور خلاف حقیقت ہے کیا استحلال مکہ مکرمہ اور اباحت مدینہ طیبہ اور مدینہ الرسول کے باشندوں کے قتل عام کا حکم دین کی اشاعت کا سبب تھا اور اسلام کے مقدس ترین مقامات کی بے حرمتی امت کے دین کی اگر بربادی نہیں تو اور بربادی کس چیز کا نام ہے؟ کیا خاندان نبوت کی بے حرمتی اُس کے اقتدار کی منحوس یادگار نہیں؟ اس کی ذمہ داری اگر یزید پر نہیں تو اور کس پر اس کی ذمہ داری ڈالی جائے گی؟ فوجی آفیسر بھی آخر اُسی کے ماتحت تھے، کیا اس قدر عظیم ترین شخصیات پر ہاتھ ڈالنا کسی فوجی افسر کا ذاتی فعل قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یزید پلید کو اہل بیت سے عداوت تھی، اصل عبارت ملاحظہ کیجیے:

”پس معلوم ہوا کہ آزر دگی معصوم کے ساتھ دو قسم کی ہوتی ہے، ایک

وہ جو تعصب اور عداوت کی بنا پر ہو جس طرح یزید پلید کو عداوت اہل

بیت اطہار کے ساتھ تھی“ (تحد اثنا عشریہ: ص ۴۱۲)

تو پھر کیا جن سے محبت و مودت جزو ایمان ہے اُن کی بے حرمتی ہی نہیں بلکہ اُن کو خاک و خون میں لپٹانا امت کے دین کا برباد کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خصوصاً ایسے شخص کے اقتدار میں جس کو اُن سے عداوت ہو۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفس کی پیروی کریں گے تو وہ قریب ”غی“ (واہی جہنم) میں ڈال دیے جائیں گے۔

ہونے کے واسطے ان علامات کا پایا جانا ہی کافی ہے جو حضور ﷺ نے پیشین گوئی میں فرمائی ہے، مثال کے طور پر آنحضرت ﷺ کے فرمان ”فلشون دجالون کذابون کلہم یزعم انہ نبی اللہ“ کو ملاحظہ فرمائیے کہ تیس دجال آئیں گے۔ ان دجالہ کی نشانی حضور ﷺ نے بیان فرمائی کہ ہر ایک اُن میں سے اپنے آپ کو نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اب جو شخص بھی اس دعویٰ کے ساتھ سامنے آئے گا وہ حضور ﷺ کی اس پیشین گوئی کا مصداق سمجھا جائے گا۔

لیکن نص میں ان مدعیان نبوت کی کوئی تعین نہیں کہ وہ کون کون ہیں اور اُن کے کیا نام ہیں؟ بلکہ تاریخی لحاظ سے جس کا بھی دعویٰ نبوت ثابت ہو اُس کے ارتداد کو بطور عقیدہ واجب التسليم سمجھا جائے گا کیونکہ اس دعویٰ کے ساتھ سامنے آنا ہی سب سے بڑی علامت اس کی تعین کی ہے۔ لیکن افسوس کہ مضمون نگار نے کس قدر غلطی کی ہے کہ مرتدین کا راستہ بھی ہموار کر دیا کہ جب کسی معین شخص کی اچھائی برائی بطور عقیدہ واجب التسليم نہیں تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی قبیح اگر مضمون نگار سے یہ سوال کرے کہ پھر ہمارے نبی کے ساتھ اس کے برعکس اُس کی برائی بطور عقیدہ واجب التسليم کیسے؟ جب کہ اس کی تعین بھی تاریخ سے ہو رہی ہے نہ کہ نص سے، تو کیا اس کو یہی جواب دیں گے کہ واقعی اس کی برائی بھی بطور عقیدہ واجب التسليم نہیں؟ ہرگز نہیں۔

تو اس سے یہ صاف واضح ہو گیا کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا بطور عقیدہ کتاب و سنت کی خبر پر مبنی ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں جو فاضل مضمون نگار بیان فرما رہے ہیں، ورنہ پھر ان مدعیان نبوت کے متعلق کیا عقیدہ رکھا جائے گا؟

پس فسق یزید کے منصوص ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی سمجھیے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد کا بطور عقیدہ واجب التسليم ہونے کا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعین بجائے نص کے تاریخ سے ہو رہی ہے، ایسا ہی یزید کی تعین بھی تاریخ سے کافی

سمجھی جائے گی، جب نفس ایمان کے مخالف کی تعیین کے لیے تاریخ کافی تصور کی جاسکتی تو پھر عملی زندگی کے کمزور شخص کی تعیین کے لیے بطریق اولیٰ تاریخ کافی تصور کی جائے گی۔ پس یہ کہنا کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا مسئلہ جو نصوص (کتاب و سنت) کی بجائے تاریخی روایات پر مبنی ہو عقائد کے باب میں داخل نہیں ہو سکتا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، اور یہ کہنا کہ یزید سے کوئی ایسا حکم ثابت نہیں کہ جس پر عمل کر کے اُمت کا دین برباد ہوتا ہو کس قدر غلط اور خلاف حقیقت ہے کیا احتمال مکرمہ اور اباحت مدینہ طیبہ اور مدینہ الرسول کے باشندوں کے قتل عام کا حکم دین کی اشاعت کا سبب تھا اور اسلام کے مقدس ترین مقامات کی بے حرمتی اُمت کے دین کی اگر بربادی نہیں تو اور بربادی کس چیز کا نام ہے؟ کیا خاندان نبوت کی بے حرمتی اُس کے اقتدار کی منحوس یادگار نہیں؟ اس کی ذمہ داری اگر یزید پر نہیں تو اور کس پر اس کی ذمہ داری ڈالی جائے گی؟ فوجی آفسر بھی آخر اُسی کے ماتحت تھے، کیا اس قدر عظیم ترین شخصیات پر ہاتھ ڈالنا کسی فوجی آفسر کا ذاتی فعل قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یزید پلید کو اہل بیت سے عداوت تھی، اصل عبارت ملاحظہ کیجیے:

”پس معلوم ہوا کہ آرزوگی معصوم کے ساتھ دو قسم کی ہوتی ہے، ایک

وہ جو تعصب اور عداوت کی بنا پر ہو جس طرح یزید پلید کو عداوت اہل

بیت اطہار کے ساتھ تھی“ (تحدیثا عشریہ: ص ۴۱۴)

تو پھر کیا جن سے محبت و مودت جزو ایمان ہے اُن کی بے حرمتی ہی نہیں بلکہ اُن کو خاک و خون میں لپیٹنا اُمت کے دین کا برباد کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خصوصاً ایسے شخص کے اقتدار میں جس کو اُن سے عداوت ہو۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفس کی پیروی کریں گے تو وہ قریب ”غی“ (داویٰ جہنم) میں ڈال دیے جائیں گے

ہونے کے واسطے ان علامات کا پایا جانا ہی کافی ہے جو حضور ﷺ نے پیشین گوئی میں فرمائی ہے، مثال کے طور پر آنحضرت ﷺ کے فرمان ”فلسون دجالون کذابون کلہم یزعم انه نبی اللہ“ کو ملاحظہ فرمائیے کہ تیس دجال آئیں گے۔ ان دجالہ کی نشانی حضور ﷺ نے بیان فرمائی کہ ہر ایک اُن میں سے اپنے آپ کو نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اب جو شخص بھی اس دعویٰ کے ساتھ سامنے آئے گا وہ حضور ﷺ کی اس پیشین گوئی کا مصداق سمجھا جائے گا۔

لیکن نص میں ان مدعیان نبوت کی کوئی تعیین نہیں کہ وہ کون کون ہیں اور اُن کے کیا نام ہیں؟ بلکہ تاریخی لحاظ سے جس کا بھی دعویٰ نبوت ثابت ہو اُس کے ارتداد کو بطور عقیدہ واجب التسلیم سمجھا جائے گا کیونکہ اس دعویٰ کے ساتھ سامنے آنا ہی سب سے بڑی علامت اس کی تعیین کی ہے۔ لیکن افسوس کہ مضمون نگار نے کس قدر غلطی کی ہے کہ مرتدین کا راستہ بھی ہموار کر دیا کہ جب کسی معین شخص کی اچھائی برائی بطور عقیدہ واجب التسلیم نہیں تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی قبیح اگر مضمون نگار سے یہ سوال کرے کہ پھر ہمارے نبی کے ساتھ اس کے برعکس اُس کی برائی بطور عقیدہ واجب التسلیم کیسے؟ جب کہ اس کی تعیین بھی تاریخ سے ہو رہی ہے نہ کہ نص سے، تو کیا اس کو یہی جواب دیں گے کہ واقعی اس کی برائی بھی بطور عقیدہ واجب التسلیم نہیں؟ ہرگز نہیں۔

تو اس سے یہ صاف واضح ہو گیا کہ کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا بطور عقیدہ کتاب و سنت کی خبر پر مبنی ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں جو فاضل مضمون نگار بیان فرما رہے ہیں، ورنہ پھر ان مدعیان نبوت کے متعلق کیا عقیدہ رکھا جائے گا؟

پس فقہ یزید کے منصوص ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی سمجھیے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد کا بطور عقیدہ واجب التسلیم ہونے کا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعیین بجائے نص کے تاریخ سے ہو رہی ہے، ایسا ہی یزید کی تعیین بھی تاریخ سے کافی

خارج؟ پس حضرت ابوسعید حذریؓ کی روایت بھی صحیح اور یزید کا اس روایت کا مصداق ہونا بھی درست اور حضرت ابوسعید حذریؓ کی روایت کا حضرت امام حسینؑ کو یزید کے خلاف خروج سے روکنا بھی مصداق حدیث ہونے پر اثر انداز نہیں لیکن تمام افعال ناشائستہ منظر عام پر آنے کے بعد مثلاً اہانتِ اہل بیت و استحلالِ مکہ و اباحتِ مدینہ و صحابہ و تابعین کا قتل عام ہو چکنے کے بعد یزید کی براءت کے لیے حضرت ابوسعید حذریؓ کے اُس وقت کے طرزِ عمل سے استدلال پکڑنا جب کہ یہ تمام چیزیں پردہ غیب میں مستور تھیں مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے؟ راقم الحروف کو یہ معلوم کر کے بڑا صدمہ پہنچا کہ کہ فاضل مضمون نگار بہت بڑی شخصیت کے خلف الرشید ہیں کہ اگر ایسے حضرات کی دینی بصیرت کا یہ حال ہے تو دوسروں پر کیا شکوہ؟ آگے فرماتے ہیں:

قرآن کی بنیاد پر کتنا ہی غالب گمان قائم ہوتا ہو کہ یزید اس فہرست میں داخل ہے مگر یہ احتمال اپنی جگہ رہتا ہے کہ ہو سکتا ہے داخل نہ ہو۔ اس لیے کہ احادیث کے الفاظ کسی معین شخص کی تعین کے لیے مساعدت نہیں کرتے اور جب یہ صورت ہے تو ہم میں سے کسی بڑے سے بڑے کے لیے بھی اس جرأت کی گنجائش نہیں ہے کہ ان احادیث کی بنیاد پر کسی شخص معین کے فق کو ایک عقیدہ کی طرح واجب قرار دیا جائے۔ اس کا مال حضرت رسالتؐ کی طرف اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر ایک بات کی حتمی نسبت ہے اور اس کی جرأت کو روا رکھنے کا آج تک اسلام میں تصور نہیں کیا گیا۔

کیا اچھا ہوتا اگر فاضل مضمون نگار اس موضوع پر قلم نہ اٹھاتے اس لیے اس سے محض یزید ہی کی براءت ثابت نہیں ہوتی بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کے ارتداد اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد ثلثون دجالون کلہم یزعم انه نبی اللہ میں داخل ہونے پر امت مسلمہ اجماع کر چکی ہے کی بھی براءت تسلیم کرنی پڑے گی کیونکہ یہاں بھی کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کی بنیاد پر کتنا ہی غالب گمان ہوتا ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان تیس دجالہ

اس پر فاضل مضمون نگار فرماتے ہیں اس کا کوئی ذریعہ علم آج تک کسی کے پاس نہیں، کس قدر غلط اور بے بنیاد بات تحریر کی ہے، حضرت مولانا نے غور نہیں فرمایا کہ اگر پیشین گوئی کے وقوع فی الخارج کے بعد بھی کسی کو آج تک ساٹھ سال کے پورے ہونے کا علم نہیں ہوا تو پھر پیشین گوئی کا اعجاز ہرگز برقرار نہیں رہ سکتا۔ دوسرے لفظوں میں جس کا مطلب یہ ہوگا کہ پیشین گوئی ہی صحیح نہیں، اس لیے کہ جب آج تک کسی کو ساٹھ سال (جو کہ حدیث میں موجود ہیں) کے پورا ہونے کا ہی علم نہیں کہ کب پورے ہوئے۔ یہ اسی صورت میں قابل تسلیم ہے جب یہ مانا جائے کہ پیشین گوئی کا وقوع نہیں ہوا، ورنہ پیشین گوئی کے ظہور کے بعد ساٹھ سال کے پورے ہونے کا علم نہ ہونا کیونکر صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ لہذا یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ ساٹھ سال پورے ہونے کا ذریعہ علم آج کسی کے پاس نہیں۔ دوسرے اس صورت میں نبی کریم ﷺ کی جانب ایسی مدت کی پیشین گوئی کی نسبت لازم آتی ہے جس کے علم کا ذریعہ ہی امت کے پاس کوئی نہ ہو جو شانِ نبوت کے خلاف ہے۔

رہا حضرت ابوسعید حذریؓ کا طرزِ عمل کہ جب خود ہی اس روایت کے راوی ہیں کہ جس کی رو سے یزید جہنمی ثابت ہو رہا ہے وہ حضرت حسینؑ سید شباب اہل الجنة کو اس جہنمی کے خلاف خروج کے معاملہ میں اللہ سے ڈرا رہے ہیں آخر یہ کیا ماجرا ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ یزید کے زمانہ اقتدار کے شروع میں جب کہ اس کے تمام افعال شیعہ منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ یہ کیسے کہا جاسکتا تھا کہ ان احادیث کا مصداق یہی صاحب اقتدار ہے کیونکہ ان علامات کے ظہور سے پہلے جن کا ذکر احادیث میں ہے حتیٰ فیصلہ کرنا کہ یزید ہی احادیث کا مصداق ہے کسی طرح بھی درست نہیں تھا۔ اس لیے کہ صحابہؓ عالم الغیب تو نہیں تھے اور حدیث میں ان کے نام وغیرہ کا ذکر نہیں، لہذا بعد از ظہور افعال شیعہ ہی اس کے مصداق ہونے کو پہچانا جاسکتا تھا۔ اس چیز کے پیش نظر حضرت ابوسعید حذریؓ کے طرزِ عمل سے استدلال کیسے صحیح اور یزید ان احادیث کا مصداق ہونے سے کیسے

میں داخل ہے مگر یہ احتمال اپنی جگہ رہتا ہے کہ ہو سکتا ہے داخل نہ ہو اس لیے کہ احادیث کے الفاظ کسی شخص کی تعیین کے لیے مساعدت نہیں کرتے العیاذ باللہ۔

ع چون کفر از کعبہ بر خیزد گجا ماند مسلمانی

جب ان احادیث کی بنا پر کسی شخص معین کے فسق کو ایک عقیدہ کی طرح واجب التسلیم قرار دینا صحیح نہیں تو پھر کسی شخص معین کے ارتداد کو جو فسق سے نہایت ہی قبیح ہے۔ ایک عقیدہ کی طرح واجب التسلیم قرار دینا کس طرح صحیح قرار دیا جاسکتا ہے تو پھر ہر شخص اپنے دعویٰ میں دلائل کے اعتبار سے سچا ہے۔

اس نظریہ سے کسی معین شخص کی اچھائی برائی کا مسئلہ جو نصوص (کتاب و سنت) کی بجائے تاریخی روایات پر مبنی ہو۔ عقائد کے باب میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں کا غلط ہونا لازم آتا ہے اس لیے کہ ہر پیشین گوئی کے مصداق کا وقوع فی الخارج کے اعتبار سے پایا جانا تمام اہل اسلام کے نزدیک ضروری و لازمی ہے۔ بلکہ یہ ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے کہ جو آقا ﷺ نے فرمایا وہ ہر صورت ہو کر رہے گا۔ پیشین گوئی کے مصداق کی تعیین جب تاریخی روایات سے نہیں کی جاسکتی جو کہ واحد ذریعہ ہیں اس کی تعیین کا تو پیشین گوئی پھر کیسے اور کیونکر صحیح قرار دی جاسکتی ہے کیونکہ مثال کے طور پر جس شبہ کی بنا پر یہاں یزید کو حدیث کا مصداق قرار دینے سے خارج قرار دیا ہے وہ شبہ ہر اس شخص پر صادق آئے گا جس کو بھی مصداق حدیث قرار دیا جائے گا تو اس صورت میں جس چیز کا مصداق حدیث ہونے کی حیثیت سے خارج میں پایا جانا لازمی و ضروری تھا، فاضل مضمون نگار کے نظریہ کے مطابق اس کا خارج میں پایا جانا تو درکنار اس کے وقوع فی الخارج کا تصور بھی اسلامی نظریہ کے خلاف ہے۔

اس لیے کہ جس کو بھی تاریخ پیشین گوئی کا مصداق ہونے کے لیے پیش کرے گی اس کے عدم مصداق ہونے پر شبہ اور یہ کہ اس صورت میں اس کا مال حضرت رسالت ﷺ کی طرف اپنے ظن اور تخمین کی بنیاد پر ایک بات کی حتی نسبت ہے کی جرأت کو روار کھنے کا

آج تک اسلام میں تصور نہیں کیا گیا کہ کوہ نظر رکھتے ہوئے مہر تقدیق ثبت کر دی جائے گی کہ واقعی یہ اپنے ظن اور تخمین کی بنیاد پر حضرت رسالت ﷺ کی طرف ایک بات کی حتی نسبت ہے۔ تو اس صورت میں یہی نہیں کہ پیشین گوئی کی تغلیط ہے بلکہ اسلامی نظریات کی ایک گونہ تفحیک ہے العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے مامون و محفوظ رکھے۔

فسق یزید کے منصوص ہونے کا کوئی جدید نظریہ نہیں بلکہ ائمہ محدثین کا یہی نظریہ ہے۔ یہ کہنا کہ علماء دیوبند کا یہ مسلک نہیں ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس لیے کہ علماء دیوبند ائمہ محدثین سے اس مسئلہ میں متفق و متحد ہیں اگر اسلاف دیوبند کا اس مسئلہ میں کوئی الگ مسلک ہوتا تو ضرور اس کا کہیں ذکر ہوتا اور محدثین کے نظریہ کی تردید ہوتی۔ بلکہ علماء دیوبند کا فسق یزید کی منصوصیت کے بارے میں وہی مسلک ہے جو ائمہ محدثین کا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا اس مسئلہ میں نقطہ نظر ملاحظہ کیجیے، حضرت شاہ صاحب حضرت حلیفہ کی روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دعاة الضلال یزید بالشام و مختار بالعراق

ترجمہ: اور گمراہی کی طرف بلانے والا یزید تھا ملک شام میں اور مختار

وغیرہ عراق میں۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ج ۲: ص ۵۰۸)

یہ آنحضرت ﷺ کے فرمان ثم ینشأ دعاة الضلال کا مصداق یزید وغیرہ کو قرار دے رہے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، اس خاندان اور علماء دیوبند کے مسلک کو الگ سمجھنا عدم واقفیت کی دلیل ہے ورنہ حقیقت نصف النہار کے مانند ظاہر ہے کہ علماء دیوبند درحقیقت خاندان ولی اللہی کے مظہر ہیں، جس قدر کمالات علمیہ کی بارش علماء دیوبند پر ہوئی یہ اسی خاندان مقدسہ کی برکت کا نتیجہ ہے کہ آج تمام دنیا اس سرزمین سے نکلی ہوئی نورانی شعاعوں سے مستنیر ہو رہی ہے۔

لیکن اس کے باوجود یہ دعویٰ کرنا کہ علماء دیوبند کا یہ مسلک نہیں قابل تعجب نہیں تو

اور کیا ہے؟ کیا علماء دیوبند اس مسئلہ میں اپنے اساتذہ کے خلاف نظر یہ رکھتے تھے؟

رہا علماء کا یہ فرمان کہ جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اپنی جگہ صحیح و ناقابل تردید ہے، جیسا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے فرمایا ہے اس لیے نفس فسق تو حدیث سے ثابت ہے لیکن اعمال فسق کا قبیح و غیر قبیح ہونا اور اعمال غیر شریعت کا مستحل و غیر مستحل سمجھ کر ارتکاب کرنے کا مدار تو تاریخ پر ہے۔ یعنی اعمال فاسقانہ کا ارتکاب محض فسق کا فتویٰ دیتا ہے یہ منصوص ہے لیکن آگے ان اعمال فاسقانہ کا قبیح و غیر قبیح یا ان کا ارتکاب مستحل و غیر مستحل سمجھ کر ان اس کا ثبوت تاریخ ہی سے ملے گا۔

جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہونے سے فسق یزید کے مسئلہ کو خالص تاریخی مسئلہ پر محمول کرنا مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے، اس لیے کہ فسق کے آخری حدود کے غیر منصوص ہونے سے نفس فسق کے غیر منصوص ہونے پر استدلال کرنا اہل علم کی شان کے خلاف ہے کیونکہ ابتدا اور انتہا کو ایک ہی درجہ میں رکھنا ایام طفولیت کی یاد کو تازہ کرنا ہے۔

یزید کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تصریح کے بعد ”کہ آپ صاف اس کو آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کا مصداق قرار دے رہے ہیں“ یہ کہنا کہ یہ علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔ (ص: ۲۹۰ تا ۳۰۲)



علامہ سید آلوسیؒ صاحب تفسیر روح المعانی اور فسق یزید

اور اگر مان لیا جائے کہ وہ یزید خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اپنے اندر اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لئے تھے جو احاطہ بیان میں نہیں آسکتے میں یزید جیسے آدمی پر نام لے کر لعنت کرنے کو جائز رکھتا ہوں اگرچہ یزید جیسا فاسق اور کوئی تصور میں آئی نہیں سکتا

(تفسیر روح المعانی: ص: ۷۳، ج: ۲۶، ص: ۲۵)

شیخ المشائخ، زینت المحدثین

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ

بانی دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا عبدالحقؒ کا ایک بیان جو کتابی شکل میں چھپا اور جس کا نام ”

صحابہ و مسئلہ خلافت و شہادت“ ہے۔ اس میں سے چند حوالہ جات پیش قارئین ہیں:

اب جب کہ حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کا دور آیا تو یزید کے دل میں امارت کی خواہشات پیدا ہوئیں، حالات بدل چکے تھے حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کی اصلاح اعمال اور اصلاح اخلاق کے لیے تمام ممکن کوششیں کیں حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید تخت پر براجمان ہوا، کہ جب میرے والد خلیفہ تھے تو میرا بھی حق ہے، جب حضرت حسینؓ نے دیکھا کہ جو سنت حضورؐ کے زمانے سے چلی آرہی ہے یزید اس کو مٹا رہا ہے، خلفاء راشدینؓ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف ایک نئی بدعت رائج کر رہا ہے میدان میں کود پڑے۔

حضرت حسینؓ حفاظت سنت نبویؐ کی خاطر شہید ہوئے:

تو حضرت حسینؓ کی جدوجہد اپنے لیے حکومت و خلافت حاصل کرنے کے لیے نہ تھی بلکہ انہوں نے صاف فرما دیا کہ قیصریت و کسرایت کا طریقہ عجم اور کفار کا طریقہ اسلام میں کیوں داخل ہوتا ہے تو گویا آپ قیصریت و کسرایت کے اس بت کو توڑنے کے لیے میدان عمل میں اترے اور اپنے محبوب نانا ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا اور خلفائے

بیٹھیں تو اس طریقے سے جلوس نکال کر لوگوں کے دلوں میں رعب بٹھایا اور دھوم دھام سے خالی گھوڑوں کو گھمایا کہ دبدبہ بیٹھ جائے۔ پس یہ واضح ہوا کہ اولین جلوس نکالنے والے یزیدی فوج تھی۔ اور رعب جمانے کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا۔ (ص: ۲۲)



قتل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بحکم یزید

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اُستاد حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری لکھتے ہیں یزید کے پاس سے جب یہ صحابہ (اہل مدینہ) واپس آئے تو اُس کی بیعت توڑ دی (اُس کے فقہی و شراب نوشی اور نماز میں غفلت کی بناء پر) اور عبداللہ بن زبیر سے بیعت کر لی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اُس نے اہل مدینہ پر زبردست حملہ کیا۔ اس میں نمایاں حضرات میں سے ایک ہزار سات سو اور عام لوگوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کیا، عورتیں اور بچے اس کے سوا ہیں۔

(بخاری شریف: ص: ۳۱۵، ج: ۱، بحوالہ قسطلانی)

اسی میں عبداللہ بن حنظلہ بھی شہید ہوئے۔ وہ بھی صحابی تھے۔

(ردیہ تہذیب: ص: ۱۹۳، ج: ۵)

اور حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ بھی شہید ہوئے جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی اور مسلمہ کذاب کو قتل کرنے والوں میں تھے۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے اواخر میں پیش آیا۔ (تہذیب المجاہدین: ص: ۲۲۳، ج: ۵)

حضرت جابرؓ کی تلواریں نیام میں جناب رسول اللہ ﷺ کا عطا فرمودہ قیراط رہا کرتا تھا۔ (بخاری: ص: ۳۱۰، ج: ۱) جسے اہل شام نے حرہ کے موقع پر لے لیا۔

(بخاری شریف: ص: ۳۵۵، ج: ۱)

راشدینؓ کے طرز عمل کو برقرار رکھنا آپ کا مقصد تھا اور اس کے لیے حضرت حسینؓ نے قربانی دی، خلافت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ اسلام کے دامن کو دھبوں سے صاف رکھنے احیاء سنت کی خاطر مال و جان قربان کر دیا، وہ اپنے نانا کی ایک ایک سنت پر مرمٹنے والے تھے۔ (ص: ۲۳، ۲۵، ۲۶)

یزید نے جو کچھ کیا اس کی ذمہ داری یزید پر ہے اس کا بوجھ والد پر نہیں ڈالا جاسکتا۔ یہ تو خدا کی شان ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے کنعان کو پیدا فرمایا اور آذربت پرست سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ تخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی: نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردے کو زندہ سے۔ حضرت معاویہ کا بیٹا اگر مجرم ہے تو اسے جانے دو ہمیں اس سے نفرت ہے۔ مگر حضرت معاویہ اور ان کے ساتھی دیگر صحابہ کو کیوں بدنام کریں اور انہیں ظلم کی نسبت کریں۔ (ص: ۶۸)

حضرت شیخ مولانا عبدالحق اپنی ایک تقریر میں واقعہ کربلا کے حقائق بیان فرماتے

ہیں اور ایک مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر کے ابن زیاد کی فوج نے شہداء اور حضرت حسینؓ کے سروں کو نیزوں سے اٹھایا اور حضرت حسینؓ کا سرمبارک اور گھوڑا نیز حضرت حسینؓ کے خون آلودہ کپڑے کوفہ کے گلی کو چوں میں پھیرائے گئے۔ ابن زیاد سمجھ رہا تھا کہ فی الحال کوفہ والے اگر چہ دب گئے ہیں مگر چھپی ہوئے چنگاریاں دلوں میں موجود ہیں ایسا نہ ہو کسی وقت یہ چنگاریاں بھڑک اٹھیں اور لوگ پھر بغاوت کر

استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد مالک صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے خارجیت، ناصیت اور یزیدیت کے رد میں ایک محرکہ آرا کتاب ”خارجی فتنہ“ تحریر فرمائی، اس کتاب پر حضرت مولانا محمد مالک صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور نے جو رائے گرامی تحریر فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

تاریخ اسلام پر نظر کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے دو عظیم فتنوں نے امت میں انتشار و تفریق اور عمارت اسلام میں تخریب کا عمل جاری کیا ایک فتنہ رافضیت و تشیع کا اور دوسرا خارجیت کا۔ امت کی فلاح و کامیابی اسی میں مضمر ہے کہ ”اصحابی کالنجوم“ کا اعتماد کامل رکھتے ہوئے ”سفینہ اہل بیت“ میں پناہ لے تب ہی وہ فتنوں کی موجوں سے بچ کر ہدایت و نجات کے ساحل تک پہنچ سکتا ہے اس مقصد عظیم سے ہمکنار بنانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب ”خارجی فتنہ“ اہم ترین ذریعہ اور سامان ہے۔ حضرت زید مجدہم نے اپنی اس تالیف میں بڑی کاوش سے ایسے حقائق جمع کر دیے ہیں جو مختلف قسم کی کتابوں اور عبارتوں سے پیدا شدہ اوہام کو الحمد للہ دور کر رہے ہیں، خداوند عالم مصنف زید مجدہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس تالیف سے نفع پہنچائے، آمین

۱۰، ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ

استاذ الاساتذہ، استاذ الحدیث

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمہ اللہ

مدیر ماہنامہ بینات، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی
حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے کفر والحاد کی تحقیق میں ایک بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”الْكَفَّارُ الْمُطْحِدِينَ فِي شَيْءٍ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ الدِّينِ“ ہے، اس اہم کتاب کا ترجمہ حضرت سید انور شاہ صاحب کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی نے کیا ہے اس میں سے ایک اقتباس پیش قارئین ہے۔ جس سے استاد اور شاگرد دونوں کا موقف سامنے آتا ہے۔

”کربلا کے میدان میں حسین بن علی رحمہ اللہ کی جنگ یزید سے اور ”حرہ“ (مدینہ) میں اہل مدینہ کی جنگ عقبہ بن مسلم کی فوج سے (جو یزید کی مدینہ پر حملہ آور فوج کا سپہ سالار تھا) اور ”مکہ“ میں عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی جنگ حجاج سے، نیز عبدالرحمن بن اوعف کے واقعہ میں قرآن کی جنگ حجاج سے اسی قبیل سے ہے (یعنی ظالموں کے خلاف ان کے ظلم و جور سے بچنے کے لیے لڑی گئی ہیں، یہ حضرات عند اللہ معذور تھے)۔“

[اور ظالم فاسق و فاجر ہوتا ہے نہ کہ متقی و پرہیزگار]

(اکفار المحدثین: ص ۱۴۲)



گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روافض و خوارج کے باطل نظریات سے محفوظ اور اہل سنت والجماعت کے مذہب حق پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔
اس تحریر پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر اپنے تصدیقی دستخط ثبت کیے:

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

(۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ)



یزید ہی نے مدینہ منورہ پر ظلم کروایا
اور اُس کا انجام حدیث مبارکہ کی رُو سے
اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما
یہ الفاظ آتے ہیں:
ترجمہ: جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح
پکھلا کر رکھ دے گا جس طرح نمک پانی میں پکھل جایا کرتا ہے۔
حدیث قاضی عیاضؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:
جس طرح کہ ان لوگوں کی شان (شوکت) ختم ہو کر رہ گئی جنہوں نے بنو امیہ
کے عہد حکومت میں اہل مدینہ سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اس جنگ
سے پلٹتے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اسی مہم پر اس کو بھیجنے والا یزید بن معاویہ
بھی اس کے پیچھے پیچھے موت کے منہ میں چلا گیا۔

[شرح صحیح مسلم از امام نووی ج ۱، ص ۴۴۱]

فقیہ العصر، مفتی اعظم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ

سابق صدر مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مکتوب جس میں یزید کے فسق و فجور کا ذکر
مذکور ہے کی شرح میں حضرت مفتی شیر محمد علوی صاحب دامت برکاتہم نے ایک رسالہ ترتیب
دیا جس پر حضرت مفتی جمیل احمدؒ نے تائیدی کلمات تحریر فرمائے:

احقر نے یہ رسالہ سنا ہے یعنی ”اتمہید فی بیان فسق یزید“ اور ٹھیک سمجھا
ہے نقول صحیحہ پیش کی گئی ہیں۔ اس لیے اس میں تردد کی گنجائش نہیں
مگر لعنت سے کف لسان محققین کا معمول ہے وہی درست ہے۔

واللہ اعلم

جمیل احمد تھانوی

مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے رسالہ ”دفاع صحابہ“ پر مفتی عبد الحکوم
ترمذیؒ نے اپنی تائیدی رائے گرامی لکھی رسالہ کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:
”عرض یہ کہ جو لوگ یزید کو خلیفہ عادل اور راشد قرار دے کر حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دینے کی سعی میں مصروف ہیں۔ ان کا یہ
نظریہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک باطل ہے یہ نظریہ خوارج کا
تو ہو سکتا ہے اہل سنت والجماعت کے مذہب میں اس کی کوئی

ترجمہ: پہلا معاملہ یزید کے فسق کا ہے جو اس کے خلافت کے زمانہ میں ظاہر ہوا خبر دار تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان مت کرنا کہ وہ یزید کے فسق و فجور کو جانتے تھے کیونکہ وہ اس سے بالا و بلند تر ہیں کہ یزید کے فسق کو جان کر اسے ولی عہد بنائیں، بلکہ وہ اپنی زندگی میں یزید کو اس کے گانا سننے پر ملامت کرتے تھے، اور اس سے روکتے تھے حالانکہ گانا سننا فسق سے کم درجہ کا تھا۔ (مقدمہ: ص ۱۷۶، ۱۷۷)

ویسے تو صحابہ کرامؓ اور اس دور کے لوگوں کے خیالات یزید کے بارے میں پہلے ہی مختلف تھے، مگر جب زمانہ خلافت و امارت میں اس کا فسق کھل کر منظر عام پر آیا تو تمام صحابہ کرامؓ نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، اور یہ اختلاف اس کے فسق و فجور کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ اس بارے میں تھا کہ اس حالت میں اس کو امیر و خلیفہ تسلیم کرنا چاہیے، اور اس کی بیعت کو باقی رکھنا چاہیے یا توڑ دینا چاہیے پھر ان کے اختلاف کا نتیجہ یہ نکلا کہ باہمت اور باعزیمت صحابہؓ تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اور عام صحابہؓ اور جمہور مسلمین اس کے فسق و فجور کے بارہ میں فتنہ و فساد اور قتل و غارت کے ڈر سے کھل کر خروج نہیں کیا، بلکہ دعا کرتے رہے کہ یا تو اسے ہدایت نصیب ہو، یا پھر اس سے امت کو نجات مل جائے، علامہ ابن خلدونؒ صحابہؓ کے موقف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

وكانت مذاهبهم فيه مختلفة ومما حدث في يزيد ما حدث من الفسق اختلف الصحابة حينئذ في شأنه فمنهم من رأى الخروج عليه ونقض بيعته من اجل ذلك كما فعل الحسين و عبد الله بن زيرو ومن اتبعهما ومنهم من اباه لما فيه من اثار الفتنه وكثرة القتل مع العجز عن الوفا لان شوكة يزيد يومئذ هي عصاة بني امية، وجمهور اهل الحل والعقد من قریش

برصغیر کے مایہ ناز مؤرخ و محقق

حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

حضرت قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے محمود احمد عباسی کی فتنہ انگیز کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ کا بہت ہی محققانہ اور عالمانہ جواب ”سیدنا علیؑ و سیدنا حسینؑ“ کتاب کی شکل میں تحریر فرمایا ہے۔ جس میں عباسی صاحب کی تلمیسات، دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی کا پول کھول کر رکھ دیا ہے۔ اسی مایہ ناز کتاب سے چند اقتباسات ہم نظر قارئین کرتے ہیں۔

حالانکہ جن مؤرخوں اور عالموں کو مؤلف (خلافت معاویہ و یزید) نے سند امامت عطا کی ہے اور ان کو معتبر و مسلم تسلیم کیا ہے، ان کی کتابوں میں یزید کے کردار اور صحابہ کرامؓ اور جمہور امت کے موقف کا بیان نہایت صفائی کے ساتھ موجود ہے، مگر اس کو مؤلف نے حسب عادت ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ مؤرخین اور مؤلفین بھی حضرت حسینؑ کو باغی اور یزید کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں، یہاں پر ہم صرف علامہ ابن خلدونؒ کی تصریحات پیش کرتے ہیں اور فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

علامہ ابن خلدونؒ یزید کو ولی عہد بنانے کی مصالح کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں پر چند ایسے معاملات ہیں جن کے بارے میں حق بات بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

الاول منها حدث في يزيد من الفسق ايام خلافة فايك ان تظن بمعاوية رضي الله عنه علم بذلك من يزيد كما انه اعدل من ذلك والفضل بل كان يعلله ايام حياته في سماع الغناء وينهاه عنه وهو اقل من ذلك۔

حسینؑ کے اس اقدام پر نہ کبیر کی اور نہ ہی ان کو خطا کار کہا:

ولا انکروا علیه ولا اثموا لانه مجتهد وهو اسوة المجتہدین۔

ترجمہ: انہوں نے نہ حسینؑ پر کبیر کی اور نہ ان کو گناہ گار بتایا کیونکہ وہ مجتہد تھے بلکہ مجتہدوں کے اسوہ تھے۔

(سیدنا علیؑ و حسینؑ: ص ۱۳۵)

اور خود حسینؑ نے ان حضرات کا ساتھ نہ دینے پر کچھ نہیں کہا اور نہ ہی ان پر کسی قسم کی نکیر کی۔

ولم ينكر عليهم قعودهم نصره ولا تعرض للذلل لعلمه انه عن اجتهاد منهم كما فعله عن اجتهاد منہ۔

حسینؑ نے بھی ان حضرات کے اپنی نصرت سے بیٹھ جانے پر کسی قسم کی کوئی نکیر نہیں کی اور نہ کوئی تعرض کیا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ بات ان کے اجتہاد کی وجہ سے ہے جیسا کہ حسینؑ نے یہ اقدام اپنے اجتہاد کی وجہ سے کیا تھا۔ (ایضاً)

یہی نہیں بلکہ امام حسینؑ ان ”صادق المہجہ اور خالص النیۃ“ امن پسند بزرگوں کو پوری طرح اپنا ہمنوا تسلیم کرتے تھے، اور یزید کے مقابلے میں ان کو اپنا طرفدار اور حامی سمجھتے تھے، چنانچہ عین معرکہ کربلا میں آپ نے شامی فوجوں کے سامنے ان جلیل القدر اور نامی گرامی صحابہ کرامؓ کے نام لے لے کر اور اپنی حقانیت پر ان کو گواہ بنا کر کہا کہ:

”تم لوگ میرے بارے میں جابر بن عبد اللہؓ، ابوسعید خدریؓ، انس بن مالک، ہبل بن سعید اور زید بن ارقم جیسے اجلہ صحابہ کرامؓ سے پوچھ لو کہ وہ حضرات میرے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ اور ان کی رائے یزید کے بارے میں کیا ہے؟“

(سیدنا علیؑ و حسینؑ: ص ۱۳۶)

وتبع عصیة مضر اجمع وهی اعظم من کل شوكة ولا تطاق مقاومتهم فاقصروا عن یزید بسبب ذالك واقاموا اعلى الدعاء بهدایتہ والراحة منه، وهذا كان شان جمهور المسلمين۔

یزید کے بارے میں صحابہؓ کے خیالات مختلف تھے اور جب یزید میں فسق و فجور ظاہر ہوا تو اس وقت صحابہؓ نے اس بارے میں اختلاف کیا، پس ایک جماعت یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے اس کے خلاف خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑنے کی قائل ہو گئی، جیسا کہ حضرات حسینؑ و عبد اللہ بن زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے کیا، دوسری جماعت یزید کے خلاف خروج و نقض بیعت کی مگر تھی، اس لیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا، اور قتل کی کثرت ہوگی اور یہ اقدام کما حقہ کامیاب نہ ہوگا، کیونکہ اس وقت شوکت و طاقت بنو امیہ میں تھی، اور ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی اسی وجہ سے دوسری جماعت خاموش رہی اور یزید کی ہدایت یا اس کے شر سے محفوظ ہو جانے کی دعا کرتی رہی، جمہور مسلمانوں کا یہی رویہ تھا۔ (مقدمہ: ص ۷۷)

ان تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جہاں تک یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے نفرت کرنے کا تعلق ہے اس میں سب صحابہؓ متفق تھے اس میں اختلاف نہیں تھا، البتہ ان کے خروج کرنے میں ان کا اجتہادی اختلاف تھا، یزید کے خلاف اقدام نہ کرنے والے صحابہؓ اور تابعین کے نقطہ نظر کو علامہ ابن خلدون یوں واضح کرتے ہیں۔

اور حسینؑ کے علاوہ جو صحابہؓ حجاز، عراق اور یزید کے ساتھ شام میں تھے انہوں نے سوچا کہ یزید اگر چہ فاسق ہے، مگر اس کے خلاف خروج جائز نہیں کیونکہ اس سے قتل و غارت اور خون خرابہ ہوگا، یہ سوچ کر وہ لوگ رک گئے، اور حسینؑ کا ساتھ نہ دے سکے مگر ان حضرات نے

حسینؑ کے اس اقدام پر نکیر کی اور نہ ہی ان کو خطا کار کہا:

ولا انکروا علیه ولا الموه لانه مجتهد وهو اسوة المجتہدین۔

ترجمہ: انہوں نے نہ حسینؑ پر نکیر کی اور نہ ان کو گناہ گار بتایا کیونکہ وہ مجتہد تھے بلکہ مجتہدوں کے اسوہ تھے۔

(سیدنا علیؑ و حسینؑ: ص، ۱۳۵)

اور خود حسینؑ نے ان حضرات کا ساتھ نہ دینے پر کچھ نہیں کہا اور نہ ہی ان پر کسی قسم کی نکیر کی۔

ولم ینکر علیہم قعودہم نصرہ ولا تعرض للذک لعلہ انہ عن اجتہاد منہم کما فعلہ عن اجتہاد منہ۔

حسینؑ نے بھی ان حضرات کے اپنی نصرت سے بیٹھ جانے پر کسی قسم کی کوئی نکیر نہیں کی اور نہ کوئی تعرض کیا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ بات ان کے اجتہاد کی وجہ سے ہے جیسا کہ حسینؑ نے یہ اقدام اپنے اجتہاد کی وجہ سے کیا تھا۔ (ایضاً)

یہی نہیں بلکہ امام حسینؑ ان ”صادق اللہ اور خالص النیۃ“ امن پسند بزرگوں کو پوری طرح اپنا ہمواسلم کر رہے تھے، اور یزید کے مقابلے میں ان کو اپنا طرفدار اور حامی سمجھتے تھے، چنانچہ عین معرکہ کربلا میں آپ نے شامی فوجوں کے سامنے ان جلیل القدر اور نامی گرامی صحابہ کرامؓ کے نام لے لے کر اور اپنی حقانیت پر ان کو گواہ بنا کر کہا کہ:

”تم لوگ میرے بارے میں جابر بن عبد اللہؓ، ابوسعید خدریؓ، انس بن مالکؓ، ہبلؓ، بن سعید اور زید بن ارقمؓ جیسے اجلہ صحابہ کرامؓ سے پوچھ لو کہ وہ حضرات میرے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ اور ان کی رائے یزید کے بارے میں کیا ہے؟“

(سیدنا علیؑ و حسینؑ: ص، ۱۳۶)

وتبع عصیۃ مضر اجمع وہی اعظم من کل شوکۃ ولا تطاق مقاو متہم فاقصروا عن یزید بسبب ذالک واقامو اعلى الدعاء بھدایتہم والراحۃ منہ، وهذا کان شان جمهور المسلمین۔

یزید کے بارے میں صحابہؓ کے خیالات مختلف تھے اور جب یزید میں فسق و فجور ظاہر ہوا تو اس وقت صحابہؓ نے اس بارے میں اختلاف کیا، پس ایک جماعت یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے اس کے خلاف خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑنے کی قائل ہو گئی، جیسا کہ حضرات حسینؑ و عبد اللہ بن زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے کیا، دوسری جماعت یزید کے خلاف خروج و نقض بیعت کی منکر تھی، اس لیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا، اور قتل کی کثرت ہوگی اور یہ اقدام کما حقہ کامیاب نہ ہوگا، کیونکہ اس وقت شوکت و طاقت بنو امیہ میں تھی، اور ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی اسی وجہ سے دوسری جماعت خاموش رہی اور یزید کی ہدایت یا اس کے شر سے محفوظ ہو جانے کی دعا کرتی رہی، جمہور مسلمانوں کا یہی رویہ تھا۔ (مقدمہ: ص، ۷۷)

ان تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جہاں تک یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے نفرت کرنے کا تعلق ہے اس میں سب صحابہ متفق تھے اس میں اختلاف نہیں تھا، البتہ ان کے خروج کرنے میں ان کا اجتہادی اختلاف تھا، یزید کے خلاف اقدام نہ کرنے والے صحابہؓ اور تابعین کے نقطہ نظر کو علامہ ابن خلدون یوں واضح کرتے ہیں۔

اور حسینؑ کے علاوہ جو صحابہ حجاز، عراق اور یزید کے ساتھ شام میں تھے انہوں نے سوچا کہ یزید اگرچہ فاسق ہے، مگر اس کے خلاف خروج جائز نہیں کیونکہ اس سے قتل و غارت اور خون خرابہ ہوگا، یہ سوچ کر وہ لوگ رک گئے، اور حسینؑ کا ساتھ نہ دے سکے مگر ان حضرات نے

خبردار تم ہرگز ہرگز یہ نہ کہنا کہ جب یزید فاسق تھا، اور ان حضرات نے اس کے خلاف خروج جائز نہیں سمجھا تو ان کے نزدیک یزید کے تمام اعمال صحیح تھے، تم کو سمجھنا چاہیے کہ فاسق و فاجر حکمران کے اعمال سے وہ امر و حکم نافذ ہوگا، جو مشروع ہوگا۔

اس سے یہ بات بھی بالکل صاف ہوگئی کہ یزید کے خلاف خروج نہ کرنے والے تمام صحابہ بھی اس کے افعال و اعمال کو غلط سمجھتے تھے، البتہ امور شرعیہ مثلاً جہاد، قصاص وغیرہ کو اس کی طرف سے نافذ مانتے تھے، کیونکہ مسئلہ یہی ہے کہ فاسق حکمران کا امر شرعی واجب العمل اور نافذ ہوتا ہے، جو حضرات صحابہ یزید کے فسق و فجور کے قائل ہونے باوجود اس کے خلاف خروج کو فتنہ و فساد اور قتل و غارت کا سبب بتا کر حضرت حسینؑ کی نصرت سے الگ رہے مگر دل سے ان کے ساتھ رہے، ان کے بارے میں کسی کو لب کشائی کا حق حاصل نہیں ہے، اور ان پر کسی قسم کا کوئی الزام نہیں رکھا جاسکتا، اسوہ حسینی بھی ان کے بارے میں یہی ہے، اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے۔

ولا يذهب بك الغلط ان تقول بتائيم هتولا بمخالفة
الحسين وقعودهم عن نصره، فانهم اكثر
الصحابة (ص: ۱۹۱)

ترجمہ: تم کو غلطی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان حضرات کو حسینؑ کے خلاف کرنے اور ان کی مدد سے بیٹھ رہنے کی وجہ سے گناہگار کہو، کیونکہ اس نظریہ کے اکثر صحابہ تھے.....

اور چونکہ وہ حضرت حسینؑ کو برحق سمجھتے تھے، اور حسینؑ کو بلا کے میدان کا رزار میں بھی ان سے اپنے برحق ہونے پر استشہاد کرتے تھے، اس لیے بھی ان کے بارے میں کچھ کہنے کا حق نہیں ہے

اس میں شک نہیں کہ بہت سے صحابہ کرامؓ نے حضرت حسینؑ کو اس اقدام سے منع کیا اور اس کے خلاف مشورے دے مگر یہ فہمائش اس لئے نہیں تھی کی یزید خلیفہ عادل اور امام برحق ہے اور اس کے خلاف خروج غلطی ہے بلکہ تمام تر فہمائش حضرت حسینؑ کو اس بات پر تھی کہ آپ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے اندر اس اقدام میں کامیابی کی طاقت و شوکت ہے تو آپ کا یہ اندازہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پوری طاقت و شوکت بنو امیہ میں آگئی ہے، اور وہ اپنی طاقت کے مقابلہ میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

ولان ظنه القدرة على ذلك، ولقد علله ابن عباس، وابن
الزبير، وابن عمر وابن الحنفية واخوه وغيره في سيرة الى
الكوفيين واعلمو غلطه في ذلك (مقدم ابن خلدون: ص: ۱۸۱)
ترجمہ: آپ کو اندازہ تھا کہ مجھے اس بات کی طاقت ہے اور ابن عباسؓ، ابن
زبيرؓ، ابن عمرؓ اور ان کے بھائی ابن حنفیہؓ وغیرہ نے ان کے کوفہ جانے پر سخت
ست لہجہ میں سمجھایا کیونکہ انہوں نے اس اندازہ میں ان کی غلطی جانا۔

ان صاف و صریح بیانات کے بعد مؤلف ”خلافت معاویہ و یزید“ کا وہ گھر و نڈا اگر جاتا ہے جسے انہوں نے بزرگوں سے جرح و قدرح کے عنوان سے ص: ۹۸ سے ص: ۱۰۶ تک بنایا ہے، اور جگہ جگہ کہا ہے کہ حضرت حسینؑ کو غلط اقدام پر صحابہؓ نے روکا مگر وہ نہ مانے، مذکورہ بالا حضرات اور دوسرے صحابہؓ نے اگرچہ مصلحتاً یزید کے فسق و فجور کے باوجود اس کے خلاف خروج نہیں کیا لیکن ان کے نزدیک یزید کے افعال مستحسن اور صحیح نہ تھے، بلکہ وہ ان کو اسی طرح غلط اور ناجائز سمجھتے تھے، جس طرح حضرت حسینؑ سمجھتے تھے۔

ولا تقولن ان يزيده وان كان فاسق ولم يعجز هولاء الخروج
عليه فافعله عندهم صحيحة واعلم انه انما ينفذ من اعمال
الفاسق ما كان مشروعاً (ص: ۱۸۱)

والک مجہدون بولا ینکر علی احد من الفریقین فما صدہم
فی البر وتحرى الحق معروفة، ونقنا للہ للاقتداء بہم۔

(مقدمہ ابن خلدون: ص ۱۷۷)

ترجمہ: تمام صحابہ مجتہد برحق تھے، اور فریقین میں سے کسی پر تکبر نہیں کی
جاسکتی کیونکہ سبکی اور جستجوئے حق میں ان کے ارادے اور نیتیں معلوم مشہور
ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اقتداء کی توفیق دے۔

علامہ ابن خلدون کے اس بیان سے اس بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یزید کے کردار
میں کوئی خرابی تھی یا نہیں، صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؓ یزید کے ساتھ تھے یا نہیں تھے، اور اس کے
خلاف خروج و اقدام کا جواز تھا یا نہیں تھا اور عام صحابہ کرامؓ حضرت حسینؓ کو اور حضرت حسینؓ عام
صحابہ کرامؓ کو اس معاملہ میں کیا سمجھتے تھے مؤلف علامہ ابن خلدون کو سب تسلیم کرتے ہیں، اور
علامہ ابن خلدون کی یہ تصریحات کیا بتا رہی ہیں۔



حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ اور یزید

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: یحییٰ بن عبدالملک بن ابی عتبہ نے جو ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں بیان
کیا کہ ہم سے نوفل بن ابی عقرب نے بیان کیا جو ثقہ ہیں کہ میں امیر المؤمنین
عمر بن عبدالعزیزؓ کے پاس حاضر تھا، ایک شخص نے یزید بن معاویہ کا ذکر
کیا اور کہا کہ ”امیر المؤمنین یزید نے یہ کہا“ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے
فرمایا کہ ”تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے“ اور اس شخص کے لیے میں کوڑے
مارنے کا حکم فرمایا، چنانچہ اس کے بیس کوڑے مارے گئے۔

(تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۳۶۱: تاریخ الخلفاء، صواعق محرقة ص ۱۳۲-۱۳۳)

فقیہ الامت، مصلح الملت

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

کامسک و موقف

سوال: یزید اور شریکان قتل امام حسینؓ فاسق و فاجر ہیں یا نہیں، کربلا کی جنگ کو حق و
باطل کی جنگ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: فاسق ہونے کی تشریح شرح عقائد وغیرہ میں ہے، ظالم کے تسلط سے مخلوق کو
بچانے کے لیے حضرت حسینؓ نے جنگ کی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عزیزی اور
تحفہ ثامن عشریہ میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۷۸)

سوال: یزید کے اشارہ سے امام حسینؓ کے ساتھ معرکہ کربلا پیش آیا، اس کے
بارے میں اہل سنت کا کیا خیال ہے؟ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۷۸)

جواب: اس معاملہ میں یزید کی روش حضرت حسینؓ کے ساتھ اہل سنت و الجماعت
کے نزدیک ان کی شان کے خلاف اور توہین آمیز رہی۔

سوال: کربلا میں حضرت امام حسینؓ حق پر تھے یا یزید؟

جواب: یہ اجتہادی چیز ہے اہل سنت و الجماعت کے نزدیک حضرت سیدنا حسینؓ
حق پر تھے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۸۲)

سوال: حضرت حسینؓ کی شہادت اُمت کے لیے ہوئی یا اللہ کے لیے، لوگ کہتے
ہیں کہ آپؐ نے اُمت کے لیے جان دیدی؟

جواب: حضرت حسینؓ کی شہادت ایک ظالم کے ظلم سے اُمت کو بچانے کے لیے
ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۸۶)

علم میں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۳/۹۵ھ۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۱۱۲، ۱۱۳)



حضرت حسینؑ کی قربانی اور اولاد حسینؑ کا ساری دنیا میں ڈنکا

یزید کا ظلم اور اس کی نسل کا انقطاع

یزید نے حضرت حسینؑ کی نسل کو ختم کرنا چاہا تھا مگر حق تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت حسینؑ کی نسل تو چار داغ عالم میں پھیل گئی اور آج حسینی سادات اقالیم اسلامی کے گوشہ گوشہ میں موجود ہیں۔ لیکن یزید کی نسل اسی زمانہ سے ایسی نابود ہونا شروع ہوئی کہ پردہ دنیا سے اس کا وجود ہی اٹھ گیا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ”البدایہ والنہایہ“ میں یزید بن معاویہ کی بیس صلی اولاد کو نام بتا کر گنا جن میں پندرہ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں، تصریح کی ہے:

وقد انقرضوا كافة فلم يبق ليزيد عقب۔ (ج ۸، ص ۲۳۷)

سب ایسے ختم ہوئے کہ یزید کی نسل میں کوئی ایک بھی تو باقی نہ بچا۔

اور حافظ ابن کثیرؒ کے الفاظ ہیں:

سولہ شہر واقعہ حرہ اور قتل حسینؑ کے بعد یزید کو ڈھیل نہ دی گئی مگر ذرا سی تا آنکہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا جو اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی ظالموں کو ہلاک کرتا رہا ہے۔ بے شک وہ بڑا علم رکھتا ہے اور بڑی قدرت

والا ہے۔

سوال : ایک شخص حافظ عالم ہونے کے باوجود سیدنا حضرت حسینؑ کے مقابلہ میں یزید بن معاویہؓ کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء کیسی ہے؟

جواب : کس بات میں ترجیح دیتا ہے، اگر نسب کی فضیلت یا اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ میں ترجیح دیتا ہے تو یہ ترجیح غلط ہے۔ حضرت حسینؑ کے لئے جنتی بلکہ نوجوان جنتیوں کے سردار ہونے کی فضیلت حدیث شریف میں موجود ہے، خطبہ میں بھی وہ روایت موجود ہے ”سید اشباب اهل الجنة الحسن والحسين“۔ ایسی فضیلت یزید کے لئے کہیں موجود نہیں اور پھر وہ ”عابی نہیں، تمام امت کا اجماع اس پر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۸۷)

سوال : کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہؓ نے اپنی حیات میں اپنے نالائق فرزند یزیدؓ کو امام مسند تخت نشین بنایا اور تخت پر بٹھلا کر ولی عہد بنانے کی اطلاع کا ہر ایک شہر میں حکم روانہ کیا تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے، جب کی وہ عیاش، دائم الخمر، بد کردار، ظالم، زانی، شرابی، فاسق، فاجر حرام کار تھا؟

جواب : ان (حضرت امیر معاویہؓ) کے سامنے یہ افعال نہیں تھے جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ ۱۰/۲ میں ہے۔ اگرچہ ورع اور زہد کے اعتبار سے دوسرے بہت سے حضرات اس سے بہتر موجود تھے، اور بعض منکرات کا وہ مرتکب بھی تھا لیکن زیادہ خراب حالت بعد میں ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۲، ص ۸۸)

سوال : کیا یزید واجب التعظیم ہے؟

جواب : غلط کام سے کوئی واجب التعظیم نہیں ہوتا۔ علم، اخلاق، احسان کی وجہ سے واجب التعظیم ہوتا ہے۔ اسی ضابطہ پر یزید کا حال ہے۔

سوال : کیا یزید بزبان رسالت جنتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً : یزید کا نام لے کر اس کو جنتی فرمانا کسی حدیث شریف میں آنا میرے

صورت میں کھلم کھلا فاسق تھا نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا مرتکب تھا کیونکہ وہ نواصب کے سرداروں میں سے تھا۔ (ص: ۵۲)

مولانا احمد رضا خان صاحب کا یزید کے متعلق موقف
احکام شریعت سے اقتباسات

(مولانا احمد رضا خان نے بھی یزید کو پلید ہی لکھا ہے جیسا کہ حضرت نانوتویؒ نے تحریر فرمایا ہے)

یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں:

- ۱۔ امام احمد وغیرہ اسے کافر جانتے ہیں، تو ہرگز بخشش نہ ہوگی۔
- ۲۔ اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں، تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بلا آخر بخشش ضرور ہے۔
- ۳۔ اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں، کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ (حصہ دوم: ص: ۱۶۵) (سکوت کا مطلب یہ ہے کہ یزید کے مسئلہ کو بلا وجہ نہ چھیرا جائے کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کا ذکر کیا جائے۔ ہاں البتہ جب واقعہ کر بلا بیان ہوگا تو حضرت امام حسینؑ اور یزید کی شرعی پوزیشن کو واضح کیا جائے گا، کیونکہ حضرت حسینؑ صحابی رسول ﷺ اور یزید بدکار، فاسق و فاجر ہے)۔



یزید ظالم ہے: علامہ ملا علی قاری حنفی محدث رحمہ اللہ

مشکوٰۃ شریف باب الامر بالمعروف میں ہے: ”حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کو آخر زمانہ میں سخت تکلیفیں پہنچیں گی ان کے بادشاہ کی طرف سے“ اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں: حدیث میں احتمال ہے کہ سلطان (بادشاہ) سے مراد جنس ہو یا شخص مثلاً یزید اور حجاج وغیرہ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ج: ۹، ص: ۳۳۳)

خطیب دلدیر، مورخ اسلام

حضرت مولانا ضیاء الرحمن صاحب فاروقی شہید رحمہ اللہ

امیر سپاہ صحابہؓ (کالعدم) پاکستان

حدیث قسطنطنیہ سے یزید کا جنتی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(ذاری خلافت راشدہ: ص: ۳۲۹)

ہمارا یزید کے متعلق وہی موقف ہے جو مولانا نانوتوی اور مولانا احمد

رضا خان صاحب کا ہے۔ (تاریخی دستاویز: ص: ۲۹۰)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق موقف

”أَجِبْهُ أَرْبَعِينَ“ سے اقتباس

اوروں کی بیعت سے یزید کی بیعت ان کے ذمہ لازم نہ ہوئی تھی جو کوئی عقل کا پورا جس کو دستورے کے پینے کی حاجت نہیں بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتھ پر کر چکے تھے، حضرت امام ہمام پر اعتراض کرے، یاغیہ ہب اہل سنت پر آوازہ پھینکے۔ (ج: ۱، ص: ۷۳)

اقتباسات از مکتوبات قاسمی رحمہ اللہ

ہاں ان (حضرت معاویہؓ) کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے ٹکانے شروع کیے اور دل کو خواہش نفس اور ہاتھ کو جام شراب پر لے گیا کھلم کھلا فسق کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی بعض سابقہ تمہیدوں کی بنا پر معزول کرنے کے لائق ہو گیا۔ (ص: ۳۹۰)

تاہم اہل سنت کے اصول پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کیونکہ یزید اس

کر دیا۔ دراصل ہمارا مدعی دفاع صحابہؓ ہے اور وہ بیچ کی راہ سے ہی ممکن ہے اور وہ فسق یزید کا نظریہ۔ (اشاعت خاص حق چار یار بیاد حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی: حصہ ۲۲۷)



یزید قاتل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

یزید کی فوج نے حضرت حسینؓ اور اہل بیت رسولؐ کو شہید کرنے کے علاوہ مکہ معظمہ اور مدینہ الرسولؐ کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ بے شمار صحابہؓ کو شہید کیا جن میں سے چند ایک کے نام مبارک درج ذیل ہیں ورنہ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات سے لے کر یزید کی موت تک یزید کے حکم سے جس قدر قتل و غارت ہوئی اس کا صحیح اندازہ اللہ وحدہ لا شریک عالم الغیب کے احاطہ علم ہی میں ہے: (حامیان یزید کے لیے سامانِ عبرت) حضرت معقل بن اسنان الاشجعی، حضرت مسور ابن مخرمہ، حضرت عبداللہ ابن زید ابن عاصم، حضرت الحارث ابن عبداللہ ابن کعب الانصاری، حضرت عبداللہ ابن حنظلہ غسلی الملائکہ ان کے آٹھ بیٹے، حضرت واسع ابن حبان، حضرت سعد ابن حبان، حضرت ابوالجہم ابن حذیفہ اور ان کے بیٹے محمد، حضرت عبدالرحمن ابن عثمان، حضرت زید ابن ثابتؓ اور ان کے سات بیٹے، حضرت محمد ابن عمرو ابن حزم، حضرت عبداللہ ابن مطہجؓ اور ان کے سات بیٹے، حضرت محمد ابن ابی کعب، حضرت عبداللہ ابن زمعہ اور ان کے دو بیٹے، حضرت عبداللہ ابن صفوان، عبدالرحمن ابن حاطب، حضرت عمران ابن ابی انس، حضرت عبدالرحمن ابن عیاض، عبدالعزیز القرشی، حضرت حبیب ابن ابی السمر و اخوہ یزید۔ (شہداء کی طویل فہرست میں سے یہ چند نام مبارک ہیں)

(المعارف لابن قتیبہ، تبصرہ محمودی، تحقیق النصرہ، البدایہ، الاصابہ، العصر فی خبر من عمر)

(تجربہ اسامی صحابہ، تاریخ الاسلام للذہبی، تاریخ خلیفہ ابن خلیفہ، دفاع الوفاء)

مجاہد ملت، فخر اہل سنت

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمہ اللہ

بانی جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم

ایک ساتھی نے حضرت سے عرض کیا حضرت ایک کھٹک ہے کہ یزید کے مدح خواں اس کی پوری صفائی دے کر اسے صالحین کا سرخیل ثابت کرانا چاہتے ہیں اور کافر کہنے والوں کا بھی یہی حال ہے جب کے ہمیں دونوں محاذوں پر لڑنا پڑتا ہے۔ حضرت جہلمیؒ پر خدا کی ان گنت رحمتیں نازل ہوں۔ چند جملوں میں اہل سنت کی ترجمانی کر دی فرمایا بھائی رافضی تو ہے ہی لا علاج مریض اور روافض کے علاوہ دوسرا فریق بظاہر اپنے آپ کو اہل سنت میں شمار کرتے ہیں اور دعویٰ ہے کہ ہمارا مشن دفاع صحابہؓ ہے۔ لیکن جب قلم ہاتھ میں لے کر تبصرہ شروع کرتے ہیں تو دلائل اپنے دعویٰ کے خلاف ہوتے ہیں ان کے مد مقابل اہل سنت ہیں اور دعویٰ بھی دفاع صحابہؓ ہے اب اگر کافر کہیں تو جن صحابہؓ نے بیعت کر لی حضرت ابن عمرؓ، ضحاک بن قیسؓ، نعمان بن بشیرؓ وغیرہم ان پر الزام آئے گا کہ وہ ایک کافر کے مقتدی بنے جو حرام ہے، جب کے فاسق کی امامت بحالت اضطراب خوف فتنہ جیسی معقول صورتوں میں جائز ہے اور یہاں بھی یہی کچھ تھا ورنہ ان حضرات نے بھی اس کی صفائی نہیں دی۔ ایسے ہی اگر صالح متقی پر ہیزار مان لیں تو جو حضرات اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ان کا دفاع کیسے ہوگا آخر اس میں کوئی عظیم نقص تھا جو حضرت حسینؓ، ابن زبیرؓ، عبداللہ بن زید الانصاریؓ، ابن مطہجؓ، عبداللہ بن حنظلہؓ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے علم بغاوت بلند

مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو حادثہ حرہ اور حصار کعبہ کے خونی ہنگاموں میں یزید اور عبدالملک بن مروان کی تیغ ستم کا نشانہ بنے شہید نہیں بلکہ خلافت کے باغی تھے جو اپنی بغاوت کی پاداش میں کبیر کردار کو پہنچے۔ شیعہ مروانیہ کا یہ نظریہ مروانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن محمود احمد عباسی کا تازہ فتنہ ”ناصیبت“ پیدا ہو گیا ہے جس سے اب تک ہندو پاک کی سرزمین یکسر پاک تھی، اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصا سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا، اور اب تو بہت سے حلقوں میں اس کو ایک تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے۔

اس نام نہاد تاریخی ریسرچ کے چار مآخذ ہیں۔

- ۱۔ مستشرقین کی تصریحات
- ۲۔ شیعہ مؤرخین
- ۳۔ بعض وہ مصنفین جن پر ناصیبت کا الزام ہے اور وہ اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں۔
- ۴۔ خود اپنی دماغی آج

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو، کہیں بھی اثبات مدعا کے لیے، ناصیبوں نے اپنے اصلی رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریبی سے کام لے کر ”ناصیبت“ کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رفض کا فتنہ قدیم سے تھا۔ باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ سب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج و نواصب کا ڈھونڈے سے بھی پتہ نہ تھا۔ لیکن عباسی صاحب نے اہل سنت میں ناصیبت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خاطی و غلط کار سمجھتے ہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ناصیبت کے پرچارک شیعہ مروانیہ نے تو اپنی

ذہبی دوراں، محقق العصر

حضرت مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ

کامسک و مؤقف

(تلخیص: محمد عرفان شجاع)

حامداً و مُصلیاً و مُسْلِماً، اما بعد!

حافظ ابن حزم اندلسی رضی اللہ عنہ (م: ۴۵۶ھ) نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ، حادثہ کربلا، واقعہ حرہ، حصار کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ، ان چاروں جاں گسل واقعات کو اسلام کے چار رخنوں سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے مرکز کا احترام ختم ہوا، اور خلافت کا رُعب داب اٹھ گیا، حادثہ کربلا سے آل رسول رضی اللہ عنہ کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرہ سے ”مدینہ الرسول رضی اللہ عنہ“ کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں ہنگاموں میں ناحق کوششوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفہ الرسول، عترت پیغمبر اور اصحاب نبی سب کا بے دریغ خون بہایا، اور حرم نبی، خانہ کعبہ، جملہ شعائر اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر پاس و لحاظ نہیں کیا۔

ان چاروں حادثات کے بارہ میں ناصیبوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور حادثہ کربلا کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرہ کا اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے یزید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور حصار کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ادعاء خلافت کو، شیعہ مروانیہ کا ایمان و عقیدہ یہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور

ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھہریں تو پھر حدیث کی ساری کتابوں کو دیا بر دکرنا پڑے گا کیونکہ ان کی صحت و ضعف کا دار و مدار ان ہی کتب طبقات پر ہے کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں سچا اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب یزید جیسے خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ ”وہ اس کا اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے۔“ چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں اس کی روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم اسماء الرجال نے یزید کی نااہلی کا فیصلہ کر کے اس روایت کو مردود کر دیا۔ غرض سارے محدثین نے اس غریب سے بالکل قطع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ حاملین ملت کے تمام طبقوں میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہاء ہوں یا صوفیاء اس خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو بار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بیچارے یزید کے ساتھ ہوا، معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی چکی میں پس گئے ہوں گے اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرہ شیطین میں شمار کرتے ہوں گے اور جس طرح یزید کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم و سفاک، فاسق و فاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح عین ممکن ہے کہ مسلمانوں کے اسماء الرجال، ان کی تاریخ اور کتب حدیث و طبقات نے کسی شیطان مجسم کو اس کا نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے روپ میں پیش کر دیا ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنا دیا ہو کیونکہ جب یزید کے ساتھ ایسا ظلم و ستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا؟ اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر محفوظ قرار دیا جائے۔ یہی منکرین حدیث کی اصل غرض و غایت اور طہرین کا اصل منشاء

بدعت کی اشاعت کے لیے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنا رکھے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو ملیا میٹ کرنے پر تلے ہوئے ہیں مگر اہل سنت والجماعت، کہ صحابہ اور خاندان رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزو ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سد باب کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

”یزید“ بھلا آدمی تھا یا برا؟ وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جابر فرمانروا؟ اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر؟ اس پر بحث کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف خروج کر کے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا؟ یزید نے مدینہ نبوی اور حرم الہی کی حرمت کو پامال کیا یا نہیں؟ صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام ہوا یا نہیں؟ یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث، ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں، یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا ضیاع وقت خیال کریں۔

لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کام کی اہمیت بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ”یزید ایک صالح مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا“ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ الٹا اُس کو مسخ کر دیا، یزید جیسے صالح مسلمان اور خلیفہ عادل کے کردار کو ایسا گھٹاؤ بنا کر کے پیش کیا کہ وہ شیطان مجسم نظر آنے لگا۔

یاد رہے یزید کا دور صحابہ و تابعین کا دور ہے۔ اس لیے اس دور کی تاریخ کا ایک ایک واقعہ بسند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سند کا التزام نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرہون منت ہوتی ہے۔ طبقات صحابہ و تابعین پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دار و مدار ان ہی کتب طبقات پر

کر بلا کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد زینہ میں بجز حضرت زین العابدین کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندان نبوت کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو شرق و غرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی علاقہ اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اس کی نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے (نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا) اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ سے فرما دیا تھا کہ ”بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا دم کٹا“۔

یزید سے محبت نہ رکھنا اور اس کے برے اعمال سے نفرت کرنا یہ بھی ایمان ہی کا مقتضی ہے اور اہل سنت کا اسی پر عمل درآمد ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”مکمل الایمان“ میں یزید کے بارے میں فرماتے ہیں:

وبالجملة وے مبعوض ترین مردم است نزد ما، وکارها کہ این بدبخت و ے سعادت دریں امت کرده هیچ کس نہ کرده۔ بعد از قتل امام حسین و اہانت اہل بیت لشکر بتخریب مدینہ مطہرہ و قتل آنجا فرستادہ و بقیہ از صحابہ و تابعین را امر بقتل کردہ و بعد از تخریب مدینہ امر بانہدام مکہ معظمہ و قتل عبداللہ بن زبیر کردہ و ہم در اثنائے این حالت از دنیا بجہنم شتافتہ دیگر احتمال توبہ و رجوع او را خدا دانند۔ حق تعالیٰ د لہائے مارا و تمام

ہے۔ کیونست اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں افتراق اور اشتعال پیدا ہو کر قتل و قتل کا بازار گرم ہو۔ افسوس ہے کہ بعض نادان مولوی جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دنیوں کی اس سازش کا شکار ہو کر یزید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں، اور اس طرح گویا خود اپنے پیروں پر کھپاڑی مار رہے ہیں۔

یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں علماء اہل سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا۔ البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟
(حادثہ کر بلا کا پس منظر۔ ص: ۲۳۳)

یزید کی نسل کا منقطع ہو جانا:

اور خواب محمد پارسا محدث نقشبندی رحمہ اللہ ”فصل الخطاب“ میں فرماتے ہیں:

روز طف باقی نماند از اولاد ے مگر زین العابدین، پس حق تعالیٰ از صلب ے آنقدر کہ خواست از اہل بیت نبوت بیرون آورد و در شرق و غرب منتشر گردانید چنانچہ هیچ ناحیہ و هیچ شہرے از وجود شان خالی نیست و نباشد و از یزید و اخلافش يك تن نگذاشت کہ خانہ آبادان کند و آتش افروزد واللہ تعالیٰ راست ترین گویندگان است بہ حبیب خود کہ فرمود: ان شانك هو الابر۔

(ملاحظہ ہو ”الفرع الثانی من الاصل السامی از نواب صدیق حسن خان، ص: ۵۷۔ طبع نظامی کانیپور)

اور صدق عقیدت نہیں ہے یا نہیں تھی، ان سب کی محبت اور دوستی سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارا اور ہم سے محبت رکھنے والوں کا ان حضرات کے عجب میں حشر فرمائے اور دنیا اور آخرت میں ان ہی حضرات کے دین و مذہب پر رکھے اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کی اولاد امجاد کے طفیل اپنے فضل و کرم سے ہماری یہ دعا قبول فرمائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ آمین۔

اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ”حجۃ اللہ البالغہ“ کے ”مبحث فتن“ میں حدیث ”ثم ینشا دعلۃ الضلال“ (کہ پھر گمراہی کی طرف دعوت دینے والے پیدا ہوں گے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ودعاة الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق۔
اور ضلالت کے داعی شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے۔
اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں:

ومن القرون الفاضلة اتفاقا من هو منافق او فاسق ومنها
الحجاج ویزید بن معاویہ و مختار۔
اور ”قرون فاضلہ“ یعنی ان صدیوں میں بھی کہ جن کی فضیلت حدیث میں وارد ہے، بالاتفاق ایسے لوگ موجود تھے کہ جو منافق یا فاسق تھے اور ان ہی میں حجاج اور یزید بن معاویہ اور مختار کا شمار ہے۔
(یزید کی شخصیت علماء اہل سنت کی نظر میں: ص ۲۵۰)

یزید کے بارے میں اس کے بیٹے کی شہادت:

یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے۔

مسلمانان را از محبت و موالات و اعوان و انصار
و وهرکہ با اهل بیت نبوی بد بوده و بداندیشیده
و حق ایشان را پائمال کرده و بایشان براہ محبت و
صدق عقیدت نیست و نبوده نگاہ دارد و مارا، و
محبان مارا در زمرۃ محبان ایشان محشور گرداند،
و در دنیا و آخرت بر دین و کیش ایشان دارد،
بحرمة النبى و آلہ الامجاد بمنہ و کرمہ و هو قریب
مجیب آمین۔
(مس ۱، طبع چھاپائی دہلی)

اور مختصر یہ کہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں (یزید) مبغوض ترین ہے جو کام کہ اس بد بخت منحوس نے اس امت میں کیے ہیں کسی نے نہیں کیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے اور اہل بیت کی اہانت کے بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور جو صحابہؓ اور تابعینؓ وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر اسی اثناء میں جبکہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں تھا، دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔ باقی رہا یہ احتمال کہ شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا ہو یہ خدا جانے۔ حق تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں کے دلوں کو اس کے اعوان و انصار کی محبت اور دوستی بلکہ ہر اس شخص کی محبت اور دوستی سے کہ جس کا اہل بیت نبوی سے برابر تاؤ رہا یا جس نے بھی ان کے حق میں بُرا سوچا اور ان کے حق کو پامال کیا نیز جس کو بھی ان کے ساتھ محبت

حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھیے معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ سعادت مند بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسر منبر اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے:

قلد ابی الامر و کان غیر اہلہ و نازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقصف عمر و ابتر عقبہ و صار فی قبرہ رھیناً بذنوبہ ثم بکی و قال ان من اعظم الامور علینا علمنا لسوء مصرعہ و بنس منقلبہ و قد قتل عترة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اباح الخمر و حارب الکعبہ و لم اذق حلاوة الخلافة فلا اتقلد مرارتھا فشانکم و امرکم و اللہ لئن کانت الدنیا خیرا فقد نلنا منها حظاً و لئن کان سر فکفی ذریۃ ابی سفیان ما اصابوا منها۔ (الصواعق المحرقة، ص ۱۳۳)

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے نزاع کی۔ آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لے کر دفن ہو گیا۔ یہ کہہ کر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ) اس نے واقعی رسول اللہ ﷺ کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے

خلافت کی حلاوت ہی نہیں چھٹی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام، خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا میں کمالیا وہی کافی ہے۔

یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت:

اور یزید کے خاص الخاص شریک کار اس کے برادر عم (بشرطیکہ استلحاق زیادہ صحیح ہو) عبید اللہ بن زیاد کے الفاظ ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنہ امام ابن جریر طبری رضی اللہ عنہ نے بسند ذیل نقل فرمایا ہے: (تاریخ طبری: ج ۵ ص ۴۸۳-۴۸۴)

حدثنا ابن حمید قال: حدثنا جریر عن مغيرة قال: کتب یزید الی ابن مرجانة ان اعز ابن الزبیر فقال: لا اجمعھا للفساق ابدأ اقتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اغزو البیت، و قال و کانت امہ مرجانة امرأة صدق فقالت لعبيد اللہ حين قتل الحسين عليه السلام و بلك ماذا صنعت و ما ذا رکت۔

یزید نے ابن مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) کو لکھا کہ جا کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں۔ مغيرة کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھلی عورت تھی۔ جب عبید اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کہ تجھ پر افسوس، تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔

حافظ ابن تیمیہؒ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں:

حافظ ابن تیمیہؒ نے ٹھیک ہی لکھا ہے:

واما ترك محبته فلان المحبة الخاصة انما تكون للنبیین
والصديقين والشهداء والصالحين وليس واحداً منهم
وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احبه
ومن امن بالله والیوم الآخر لا یختار ان یکون مع یزید
ولا مع امثاله من الملوك الذین لیسوا بعاذلین۔

[مجموع فتاویٰ: ابن تیمیہ: ج: ۴، ص: ۲۸۴]

یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء، صدیقین،
شہداء و صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ
میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”انسان کا حشر ان ہی لوگوں
کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔“ اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور
یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ
اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

مگر اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے ”الصواعق المحرقة“
میں بصراحت لکھا ہے:

وعلى القول بانہ مسلم فهو فاسق شرير سكير جائر۔

اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے) کہ وہ فاسق تھا،

شریر تھا، نشہ کا متوالا تھا، ظالم تھا۔ (ص: ۱۲۳)

یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسینؑ کا استخفاف کرنا، ان کی شہادت کی

اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی وقعت گرا نا ایسی بے ہودہ حرکت ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی
جائے کم ہے۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر، ص: ۴۷)



محدث، مؤرخ، فقیہ، امام الکلیا الہر اسیؒ اور یزید پلید

امام الکلیاؒ سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے
فرمایا کہ یزید صحابی نہیں تھا رہا سلف کا قول اس پر لعنت کے بارے میں تو امام
احمدؒ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف اشارہ
ہے، دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور امام مالکؒ کے بھی دو قول ہیں۔ ایک میں
اس پر لعنت کا اشارہ اور دوسرے میں تصریح ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے بھی اس کے
بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے، دوسرے میں اس کی
تصریح ہے، اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی تصریح ہے،
اشارہ کنایہ کی بات نہیں اور وہ کیوں ملعون نہ ہوگا حالانکہ وہ زندہ تھا، چہیتوں سے
شکار کرتا تھا، شراب کا رسیا تھا۔ شراب کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم
ہیں مجملہ ان کے یہ اشعار بھی ہیں:

(ترجمہ) ”میں اپنے ان ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ جن کو جام شراب نے یکجا کر دیا
ہے اور شوق محبت کا داعی ترنم ریز ہے۔“

(ترجمہ) ”نعمت ولذت میں سے اپنا حصہ لے لو کیونکہ ہر ایک کو خواہ اس کی مدت
کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو، آخر ختم ہوتا ہے۔“

اس کے بعد الکلیاؒ نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق
الٹ کر اس پر یہ لکھ دیا کہ اگر مزید ادراک بھی مجھے دیے جاتے تو میں اس شخص کی

رسوائیوں کے بیان میں عنان قلم کو مزید تیز کر دیتا [تاریخ ابن خلکان: ج: ۱، ص: ۳۲۷]

ہے، دونوں نے سخت الفاظ میں یزید کی مذمت کی ہے، لیکن وہ لعن و طعن، سب و شتم اور تہرا سے محترز اور مجتنب اور رفض و تشیع سے بیزار اور اس کے منکر و مخالف تھے۔

اس کے نتیجہ میں اور اس کے پس منظر میں محققین اہل سنت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اقدام کو درست سمجھتے ہیں، جو انھوں نے یزید کے معاملہ اور مقابلہ میں اختیار کیا اور ان کو برسر صواب، شہید راہ حق اور امت کے لیے ایک نمونہ پیش کرنے والا بنا کر دیتے ہیں۔ اگر ایک جمعی جہائی حکومت کے خلاف جس کا حاکم و فرماں روا مسلمان ہو، لیکن اس کی سیرت غیر اسلامی، اس کے اخلاق و عادات قابل تنقید ہوں اور اس سے مسلمانوں کے اخلاق اور اسلامی معاشرے پر برے اثرات کے پڑنے کا اندیشہ ہو، کسی قسم کا اقدام، خروج و بغاوت اور انتشار انگیزی کے مترادف قرار دیا جائے تو پھر خاندان سادات ہی کے ان تین صاحب عزیمت افراد یزید شہید، محمد ذوالنفس الزکیہ، اور ان کے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ انھوں کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے گی، جن میں سے اول الذکر نے اموی خلیفہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان اور دو آخر الذکر حضرات نے خلیفہ منصور عباسی کے مقابلہ میں علم جہاد بلند کیا جو بہر حال یزید سے غنیمت اور کہیں بہتر تھے۔ اور دو عظیم الشان فقہاء اور مذاہب فقہیہ اہلسنت کے جلیل القدر بانی امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ نے ان کی کھل کر تائید و حمایت فرمائی، حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے جب ہشام ابن عبد الملک کے خلاف علم جہاد بلند کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے دس ہزار درہم ان کی خدمت میں بھیجے اور حاضری سے معذرت کی۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص: ۱۷)

فلکست خورہ جاہلیت اپنے فاتح حریف سے بدلہ لینا چاہتی تھی اور چالیس سال کا حساب ایک ہی دن میں چکانا چاہتی تھی۔ (مقدمہ حادثہ کربلا کا پس منظر)



مفکر اسلام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی رحمہ اللہ

کامسک و موقف

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی یہ شائع شدہ تحریر

اس موضوع پر حرف اول بھی ہے اور حرف آخر بھی

ائمہ اہل سنت اور اس گروہ کے تمام محقق و معتبر علماء اور نمائندوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خلافت راشدہ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوگئی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے جانشینوں کی حکومت احادیث صحیحہ کے مطابق (جن میں خلافت راشدہ کے بارہ میں تیس سال کی پیشین گوئی فرمائی گئی ہے) خلافت راشدہ نہیں تھی، یہی حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور آخر میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ کا مسلک اور تحقیق ہے۔

اسی طرح گروہ اہل سنت یزید بن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس دور خیر و برکت میں جماعت صحابہؓ اور صالحین امت پر حکومت کرنے کا مستحق نہیں سمجھتا اور ان کو (معتبر تاریخ و سیر کی روشنی میں) اس دینداری اور صلاح و تقویٰ کے معیار پر پورا اُترتا ہوا نہیں پاتا جو ایک مسلمان حاکم اور فرماں روا کے لیے (کم سے کم) اس عہد میں ضروری تھا۔ بلکہ ان کو بہت سے ایسے مشاغل و عادات کا مرکب و عادی جانتا ہے جو شرعی حیثیت سے قابل تنقید و مذمت ہیں، پھر انھیں کے عہد میں واقعہ حرہ جیسا سنگین اور قابل شرم واقعہ پیش آیا جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں، یہی رائے امام احمد بن حنبلؒ اور شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ

کیا یزید کو پلید کہنا جائز ہے؟

سوال: مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ ایک مشہور حدیث بسلسلہ فتح قسطنطنیہ ہے کہ جو پہلا دستہ فوج کا قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا، اُن لوگوں کی مغفرت ہوگی۔ یزید بھی اس دستہ میں شریک تھا، اس لیے اس کی مغفرت ہوگی۔ ایسی صورت میں "یزید پلید" کہنا مناسب ہے؟ لوگ کتابوں میں یزید کو اکثر اس نام سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے کون جانتا ہے کہ یزید نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو، اللہ بہتر جانتا ہے، جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے کہ فلاں کی موت کفر پر ہوئی اس کو کافر کہنا یا اس کو لعنت کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب: یزید کو پلید اس کے کارناموں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، اہل مدینہ کا قتل عام اور کعبہ شریف پر سنگ باری اس کے تین سالہ دور کے سیاہ کارنامے ہیں۔ یہ کہنا کہ ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، لہذا اس کی کوئی ذمہ داری یزید پر عائد نہیں ہوتی، بالکل غلط ہے۔ ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے بنو کوفہ کا گورنر بنایا گیا تھا۔ جہاں تک حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت کا تعلق ہے، وہ بالکل صحیح ہے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید کے غلط کاموں کو بھی صحیح کہا جائے۔ مغفرت گنہگاروں کی ہوتی ہے، اس لیے مغفرت اور گناہ میں کوئی تعارض نہیں۔ ہاں! یزید کے کفر کا فتویٰ دینا اس پر مبنی ہے کہ اس کے خاتمہ کا قطعی علم ہو، وہ ہے نہیں۔ اس لیے کفر کا فتویٰ اس پر ہم بھی نہیں دیتے، گو یزید کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے اس کو بہت سے حضرات نے مستحق لعنت قرار دیا ہے، مگر اس کا نام لے کر لعنت ہم بھی نہیں کرتے۔ مگر کسی پر لعنت کرنے کے لیے معنی نہیں کہ اس کی حمایت بھی کی جائے واللہ اعلم!

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل، ج: ۱، ص: ۱۶۶)

شہید اسلام، قاصد بدعت و فتن

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارہ میں مسلک اہل سنت

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کی حیثیت:

سوال: مسلمانوں میں واقعہ کربلا کے حوالے سے بہت سے غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، کچھ لوگ جو یزید کی خلافت کو صحیح مانتے ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتے ہیں، جبکہ یزید کو امیر المؤمنین کہتے ہیں ازراہ کرم یہ فرمائیے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ یزید کو امیر المؤمنین کہنا کہاں تک درست ہے؟

جواب: اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر تھے، ان کے مقابلے میں یزید حق پر نہیں تھا، اس لیے یزید کو امیر المؤمنین نہیں کہا جائے گا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو "باغی" کہنے والے اہل سنت کے عقیدہ سے باغی ہیں۔

صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) نو جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں" (ترمذی)

جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ! "باغی" کہتے ہیں وہ کس منہ سے یہ توقع رکھتے

ہیں کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قیادت و سیادت میں جنت میں جائیں گے؟

متکلم اسلام، امین المملۃ

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ

کامسک و موقف

جب یزید بادشاہ بن بیضا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا۔ مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں:

”لما حدث فی یزید ما حدث من الفسق اختلفت

الصحابہ حينئذ فی شأنہ“

”جب یزید میں فسق و فجور ظاہر ہوا اس وقت صحابہ میں اس کے بارہ میں اختلاف رائے ہوا“

یاد رہے اختلاف اس میں نہیں ہوا کہ یزید فاسق ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس کا فسق اب محتاج بحث مسئلہ نہ تھا۔ اختلاف اس میں تھا کہ اس فاسق کے بارہ میں کیا طریق کار اختیار کیا جائے؟ پس صحابہ کی ایک جماعت یزید کے خلاف خروج کرنے اور اس کے فسق و فجور کی وجہ سے بیعت توڑنے کی قائل تھی جن کے سربراہ حضرت حسینؑ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے اور صحابہ کی دوسری جماعت خروج کی منکر تھی۔ اس لیے نہیں کہ ان کو یزید کے فاسق ہونے میں شک تھا اس لیے کہ اس سے فتنہ اٹھے گا وہ قتل و قتال ہوگا، پھر حالات بھی ایسے نہیں کہ یہ دعوت پوری ہو، صحابہ کرامؓ کی اس جماعت نے اس فتنہ و فساد کے خوف سے یزید کے خلاف خروج سے احتراز کیا اور یہ صحابہ کرامؓ یزید کی ہدایت اور اس سے مسلمانوں کی نجات کے لیے دعا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ ان صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے حضرت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال : امام حسینؑ کی شہادت میں یزید کا ہاتھ تھا یا نہیں؟

جواب : یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یزید کا ہاتھ تھا یا نہیں؟ تھا تو کتنا تھا؟ مگر یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضرت حسینؑ کو یزید کے گورنر کی فوج نے شہید کیا اور یزید نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ بلکہ اس گورنر کو مقرر ہی کیا گیا تھا حضرت حسینؑ کا مقابلہ کرنے کے لیے، اب یہ فیصلہ خود کر لیجیے کہ حضرت حسینؑ کو شہید کرنے کی کوئی ذمہ داری یزید پر آتی ہے یا نہیں۔

کتبہ: محمد یوسف لدھیانوی

بینات۔ رجب الثانی ۱۴۰۸ھ (فتاویٰ بینات: ج ۱، ص ۳۶۷)



علامہ ذہبیؒ کا یزید کی بدکرداری پر تبصرہ

مورخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبیؒ ”سیر اعلام النبلاء“ میں فرماتے ہیں: یزید بن معاویہ ناصبی تھا۔ سنگدل، بد زبان، غلیظ، جفا کار، مے نوش، بدکار۔ اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین شہیدؑ کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر۔ اسی لیے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہو سکی۔ حضرت حسینؑ نے اس کے خلاف محض للہ فی اللہ خروج کیا جیسے کہ حضرات اہل مدینہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

[الروض الباسم فی الذب عن سید ابی القاسم: ج ۲، ص ۳۶۰]

مورخ ابن خلدون یہ بھی لکھتے ہیں:

”سیدنا حسینؑ اپنے آپ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے۔ ان میں یہ اہلیت جیسی وہ سمجھتے تھے ویسی ہی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی۔“

(ص: ۱۸۱)

نیز فرماتے ہیں:

”دوسرے صحابہ کرامؓ شیعان کوفہ کو منافق جانتے تھے اس لیے ان کو ذی شوکت نہیں مانتے تھے۔ امام حسینؑ ان کو قوت سمجھتے تھے اس بارہ میں دوسرے صحابہ کرامؓ کا اندازہ صحیح نکلا اور سیدنا حسینؑ کا اندازہ صحیح نہ نکلا لیکن یاد رہے کہ یہ ایک دنیوی امر میں اندازہ کی غلطی تھی جس سے دین میں کوئی نقصان نہیں۔“

(ص: ۱۸۱)

اور یہ طے شدہ بات ہے کہ مجتہد اگر معصوم نہیں ہوتا تو مطعون بھی نہیں ہوتا وہ ہر حال میں ماجور ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

”حضرت حسینؑ سے یزید کا قتال اس کی ان حرکتوں میں سے ایک حرکت ہے جو اس کے فسق کو اور پختہ کر دیتی ہے۔ ہاں حضرت حسینؑ شہید تھے اللہ کی طرف سے اجر و ثواب کے مستحق ہوئے وہ برحق تھے اور اپنے اجتہاد پر عامل۔“

(ص: ۱۸۰)

حالات و واقعات:

یزید جب بادشاہ بنا تو اس نے پہلا اعلان یہ کیا:

”حضرت معاویہؓ یہ مسلمانوں کو بحری جہاد پر بھیجتے تھے میں کسی مسلمان کو بحری جہاز پر نہ بھیجوں گا اور حضرت معاویہؓ تمہیں روم (کے کافروں)

حسینؑ کو بھی مشورہ دیا کہ آپ خروج نہ فرمائیں مگر یہ کہہ کر نہیں کہ یزید فاسق نہیں بلکہ یہ کہہ کر جن اہل کوفہ پر آپ بھروسہ کر رہے ہیں وہ منافق ہیں۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

”یہ سب حضرات (دونوں فریق) مجتہد تھے ان میں کسی پر تکیہ کرنا جائز نہیں یہ بات طے شدہ ہے کہ ان سب حضرات کا نصب العین صرف نیکی اور حق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اقتداء کی ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔“

سیدنا امام حسینؑ کے اس خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور تھا اور ان کی تحریک کی بنیاد خلافت عادلہ کا قیام تھا وہ خدا خواستہ ایک غیر اسلامی چیز یعنی نسلی تعصب کی بنا پر مدعی خلافت نہ تھے۔ یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسلمانوں میں فتنہ فساد سے بہت ڈرتے تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ محدث لکھتے ہیں:

”اصحاب بدر میں سے کچھ صحابہؓ شہادت عثمانؓ کے بعد اپنے گھروں میں ایسے بیٹھے کہ چہرہ اپنی قبروں کی طرف ہی گھروں سے نکلے“

(البدایہ ج: ۷، ص: ۲۵۴)

خود عباسی بھی اتمام الوفا کے حوالہ سے لکھتا ہے:

”اُس زمانہ میں صحابہؓ کی کثیر تعداد حجاز، شام، بصرہ، کوفہ، مصر میں موجود تھی ان میں سے کوئی بھی یزید کے خلاف نہ خود کھڑا ہوا نہ حسینؑ کے ساتھ اور نہ انہوں نے یزید کے ساتھ ہو کر قتال کی بلکہ اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے“

(تحقیق حرید ص: ۲)

صاف معلوم ہوا کہ جو صحابہؓ یزید سے نہیں لڑے وہ بھی یزید کو فتنہ ہی سمجھتے تھے۔

ابن خلدون فرماتے ہیں:

”کسی ایک صحابی نے بھی سیدنا حسینؑ کو اس خروج میں گناہ کا رقرار نہ دیا“

(ص: ۱۸۰)

سے جہاد کے لیے بھیجتے تھے میں تمہیں بالکل نہیں بھیجوں گا اور حضرت
معاویہ تمہیں وظیفہ تین قسطوں میں دیتے تھے میں یکمشت دوں گا۔

(البدایہ ج: ۸، ص: ۱۳۶)

یعنی اب کافروں سے جہاد بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد پہلا خط اس نے گورنر

مدینہ کو یہ لکھا:

خذ حسینا و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن الزبیر

بالبيعة اخذاً شديداً لیست فیہ رخصة حتی یباعوا.....

والسلام۔

فوری طور پر حسینؑ، عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ کو گرفتار کر لو اور

گرفتار کر کے شدید سختی کرو۔ ذرہ بھر رعایت نہ کرو جب تک بیعت نہ

کر لیں۔

(البدایہ ج: ۸، ص: ۱۳۹)

کتنے ظلم کی بات ہے کہ یزید نے کافروں سے جہاد ختم کر دیا۔ اس کے چار سالہ
بادشاہی کے دور میں اس کی فوج کے ہاتھوں کسی کافر کی تکمیر تک نہ پھوٹی مگر اہل بیت رسولؐ
کو خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ اہل مدینہ پر حملہ کیا اور تین دن تک حرم مدینہ کو لوٹ مار اور قتل
وغارت کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ حرم مکہ بھی اس حملہ سے محفوظ نہ رہا۔ اس کی بادشاہی میں
یہودی اور ہر قسم کے کافر بھی بستے تھے مگر پورے چار سالہ دور میں کسی ایک کافر کی گرفتاری کا
انتا سخت آرڈر نہیں دیا گیا جس قدر سخت آرڈر نواسر رسولؐ جگر گوشہ بتولؑ کی گرفتاری کا دیا
گیا۔ اس کی پوری بادشاہی میں کافروں کو امن تھا مگر نوجوانان جنت کے سردار کے لیے کوئی
امن نہیں تھا چنانچہ سیدنا حسینؑ گرفتاری سے بچنے کے لیے مدینہ منورہ سے حرم مکہ میں پناہ
گزین ہوئے مگر یزید کے گماشتوں نے وہاں بھی آپ کا رہنا دبوچ کر دیا تو آپ کو فد کی

طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر خواب میں آپ کو شہادت کی بشارت دے دی گئی چنانچہ
آپ دس محرم کو یزید کی ظالم فوج کے ہاتھوں شہید کر دیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ (تجلیات صفحہ ج: ۱، ص: ۴۹۲)

(بشکریہ پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب مدظلہ،

برادر خور حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ)



مقام عبرت

حضرات حسینؑ کی مخالفت ناشی ہے رسول اللہؐ کی عداوت سے، وہ لوگ جو
رسول اللہؐ سے اپنا دل صاف نہیں رکھتے اور نہ ہی آپ سے اپنی بیزاری
و کراہت کو ظاہر کرنے کی جرات رکھتے ہیں وہ اس راستہ سے اپنے دل کا بخار
نکالتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ سے فرمایا ہے:

قد نعلم أنه لیحرنک الذی یقولون فإنہم لا یکذبونک ولكن

الظالمین بآیات اللہ یتجحدون۔ (سورۃ الانعام: ۳۳)

ترجمہ: ہم کو معلوم ہے کہ ان کی باتیں تم کو رنج پہونچاتی ہیں مگر تمہاری تکذیب
نہیں کرتے، بلکہ ظالم، خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

(پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ۱۰ مارچ ۱۹۹۲)

تو اسے رسول ہی نہیں بلکہ صحابی رسول بھی ہیں۔“ (خطبات قاسمی)
ایک اور مقام پر تحریر فرمایا کہ

”ہم تو اپنے پیر کے ساتھ ہیں“

اس عنوان کی توضیح یوں بیان فرمائی کہ مجھے لکھتے ہوئے اور بیان کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارا مسلک محبت اہل بیت اور تکریم اہل بیت حسن و حسینؑ کے سلسلہ میں وہی ہے جو ہمارے مرشد ہمارے پیر سیدنا فاروق اعظمؓ کا تھا۔ اگر انہوں نے انہیں بدری صحابہؓ کے برابر وظیفہ دیا تو ہم بھی انہیں اپنے سر کا اسی طرح تاج سمجھیں گے جس طرح فاروق اعظمؓ نے انہیں عزت و تکریم دی ہے۔

ایک خطبہ میں یوں فرمایا:

حسینؑ میدان کربلا میں خلفائے راشدین کے سجدوں کی یاد تازہ کر گیا..... اور رہتی دنیا تک خون سے وضو کر کے سجدہ کرنے والوں کی تاریخ کا سنہری باب رقم کر گیا:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حسینؑ نے سر اٹھایا تو دشمن ایک انبوہ کی شکل میں تنہا حسینؑ پر حملہ آور ہو گیا۔ وہ اسد اللہ کا بیٹا..... اور مدینہ یونیورسٹی کا جرنیل دین کے لیے، اسلام کے لیے، صحابہؓ کی عظمت کے لیے اپنی جان کی بازی لگا گیا اور یہ ثابت کر گیا کہ حسینؑ اور اُس کا خاندان کٹ تو سکتا ہے مگر باطل کے سامنے نہ جھک سکتا نہ دب سکتا ہے۔

کنا کر گردنیں دکھلا گئے ہیں کربلا والے
کبھی بندے کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

خطیب اہل سنت

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب رحمہ اللہ

سرپرست سپاہ صحابہؓ (کالعدم) پاکستان

(تحریر: حضرت مولانا محمد خالد قاسمی دامت برکاتہم فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے والد گرامی حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ مسئلہ فسق یزید پر اکابر علماء دیوبند کے مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کے بے شمار بیانات ایسے ہیں جن میں آپ نے فضائل سیدنا حسینؑ کو بیان کیا اور ساتھ ساتھ یزید اور اس کے تحقیقی دوستوں اور طرفداروں کا رد کیا۔

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ یزید کے طرفداروں کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ:

خدا کرے ہمارا حشر قیامت میں حسینؑ کے ساتھ ہو

اور دشمنان حسینؑ کا حشر یزید کے ساتھ ہو

ذیل میں اسی عنوان پر آپ کی تحریروں کے اقتباسات کا ذکر کرنا بھی مناسب خیال کرتا ہوں چنانچہ ایک جگہ آپ نے تحریر فرمایا کہ :

”کیا آج جو بعض حسینؑ کے سلسلہ میں تحقیق کے نام پر بے تحقیق

حسب و نسب کے افراد لٹریچر چھاپ رہے ہیں وہ اس قدر شرم و حیا

سے غاری ہو گئے ہیں کہ انہیں سبط رسول ﷺ کا بھی حیا نہیں۔

انہیں یہ بھی معلوم نہیں رہا کہ سیدنا حسین ابن علیؑ صرف سبط رسولؐ اور

ایک عارف تڑپ اٹھتا اور بے اختیار کہتا ہے کہ

شاہ است حسینؑ پادشاہ است حسینؑ

دین هست حسینؑ دین پناہ هست حسینؑ

سر داد نہ داد دست در دست یزید

حقاکہ بنائے لالہ 'ہست حسینؑ

حسینؑ نے نکتہ توحید سکھایا کہ میں پورے خاندان کو قربان کر دوں گا غیر اللہ کے

سامنے نہیں جھکوں گا۔

غیر اللہ کی حکمرانی تسلیم نہیں کروں گا۔

میں نے لالہ 'کا یہی مطلب سمجھا ہے۔ اگر الہ بوی معبود ہے تو اس کے سامنے

کسی کے اختیارات کو نہیں مانا جائے گا۔

الہ 'وہی ہے، وہی تقدیر بناتا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ چاہے تو نبیؐ کے

نواسے کو، علیؑ کے فرزند کو، فاطمہؑ کے لخت جگر کو، جنت کے شہزادے کو اس طرح بے آب و گیاہ

وادئ میں لا کر شہید کر دے، سچ ہے اسکی یکتائی، اس کی وحدانیت

اشھد ان لا الہ الا واشھد ان محمد عبده ورسوله

عظمت صحابہؓ کی دلیل حسینؑ:

اگر یزید اور اس کے غلط نظام کو حسینؑ بن علیؑ نے نہیں مانا اور یقیناً نہیں مانا تو اس

سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اگر خلفائے ثلاثہؓ کے دور کو بھی حضرت علیؑ اور

سیدنا حسنؑ و حسینؑ دور یزید کی طرح سمجھتے تو وہ گردیں کٹا دیتے مگر اصحاب ثلاثہؓ کے ہاتھ میں

ہاتھ نہ دیتے، معلوم ہوا کہ کر بلا کا پورا واقعہ خلفائے ثلاثہؓ کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

حسینیت زندہ باد کا نعرہ خلافت راشدہ زندہ باد کے نعرے کو بھی دو بالا کر دیتا ہے، کسی نے

خوب کہا ہے

نہ زیاد کا وہ ستم رہا نہ یزید کی وہ جفا رہی

جو رہا تو نام حسینؑ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

(خطبات قاسمی: ج ۱، ص ۴۳)



قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پٹی نے "تفسیر مظہری" میں اس کے مستحق

لحنت ہونے کی صاف تصریح فرمادی ہے۔ یہ روایت حسب ذیل ہے:

ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابویعلیٰ نے اپنی کتاب "المعتمد فی الاصول"

میں بسند صالح بن احمد بن حنبلؒ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد

بزرگوار سے عرض کیا کہ ابا جان! بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ ہم

یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: بیٹا! بھلا جو شخص اللہ

تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یہ روا ہو سکتا ہے کہ وہ یزید سے محبت

رکھے اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی

کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے اپنی

کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے؟ فرمایا جہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے:

"پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں

اور قطع کرو اپنی قرابتیں، ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے، پھر کر دیا

ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔"

[تفسیر مظہری: ج ۸، ص ۴۴۳۔ سورہ محمد: آیت ۲۲-۲۳]

”يَحْتَمِلُ الْجَنَسَ وَالشَّخْصَ كِيَزِيدُ وَالْحِجَاجَ

وَامْثَالَهُمَا“ (ج: ۹، ص: ۳۳۳)

حدیث میں احتمال ہے کہ سلطان سے مراد جنس ہو یا شخص جیسے
یزید اور حجاج وغیرہ۔

اور علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

”وَكَانَ فِيهِ إِيْضًا اقْبَالٌ عَلَى الشَّهَوَاتِ وَتَرْكُ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ
فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ وَأَمَاتُهَا فِي غَالِبِ الْأَوْقَاتِ الْخ“

(اور یزید کی ذات میں) شہوات کی طرف میلان تھا اور بعض
اوقات بعض نمازیں چھوڑ دیتا تھا اور بسا اوقات وہ نمازیں وقت
گذر جانے کے بعد پڑھتا تھا۔ (البدایہ: ج: ۸، ص: ۲۳۰)

غرضیکہ حضرت علامہ علی قاری و علامہ ابن کثیر یزید کو ظالم اور فاسق قرار دیتے ہیں
اور پر کی عبارتوں سے بھی واضح ہو رہا ہے اور عبارت ذیل میں تو علامہ ابن کثیر نے تصریحاً
یزید کو فاسق قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:

”بَلْ قَدْ كَانَ فَاسِقًا وَالْفَاسِقُ لَا يَجُوزُ خَلْعُهُ لِأَجْلِ
مَا يَشُورُ بِسَبَبِ ذَلِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ وَوُقُوعِ الْهَرَجِ كَمَا وَقَعَ مِنَ
الْحَرَّةِ“ (البدایہ: ج: ۸، ص: ۲۳۲)

بلکہ وہ فاسق تھا اور فاسق کی بیعت توڑنا اس لئے جائز نہیں ہے کہ اس
کی وجہ سے فتنہ زیادہ بھڑکتا ہے اور جنگ و قتال واقع ہوتا ہے
جیسا کہ واقعہ حرہ کے وقت ہوا۔

غرضیکہ ص ۱۰۳ پر علامہ ملا علی قاری اور علامہ ابن کثیر کی عبارتوں سے یزید کے
بارہ میں فسق کی روایات کو غیر معتبر قرار دینا محض دھوکہ ہے۔

فقیہ العصر، محقق جلیل

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ
کا مسلک و موقف

حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف ”مسئلہ فسق یزید
اور اکابر علماء امت“ جو کہ عطا اللہ بند یا لوی صاحب کی انتہائی گمراہ کن
کتاب ”واقعہ کر بلا“ کا بہت ہی عمدہ، مدلل اور تحقیقی جواب ہے اس
سے چند اقتباسات پیش قارئین ہیں!

ایک مغالطہ:

(عطا اللہ بند یا لوی صاحب نے) حضرت ملا علی قاری اور علامہ ابن کثیر کی
عبارتوں سے ص ۱۰۳ پر مغالطہ دیا ہے کہ ”یزید کے فسق و فجور کی روایات ناقابل قبول ہیں“
حالانکہ ان عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جن احادیث میں یزید اور حضرت عمرو بن عاص وغیرہ
کا نام لے کر مذمت بیان کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہیں اور جو احادیث ابن عساکر نے اس
سلسلہ میں بیان کی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، ان سے یہ ثابت کرنا کہ فسق یزید میں ثابت شدہ کوئی
تاریخی روایت بھی قابل اعتبار نہیں ہے محض ”حب یزید“ میں آنکھیں بند کر لینے یا ”حبك
الشی یعمی ویصم“ کا نتیجہ ہے۔

حضرت علامہ علی قاری ”مشکوٰۃ شریف“ کی حدیث ”انہ تصیب امتی فی
آخر الزمان من سلطانہم شدائد الخ“۔ میری امت کو آخری زمانہ میں سخت تکلیفیں
پہنچیں گی ان کے بادشاہ کی طرف سے۔ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ:

ایک دو حوالے غور سے پڑھ لیے جائیں تو یزید کے بارہ میں فیصلہ آسان ہو جائے گا۔

ومن امن بالله واليوم الآخر لا يختار ان يكون مع
يزيد ولا مع امثاله من الملوك الذين ليسوا باعادلين
اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات
کو پسند نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ
ہو جو عادل نہیں تھے۔

(فتاویٰ ج: ۴، ص: ۴۸۴)

یزید کا عقیدہ اور عمل دونوں خراب تھے:

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین الذہبی "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں:
"(یزید بن معاویہ) کان ناصبياً، فظاً غليظاً، جلفاً يتناول
المسكر يفعل المنكر الصريح دولته بمقتل
الشهيد الحسين رضي الله عنه واختمها بواقعة
الحرقة لمقتله الناس ولم يبارك في عمره وخرج عليه
غير واحد بعد الحسين كاهل المدينة قاصوا الله"

(سیر اعلام النبلاء ج: ۴، ص: ۳۷۷)

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ناصبی تھا، سنگدل، بد زبان، غلیظ جفا کار، عے
نوش، بدکار اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین شہید کے قتل سے
کیا اور انتقام راقعہ حرم کے قتل عام پر اس لیے لوگوں نے اس

پر پھنکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہو سکی حضرت حسین رضی اللہ
عہ عنہ کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف بغض اللہ فی
اللہ خروج کیا۔

جیسا کہ حضرت علامہ ذہبی تو یزید کے خلاف مقابلہ کرنے والے اہل مدینہ کو لٹھ
خروج کرنے والے لکھتے ہیں اور اس کی مثال میں اہل مدینہ کے مقابلہ کو پیش کر رہے
ہیں، مگر بند یا لوی ان کے خروج کو بغاوت، مستوجب تعزیر بغاوت لکھتے ہیں۔
یزید جس کے عقائد اور دونوں خراب تھے ایسے شخص کی محبت کا دم بھرنا اور اس کے
گن گانا کیا کسی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ حضرت ابن تیمیہ کا فتویٰ اوپر گزرا کہ اللہ تعالیٰ اور
یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص یزید کے ساتھ اپنا حشر پسند نہیں کرے گا۔

علامہ سید سلیمان ندوی رضی اللہ عنہ کے حوالہ ذیل کو ایک بار غور سے پڑھیے وہ اول
تو لکھتے ہیں:

"یزید کی تخت نشینی کی بلاء اسلام پر" پھر اس کے تحت لکھتے ہیں
"امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے
یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی
ادبار و کبت کی اولین شب ہے" (سیرت النبی ج: ۳، ص: ۷۰۹)

مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی کی تحقیق یزید کے بارہ میں آپ نے سن لی
اور خلفاء میں نام لکھنے کی وجہ اور پر معلوم ہو چکی۔

یزید کے متعلق مسلک اعتدال

ایک عالم صاحب نے حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی سے "حیات سیدنا یزید" نامی
کتاب جو ابوالحسن محمد عظیم الدین صدیقی (ناصری و یزیدی) نے لکھی ہے کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش یغزوہا
یغفر لہم، وفعل فی اہل المدینۃ ما فعل، وقد توعد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل فیہا قتیلاً ولعنة۔

(ص: ۳۱۰)

علامہ ابن تیمیہ نے یزید کی طرف سے پورا دفاع کرنے کے باوجود اس حقیقت کو
تسلیم کر لیا ہے کہ غزوہ قسطنطنیہ کی حدیث بشارت میں شامل ہونے باوجود بھی اس میں ظلم اور
موجبات لعنت موجود تھے۔ اور حسنات کے ساتھ سینات بھی اس میں جمع تھے۔ اس لیے وہ جیسے
اس پر سب لعنت نہیں کرتے اس کو محبت کے قابل بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ اس کو شاہان اسلام میں
سے ایک ایسا بادشاہ سمجھتے ہیں جس میں اچھائیاں اور برائیاں دونوں ہی پائی جاتی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ کے اس فیصلے پر ان لوگوں کو خصوصیت سے توجہ دینے کی ضرورت
ہے جنہوں نے یزید کو ایک خلیفہ عادل اور امام راشد کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کا علم
بلند کیا ہوا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کے پاس علامہ ابن تیمیہ جیسا معلومات کا ذخیرہ ہے اور نہ
واقعات کی تحقیق کے ذرائع اور وسائل ان کو میسر ہیں۔ اور نہ لوگوں میں واقعات کی مختلف
روایات کی چھان بین کر کے ان میں تطبیق اور ترجیح دینے کا طریقہ اور سلیقہ پایا جاتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن کثیر جو مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند
پایہ محقق اور مؤرخ بھی ہیں۔ اپنی بے نظیر تاریخ ”البدایہ والنہایہ“ میں یزید کے بارے میں
تمام روایات جمع کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وكان فيه أيضا إقبال على الشهوات، وترك بعض

الصلاة في بعض الأوقات وأما انتها في غالب الأوقات

(ج: ۸، ص: ۲۳۰)

مندرجات کے متعلق سوال کیا تو حضرت مفتی صاحب نے درج ذیل تحقیق
جواب تحریر فرمایا تھا جو پیش قارئین ہے۔

اہل السنۃ والجماعت کا مسلک رفض اور خارجیت کے درمیان ہے۔ رافضیوں
اور خارجیوں کی افراط و تفریط کا مسلک اہل سنت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ آج کل رفض کی
تردید میں بعض لوگوں کو غلو ہو گیا اور انہوں نے اہل سنت کے مسلک اعتدال سے خروج
کر کے یزید کی حمایت کرنی شروع کر دی ہے۔ اس کتاب کا نام بھی اس غلو کا آئینہ دار ہے۔
خلاف واقعہ الزامات اور بہتان سے برأت کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ واقعی عیوب اور نقائص کو
بھی نظر انداز کر دیا جائے، ان کو محاسن اور کمالات بنا کر دکھلایا جائے۔ آج کل یزید کی مدح
کرنے والے گروہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ پھر اس کے لیے ان کو بخاری و مسلم
کی احادیث کا انکار کرنا پڑ جائے تو وہ یزید کی مدح اور منقبت ثابت کرنے کے لیے اس کو بھی کر
گزریں گے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک یزید کی منقبت و مدح بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث
کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے باوجودیکہ یزید پر لگائے گئے بہت سے غلط بہتانوں کے
ثبوت کا انکار کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی ان کا فیصلہ یہ ہے:

مع أنه كان فيه من الظلم، ما كان ثم أنه اقتل هو و هم

وفعل بأحراره أموراً منكره۔ (منہاج السنۃ: ج: ۱، ص: ۲۷)

اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے:

هل الحق فيه أنه من ملوك المسلمين، له حسنات وله

سيئات، والقول فيه كالقول في أمثاله من الملوك لا

نجد ولا نسبه وهو أول من غزال قسطنطنية، وقال

میں تصریح فرمائی ہے۔

حضرت مجدد ثانیؑ فرماتے ہیں:

اما یزید بے دولت از زمرہٴ فسقہ است۔ (مکتوب نمبر: ۲۵۱)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

من القرون الفاضلة اتفاقاً من هو منافق، أو فاسق، فمنها
الحجاج ويزيد ابن معاوية

ومختار----- الخ (حجة الله: ج ٢، ص ٢١٥)

حضرت مولانا عبدالحی فرماتے ہیں:

أما يزيد جابر فاسق متغلب (مجموعة الفتاوى: ج ٢، ص ٦٦)

حضرت مولانا رشید احمد کنگوہیؒ فرماتے ہیں:

بزید کو کافر کہنے میں احتیاط رکھیں، مگر فاسق بے شک تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ: ج ۳۹)

مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

یزید پر لعنت بھیجنے کے جواز میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ کہ لعنت کرنا درست نہیں اور یزید کا کافر ہونا ثابت نہیں، البتہ فاسق تھا، پس احوط

عدم لعن ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ج. ۸، ص. ۲۱۷)

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتاویٰ میں بھی اسی طرح ہے کہ:

مسك اسلم آنست كه آن شقى را بمغفرت و ترحم
هرگز ياد نيايد كرد، و لعن او كه در عرف مختص
بكفار گشته نه زبان خود را آلوده نيايد كرد.

(ج: ۳، ص: ۸۷)

غرضیکہ اکابر علماء امت کی ایسی ہی تصریحات سے واضح ہو رہے کہ اکابر علماء اہل سنت کے نزدیک یزید کا فسخ ثابت اور محقق ہے اور ان اکابر علماء اہل سنت میں اکابر علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل ہیں۔ اب جو شخص اس کے خلاف لکھتا ہے یا عقیدہ رکھتا ہے اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اہل سنت و الجماعت پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔ ۱۴ محرم الحرام / ۱۴۱۱ھ



یزید کی گمراہیاں

روایت کیا گیا ہے کہ یزید باجے گاجے، مے نوشی، گانے، بجانے، شکار کرنے، گانے والی چھو کر یوں رکھنے، کتے پالنے اور مینڈھے، رچھ اور بندروں کے لڑانے میں شہرت رکھتا تھا اور کوئی دن ایسا نہ گذرتا تھا کہ جس کی صبح کو مخمور (نشہ میں مست) نہ اٹھے، وہ زمین کے ہوئے گھوڑوں پر بندروں کو رسیدوں سے باندھ کر انہیں ہانک دیتا تھا، اور اسی طرح نوخیز لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں اڑھاتا تھا، گھوڑ دوڑ کرایا کرتا تھا، جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غمگین ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب بھی یہی ہوا کہ ایک بندر یا کوسوار کرا کر اسے نچارہا تھا دفعتاً اس نے کاٹ کھایا، مورخین نے اس کے بارے میں ان باتوں کے علاوہ اور چیزیں بھی بیان کی ہیں جن کی صحت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے۔

(البدایہ والنہایہ: ج، ۸، ص، ۲۳۵ و ۲۳۶)

ناظم آل انڈیا فقہی مجلس

حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ جامعہ رحمانی خانقاہ مولگیر

حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی محمود عباسی کی رسوائے زمانہ کتاب ”خلافت

معاویہ و یزید“ کے جواب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

قاضی ابوبکر ابن عربی نے ”العواصم والقواصم“ نامی کتاب میں حضرت حسین بن علیؑ کے قتل کو حق بجانب قرار دیا ہے، اور اس مسئلہ پر بحث کی ہے، محمود احمد عباسی نے ابن عربی کی رائے سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے لیکن علامہ ابن خلدون اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد غلط القاضي ابوبكر ابن العربي المالكي في هذا فقال في كتابه الذي سماه العواصم والقواصم ما معناه ان الحسين قتل بشرع جده۔ (ص: ۱۸۰)

قاضی ابوبکر ابن عربی سے اس مسئلہ میں غلطی ہوگئی انہوں نے اپنی کتاب ”العواصم والقواصم“ میں ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت حسینؑ اپنے نانا کی شریعت کے مطابق قتل کیے گئے۔

ابن عربی کا اشارہ اسی طرف ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے باغی کی سزا قتل ہے اس لیے حضرت حسینؑ کا قتل جائز تھا۔ ابن خلدون لکھتا ہے کہ ابن عربی کا خیال غلط ہے کیونکہ باغی کا قتل جائز اس وقت ہے جبکہ امام عادل ہو یہاں تو مسئلہ کی صورت ہی دوسری ہے۔ ایک طرف یزید ہے جس کا فسق و فجور روز روشن کی طرح واضح ہو چکا تھا۔ یہ ”اہل آراء“ تھے جو اپنی شہوات اور خواہش نفس کے مطابق حکومت چلا رہے تھے، دوسرے طرف حسینؑ تھے جو

مجسمہ عدالت و تقویٰ اور سراپا شرافت و دیانت تھے۔ پس حضرت امام حسینؑ کے اقدام خروج کی حیثیت امام عادل کے خلاف بغاوت کی نہیں بلکہ امام جائز و فاسق کے مقابلہ میں ”حق و صداقت کے علمبرداروں“ کے خروج کی ہے، یہ حکومت عادلہ کے خلاف بغاوت نہیں بلکہ امام جائز کے سامنے کلمہ حق کا اظہار تھا۔ اور قتل کا قانون اس بغاوت و عہد شکنی کے لیے ہے جو کہ امام عادل کے مقابلہ میں اختیار کی جاتی ہے نہ کہ اس شخص کے لیے جو کہ کھڑا ہوا ہو ”ہرقلیت و کسریت“، جاہلی عصیت اور فسق و فجور کو مٹا کر حق و عدالت کی بنیاد پر حکومت قائم کرنے کے لیے پس ایسے شخص کے قتل کو کیسے جائز کہا جاسکتا ہے:

وهو غلط حملته عليه الغفلة عن اشتراط الا امام العادل ومن اعدل من الحسين في زمانه في امامته وعدالته في قتال اهل الاراء۔ (ص: ۱۸۰)

ابن عربی کی یہ رائے غلط ہے، انہوں نے یہ رائے غلط اس لیے قائم کی وہ ”امام عادل کی شرط“ سے غافل ہو گئے اور حضرت حسینؑ سے بڑھ کر ان کے زمانہ میں امامت اور عدالت کے اعتبار سے نال آرا کے قتل کے لیے کون عدل تھا۔ (برہان دہلی دسمبر، ۱۹۵۹ء)



امام جلال الدین سیوطی ”تاریخ الخلفاء“ میں لکھتے ہیں:

جب حضرت حسینؑ اور ان کے بھائی شہید کر دیے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سر وں کو یزید کے پاس بھیجا وہ اول تو اس پر بہت خوش ہوا، پھر جب مسلمانوں نے اس وجہ سے اس پر پھینکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے اظہارِ اندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت کرنا ہی چاہیے تھی۔ (ص: ۸۱)

خطیب اسلام

حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب رحمہ اللہ
کا مسلک و موقف

(ترتیب! صاحبزادہ حضرت مولانا امجد خان صاحب زید مجدہم)

یارب صل وسلم دائماً علی حبیبک خیر الخلق کلہم

تاریخ اسلام یوں تو بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جن پر کتب تواریخ میں مستقل ابحاث کو سمیٹ کے پیش کیا گیا ہے لیکن ان واقعات میں سے ایک عظیم مکرردناک واقعہ میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی المناک شہادت ہے ایک طرف تو اس میں ظلم و جور، سنگدلی، سفاکی کی ہولناک داستانیں ہیں تو دوسری طرف اہل حق کی بے مثال استقامت کے مناظر ہیں۔ وہ اہل حق اور اہل وفا جنہوں نے اپنے سارے گھر بار کو تو لٹا دیا لیکن امت مسلمہ کے ایمان اور خون کو اپنی جانوں سے بھی قیمتی جانا۔ حالانکہ پوری امت مسلمہ ایک طرف ہے اور مقام حسین رضی اللہ عنہ ایک طرف ہے۔

یاد رہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی خلافت کے خلاف اقدام حصول خلافت کے لیے نہیں تھا بلکہ امت مسلمہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے تھا۔ خلافت اسلامیہ چونکہ خلافت نبوت ہے اور اس کی تشکیل باہم مشورہ سے ہوتی ہے اس میں نہ منصب کو دیکھا جاتا ہے اور نہ حسب و نسب کو دیکھا جاتا ہے بلکہ جو جس قدر دین دار ہوتا ہے خوف خدا کا حامل ہوتا ہے لیاقت اور استعداد رکھتا ہے خواہ غریب ہی کیوں نہ ہو، غلام ہی کیوں نہ ہو شریعت اس کی اطاعت کا حکم دیتی ہے۔ اور یہاں تو حسب نسب بھی ہے کہ نواسہ پیغمبر ہیں دین داری کا یہ عالم ہے کہ مدینہ منورہ کے اندر ساری رات میں ہزار رکعت نوافل ادا فرما رہے

ہیں، خوف خدا اتنا کہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں اور سخاوت کا یہ عالم کہ دروازہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا، حیا کا یہ عالم کہ کبھی آنکھ اٹھا کر بات نہ کی، لیاقت و قابلیت کا یہ حال کہ پیغمبر خدا رسول مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مبارک لعاب کھٹی میں پڑا ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تربیت فرمائی ہے۔ بھلا ایسا شخص حقدا خلافت نہیں تو اور کون ہے؟ اسی بات کو یزید نے سمجھا اور اس نے وہ تمام حضرات جو کاتب و جی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے مستحق جانے جاتے تھے کو جبراً بیعت کرنا چاہا جن میں سب سے نمایاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ اس نے مختلف ذرائع سے آپ رضی اللہ عنہ کو مجبور علی البیعت کیا لیکن وہ یہ نہ جان سکا کہ جن کی پرورش نبوت کے گھر میں ہوئی ہو وہ ظلم و جور کا ساتھ نہیں دیا کرتے بلکہ ظلم و جور کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سیدسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ شرعاً ایک شخص اگر کسی چیز کا حقدار نہیں اور پھر اس کی حمایت کرنا کہاں درست ہے؟ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقت وہی فریضہ سرانجام دیا جو ان کے شایان شان اور ان کا حق تھا، انہوں نے مصلحت کے بجائے عزیمت کو ترجیح دی جو کہ ہمیشہ اہل حق کا شیوہ رہا ہے۔ اگر یہ مسئلہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا ہوتا بھلا جس کے دروازہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا ہو وہ کیسے ایثار نہ کرتا لیکن یہ مسئلہ پوری امت مسلمہ کے مستقبل کا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ پوری امت کو اس شخص کے حوالے کیسے فرماتے جو نہ صرف دین سے دور بلکہ استعداد خلافت بھی نہیں رکھتا تھا۔ یہ بات درست ہے کہ یزید کا تب و جی کا بیٹا ہے لیکن بات پھر وہیں پر پہنچی کہ اسلام حسب نسب کو نہیں بلکہ عمل کو دیکھتا ہے۔ اگر حسب نسب اتنا ہی اہمیت کا حامل ہوتا تو ابن نوح کے بارہ میں قرآن کبھی نہ کہتا کہ ”انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح“ اگر پیغمبر کی اولاد کو قرآن معاف نہیں کرتا تو یہاں دین اسلام کیسے اجازت دے سکتا ہے؟ چنانچہ ابن علی رضی اللہ عنہ کیسے مصلحت فرمائیے اور خاموشی اختیار کرتے۔ یزید کے بارہ میں اکابر علماء امت کی مختلف

عبارات اور فتاویٰ شاہد ہیں جن صحابہ کرامؓ کے اقوال و واقعات کے علاوہ ائمہ اربعہ، شرح حدیث کی عبارات اور فتاویٰ جات ہیں۔ نیز اکابر علماء دیوبند رحمہ اللہ سے بھی جب کبھی یزید کے بارہ میں سوال کیا گیا بالخصوص جہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ تو ان حضرات نے بھی یزید کو نہ صرف خلافت کے لیے نااہل قرار دیا بلکہ یزید کی زندگی اور کردار پر بھی خوب جرح فرمائی، یزید کے کردار کی وضاحت حضرت حسینؓ کے لکھے ہوئے مختلف خطوط اور آپ کے میدان کربلا کے خطبہ سے بھی ہوتی ہے جن کو ابن اثیر کامل نے جلد چار میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت حسینؓ کے یزید کے خلاف اقدام کی چار بڑی وجوہ تھیں۔

- ۱۔ کتاب وسنت کا قانون عملی شکل اختیار کرے۔
- ۲۔ اسلام کے اس نظام خلافت کو برقرار رکھا جائے جو کہ شوریٰ کی صورت میں نافذ ہوتا ہے۔
- ۳۔ اسلام کے نظام عدل کا از سر نو نفاذ عمل ہو۔
- ۴۔ اگر مصلحت کی شکل اختیاری گئی تو پھر خلافت اسلامیہ بکھر جائے گی اور اس کو یکجا کرنا مشکل ہو جائے گا۔

لہذا آپ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے واقعہ کربلا پیش آیا۔ اب رہی یہ بات کہ یزید حضرت حسینؓ کی شہادت میں شریک ہے کہ نہیں؟ تو کتب تواریخ اور مستند علماء کی آراء کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت حسینؓ کی شہادت میں اگر براہ راست نہیں تو بالواسطہ ضرور شریک تھا اور یہ حقیقت ہے کہ ظالم کا ساتھ دینے والا بھی ظالم ہوتا، کیونکہ ابن زیاد کی یہ ساری شرارت یزید کے حکم سے

ہی تھی اسی نے حضرت حسینؓ کو شہید کروایا، اہل بیتؑ پر مظالم ڈھائے لیکن جب ابن زیاد اس ظالمانہ کاروائی سے فارغ ہوا تو یزید نے اس کی معطلی تو دور کی بات سرزنش تک نہ کی، گویا اس نے اس واقعہ کو ایک عام واقعہ سمجھا اور حدیث میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو کسی ظلم پر راضی ہو اور ظالم سے متفق ہو تو وہ برابر کا شریک ہے ”و من غاب عن فرضیتھا کان کمن شہدھا“ (مکتوۃ) اس لحاظ سے یزید بھی حضرت حسینؓ کے قتل میں برابر کا شریک ہے، پھر مزید یہ کہ یزید نے قاتلان کربلا بالخصوص قاتلان حسینؓ کو سزا تک نہ دی بلکہ آزاد چھوڑ دیا۔ پھر یزید نے مدینہ منورہ والوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی تو حد ہی نہیں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا جس میں بڑے بڑے صحابہ شہید ہوئے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا کہ کیا ہم یزید سے بھی حدیث لکھ لیں کہ یعنی جن میں وہ راوی ہے تو آپ نے جواب میں انکار فرما دیا اور فرمایا کہ اس سے حدیث لکھتے ہو جس نے مدینہ والوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟

قیل لاحمد انکتب الحدیث عن یزید قال لا ولا کرامۃ

او لیس هو الذی فعل باہل المدینۃ ما فعل۔

(منہاج السنہ ج: ۲، ص: ۲۵۳)

اعتراض: اگر وہ اتنا ہی خراب تھا تو پھر دیگر صحابہ کرامؓ نے یزید کی بیعت کیوں کی؟

تو اس کا جواب علماء امت نے یہ دیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا یزید کی امارت پر بیعت کرنا اس کے شرف کے وجہ سے نہ تھا بلکہ اس کے فتنہ سے بچنے کے لیے تھا۔ خدا کی شان یزید نے اپنی خلافت کی مسند کو مضبوط کرنے کے لیے غیر شرعی اقدامات سے بھی گریز نہ کیا اور مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا کے حرم کو بھی پامال کیا لیکن وہ خود بھی ایک دن بھی سکھ اور چین سے حکومت نہ کر سکا کیونکہ مالک الملک تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ تو تمی الملک من تشاء

قائد اہل سنت، وکیل صحابہؓ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

خلیفہ ارشد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

کامسک و موقف

حامیان یزید عموماً پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ سوائے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے باقی تمام صحابہ کرامؓ نے یزید کی خلافت تسلیم کر لی تھی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ محمود احمد عباسی نے لکھا ہے:

”اس زمانہ میں صحابہ کی کثیر تعداد حجاز و شام اور بصرہ و کوفہ و مصر میں موجود تھی۔ ان میں سے کوئی بھی یزید کے خلاف نہ کھڑا ہوا۔ نہ خود حسینؓ کے ساتھ، اور نہ انہوں نے یزید کے ساتھ ہو کر قتل کیا، بلکہ اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے۔“ (تحقیق مزید ص: ۳)

تبصرہ:

جب صحابہؓ کی کثیر تعداد نے یزید کے ساتھ ہو کر لڑائی بھی نہیں کی اور اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے۔ تو یہ بات کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کہ صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کی تھی؟ فاضل سندیلوی (مولانا محمد اسحاق) بحوالہ ثابت کریں کہ فلاں فلاں صحابہ نے یزید کی بیعت کی تھی۔ حامیان یزید عموماً حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی بیعت کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور اس کی نوعیت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بیعت کے ثبوت میں کسی حدیث سے حوالہ پیش نہیں کرتے۔ بلکہ مورخ بلاذری کی کتاب ”انساب الاشراف“ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ (اس کا جواب تفصیلی خارجی فتنہ میں دیا جا چکا ہے)۔ جن صحابہ

وتنزع الملك ممن تشاء۔ اقتدار دیتے بھی وہی ہیں اور لیتے بھی وہی ہیں اور یہ بات حقیقت ہے کہ حق و باطل کے معرکہ میں فتح ہمیشہ حق کی ہوا کرتی ہے اور جیت مظلوم کی ہوتی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام تاریخ میں آج بھی روشن ہے اور قیامت تک رہے گا (ان العاقبة للمتقين)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی محبت کاملہ اور اتباع کامل نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

واللہ ولی الهدایۃ والتوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔ وصلى الله على خير خلقه محمد و على
آله واصحابه واتباعه اجمعين۔ آمین



یزید اور صحابہ کرامؓ کا قتل و اہانت مدینہ منورہ

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

مدینہ شریف میں بہت ساری خلقت صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد میں سے قتل کر دی گئی، جو بڑے درجہ کے تابعین اور فضلاء تھے انہیں پہلے شہید کیا اور تین دن تک لوٹ مار، قتل و غارتگری کی اپنے لشکر کو عام اجازت دی پھر جو باقی رہ گئے ان سے ان الفاظ سے بیعت لی کہ یہ یزید کے غلام ہیں اور جس شخص نے یہ نہ مانا اُسے قتل کر دیا گیا۔

(لسان المیزان: ج ۶، ص ۲۹۳)

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ نے ۲۸ جون ۱۹۳۹ء کو لالہ موسیٰ میں ایک تقریر کی تھی جس پر آپ کے خلاف گورنمنٹ برطانیہ کی بغاوت کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ اس میں سرکاری رپورٹر لدھارام اپنی شہادت سے منحرف ہو گیا تھا، جس سے جھوٹی رپورٹ لکھوائی گئی اس لیے ہائی کورٹ نے آپ کو بتاریخ ۵ اپریل ۱۹۴۰ء بری کر دیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کے ایک سوال پر آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ:

”آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید اور انگریزوں کو حسین کہا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا نہ ہی میں برداشت کر سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید کہے۔“

(مقدمات امیر شریعت ص: ۲۵۷، مرتبہ ابن امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری صاحب)
امیر شریعت اپنی ایک فارسی نظم میں لکھتے ہیں:

ہر کہ بد گفت خواجه مارا
ہست او بے گمان یزید پلید
(شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے ص: ۱۲۸ در مدح خواجہ غلام علی)
(ماخوذ از ”خارجی فتنہ“ مصنفہ قاضی مظہر حسین صاحب ص: ۶۰۲ حصہ دوم)

فاسق اور پلید کے الفاظ:

یزید کا فاسق ہونا اہل سنت والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے۔ اکابر اسلام مثلاً حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور فخر المصطفیٰ حضرت مولانا حیدر علی صاحب فیض آبادی (مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغبن وغیرہ) نے یزید کو بعض جگہ فاسق اور بعض جگہ پلید

کرام نے یزید کی بیعت کی ہے یا جنہوں نے یزید کی مخالفت نہیں کی۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اس کو صالح و عادل تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ ان کے پیش نظر حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ کے وہ ارشادات تھے جو دو فتنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور خود محمود احمد عباسی نے بھی وہ احادیث نقل کر دی ہیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ یزید پر (بھی) اہل حل و عقد کا اتفاق نہیں ہو سکا۔ کیونکہ حضرت امام حسینؑ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آخر تک مخالفت کی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں جلیل القدر صحابی، اہل حل و عقد میں ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

”اور یہی وجہ تھی کہ یزید کو شام تھا کہ حضرت امام حسینؑ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ حضرات بیعت کر لیں۔ حالانکہ یہ حضرات باقی بالحریم ہو گئے تھے۔ کسی نے جنگ کا ارادہ نہیں کیا تھا اور نہ بیعت کی تھی۔ ان حضرات کا اس زمانہ میں اہل حل و عقد میں ہونا بدیہی امر ہے۔“ (مکتوبات شیخ الاسلام ج: ۱، ص: ۲۸۶، مکتوب: ۸۹)

حامیان یزید کو چیلنج:

ہم پاک و ہند کے تمام حامیان یزید کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کربلا، حرہ اور محاصرہ مکہ کے واقعات ہائلہ کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی ثابت کر دیں کہ انہوں نے یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہو؟ ہا تو اب رہا انکم ان کنتم صدقین۔

حافظ ابن کثیرؒ کا فیصلہ:

حافظ ابن کثیر محدث، یزید کی تکفیر نہیں کرتے اور اس پر لعن کرنے کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود یزید کے بارے میں تصریح فرماتے ہیں:

”بل قد کان فاسقا“

”بلکہ یزید فاسق تھا“ (البدایہ والنہایہ، ج: ۸، ص: ۲۳۲)

- ۷۔ سلامہ اور احوں ساری رات اکٹھے رہے۔
- ۸۔ خلیفہ صاحب بھی ساری رات عشق بازی کا مظاہرہ دیکھتے رہے۔
- ۹۔ جب صبح دونوں نے معاشقہ کا اقرار کر لیا تو امیر المؤمنین نے انتہائی منصف مزاجی کے تحت سلامہ کو احوں کے حوالے کر دیا اور اس کو انعام و اکرام سے نوازا۔

اب کوئی منصف مزاج صاحب ہمیں بتائیں کہ کیا یہی کردار ایک عادل و صالح اور خلیفہ راشد کا ہوتا ہے؟ کیا منصب خلافت کے یہی تقاضے ہونے چاہئیں؟ مفروضہ زہد و تقویٰ کا یہی اعلیٰ نمونہ ہے؟ ساری رات اس قسم کا نظارہ دیکھنا کیا یہ بھی خلیفہ صاحب کی نقلی عبادات میں شامل ہے؟ کیا حضرت فاروق اعظم ؓ کا یہی نمونہ تھا جس کے متعلق عباسی صاحب لکھ رہے ہیں کہ:- امیر یزید کو حکومت و سپاس امور میں ہی حضرت فاروق اعظم ؓ کی پیروی کا اہتمام نہ تھا بلکہ طرز معاشرت میں بھی اُن کی پیروی کرتے، زندگی حد درجہ سادہ تھی۔“

http://siqarahlibrary.blogspot.com/

کیا دوسرے حضرات صحابہ سے یزید کو یہی فیضان حاصل ہوا تھا جس کا ڈھنڈورا عباسی صاحب پیٹ رہے ہیں۔ اگر مذکورہ کردار والے خلیفہ کو اکابر اہل سنت والجماعت نے فاسق قرار دیا ہے تو بتائیں ان کا کیا جرم ہے۔ ایسے شخص کو عادل و صالح اور راشد خلیفہ کہنا جرم ہے یا فاسق قرار دینا۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت

چند صفحات کے بعد ”دیوبندی حضرات کی خدمت میں“ کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

”اسلام کے نام پر اُمت میں جتنے فرقے بنے ہیں یا بنیں گے اُن سب میں حسب ارشاد رسالت ”مَا آتَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابُی“ (وہ لوگ جنتی ہوں گے جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے) اہل سنت والجماعت ہی

لکھا ہے۔ لفظ پلید پر حامیان یزید زیادہ برا فروخت ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ فاسق اور پلید کا ایک ہی مطلب ہے چنانچہ فسق اور فسوق کے لغوی معنی یہ ہیں: نافرمانی، بدکاری کی زندگی، اللہ کی نافرمانی، سرکشی اور بدی، نیک بختی کے راستے سے دوری اور فاسق کے معنی بدکار، نافرمان، گنہگار، پاپی، سرکش، زنا کار۔ (العجم الاعظم جلد: ۴)

(غرضیکہ) اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ یزید فاسق تھا۔ کیا حامیان یزید ثابت کر سکتے ہیں کہ مسلک اہل سنت والجماعت یہ ہے کہ یزید صالح و عادل تھا؟ ہرگز نہیں..... تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر مسلک اہل سنت یہی ہے کہ یزید فاسق تھا۔ اور تمام اکابر دیوبند بھی اسی مسلک کے تابع ہیں۔ تو پھر حامیان یزید ایک متفق علیہ مسلک اہل سنت کی کیوں پابندی نہیں کرتے؟ کیا یہ اہل سنت کے متفق علیہ عقائد کا انکار ان کے مشن کے مخصوص مقاصد میں سے ہے؟ کیا ان کے اس طرز عمل سے شیعوں کے لیے مسلک اہل سنت کو مجروح کرنے کا راستہ نہیں کھل جائے گا؟

(ماخوذ از ”خارجی فقہ، ج: ۲، ص: ۶۰۳)

(بشکریہ: مولانا عبد الجبار سلفی دیوبندی)

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مشہور ناظمی محمود احمد عباسی کی چند عبارات پیش کر کے درج ذیل امور ثابت کرتے ہیں:

- ۱۔ یزید موسیقی کا شوق رکھتا تھا۔
- ۲۔ اسلام میں پہلا بڑا شکار کا کھلاڑی تھا اور اسی سلسلہ میں چیتا بھی سدھایا ہوا تھا۔
- ۳۔ مغنیہ (گانے بجانے والی عورتوں کو اپنے حرم میں رکھتا تھا)۔
- ۴۔ سلامہ مغنیہ اپنے اوصاف و کمالات کی وجہ سے سب پر فوقیت لے گئی تھی۔
- ۵۔ سلامہ کے دو عاشق تھے جن میں احوں کا میاب ہو گیا تھا۔
- ۶۔ یزید نے خادم کو اجازت دے دی کہ وہ احوں کو سلامہ کے پاس لے آئے۔

ہیں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسلک کی پابندی نہیں کرتے ان سے اشتراک و اتحاد بھی مسلک حق کے لیے بہت زیادہ مہلک ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو مذہب اہل سنت والجماعت کی اتباع، خدمت اور نصرت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائیں آمین بجاہ امام الانبیاء والمرسلین ﷺ۔

(شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور کردار یزید ص: ۲۷، ۳۸)



یزید کا ظلم محدثین و مؤرخین کی نظر میں

ابن تیمیہؒ نے یزید کا واقعہ اور اس کا سبب بیان کیا ہے کہ اُس نے اہل حرہ کے ساتھ جو کچھ کیا تو اُس کی (یزید کی اس گستاخانہ جرأت کی) وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب اہل مدینہ نے اُس کے نوابوں (نائبوں) کو اور اُس کے خاندان (رشتہ داروں) کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور اُس کی بیعت توڑ دی۔

”تو اُس نے یکے بعد دیگرے پیغام بھیجے کہ اہل مدینہ اطاعت قبول کر لیں لیکن وہ نہ مانے تو یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ شریف پر حملہ کے لیے بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جب تم غلبہ پالو، تو تین دن تک تمہیں لوٹ مار، قتل و غارتگری کی عام اجازت ہوگی اور اس کا یہی وہ فعل ہے جس نے اُس پر لوگوں کی نکیر بڑھادی۔ اس لیے امام احمدؒ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہم یزید کی حدیث لکھ لیں تو انہوں نے فرمایا نہیں اور اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیا یزید وہی نہیں ہے جس نے اہل مدینہ کے ساتھ ناقابل ذکر بدسلوکی (ظلم و بے حرمتی) کی۔“

(مصابح السنۃ: ج ۲، ص ۲۵۳)

برحق ہیں اور دارالعلوم دیوبند اس دور میں مسلک اہل سنت والجماعت کا ہی رشد و ہدایت کا ایک عظیم مرکز ہے، اللہ تعالیٰ اس کو داخلی اور خارجی فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ پاکستان کے دیوبندی حلقوں میں اس وقت بہت زیادہ افتراق و انتشار پایا جاتا ہے اور اس کی غالب وجہ یہ ہے کہ دیوبندی مسلک حق سے باوجود دعویٰ دیوبندیہ کے انحراف کیا جا رہا ہے۔ دیوبندی حلقہ میں ہی عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکر پائے جاتے ہیں جو اس نظریہ کی تبلیغ میں سرگرمی دکھا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس درود و سلام پڑھا جائے تو آپ نہیں سنتے اور بعض غالی یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس درود و سلام سننے کا عقیدہ رکھے وہ قہر و کلاں شرک ہے۔ العیاذ باللہ حالانکہ حضور رحمت للعالمین ﷺ کے عند القبر سماع پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ اور اس میں حامیان یزید نمودار ہو رہے ہیں۔

موجودہ انتشار کے سد باب کا یہی واحد راستہ ہے کہ اکابر دیوبند کی علمی اور اعتقادی دستاویز ”المہند علی المفہد“ پر اتفاق کیا جائے اور یزید کے بارہ میں حضرات محققین دیوبند اور جمہور اہل سنت کے موقف کی حمایت و حفاظت کی جائے اور جو لوگ (علماء ہوں یا غیر علماء) مسلک اکابر دیوبند کی پیروی نہیں کرتے۔ مثلاً حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے یا یزید کی حمایت کرتے ہیں تو ان سے انقطاع کر لیا جائے۔ اسی طرح جو افراد یا جماعتیں حضرات خلفائے راشدین، ائمہات المؤمنین، اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں افراط و تفریط میں مبتلا ہیں (سوائے چند صحابہ کرام کے) کے باقی سب کے ایمان کا انکار کرتے ہیں یا تنقید و جرح سے ان کی دینی عظمتوں کو مجروح کرتے

قطب العصر، پیر طریقت

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمہ اللہ

تلمیذ و مرید شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی

و خلیفہ اعظم پیر سید خورشید احمد شاہ رحمہ اللہ

بانی جامعہ زکریا، مخدوم پور، ضلع خانیوال

(ترتیب: صاحبزادہ حضرت سید معاویہ امجد شاہ زید مجدد)

ارشاد باری تعالیٰ: یَوْمَ نَدْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (الایہ) کی تفسیر میں حضرت علیؑ، حضرت مجاہدؒ کے بقول لفظ امام یہاں بمعنی مقتدا اور پیشوا کے ہے، آیت مبارکہ کا مفہوم و معنی یہ ہے کہ میدان محشر میں ہر شخص کو اُس کے راہبر و راہنما (امام) کے نام سے پکارا جائے گا، ہم سیدنا حسینؑ کی عظمت و منقبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے آپ کی مظلومانہ شہادت کو برحق اس لیے تسلیم کرتے ہیں کہ روزِ محشر سید شبابِ اہل الجنة و قوۃ عین اہل السنۃ کے اصلی تبعین و محبین کے بارے میں جب بایں الفاظ اندا ہوگی ”حسینو پرچم حسینؑ تلے جمع ہو جاؤ“ تو ہم جدا الحسنین الکرمین کی شفاعت کی امید میں آپ کے گروپ میں شرکت کو باعثِ سعادت و نجات سمجھیں گے۔ ارشاد نبوی ہے المرء مع من احب۔۔۔ و فی روایت۔۔۔ انک مع احببت۔۔۔ مسلم۔ اور بخاری و مسلم میں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح پاک ارشاد موجود ہے: اللھم انی احبہ فاحبہ و احب من یحبہ (ترجمہ) اے اللہ میں بھی حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ! اور جو حسین سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت کر، (مشکوٰۃ: باب مناقب اہل البیت: ج ۲، ص ۵۶۹)۔

قائد اہل السنۃ قبلہ قاضی مظہر حسین آف چکوال کے والد گرامی علامہ کرم الدین دبیر نے اپنے منظوم دعائیہ کلام میں کیا خوب کہا ہے:

دراں روزے کہ از احوال دوزخ پر خطر باشد

شفیع من رسول پاک و صدیق و عمر باشد

بزیر ظل عثمان و علی المرتضیٰ باشم

چرا از فتنۂ محشر مرا باک و حذر باشد

دو دست من بدامان بتول و جملہ اولادش

شفیق حال زارم، سرور جن و بشر باشد

مقدمہ تفسیر عثمانی میں حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی طرف منسوب شعر رقم کیا ہے:

روز قیامت ہر کسے باخویش دارد نامہ

من نیز شوم تفسیر قرآن در بغل

ہم بھی صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ اور اولیاء اللہ سے محبت کو اپنی اخروی نجات و مغفرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں: احب الصالحین و لست منهم۔۔۔ لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بدان را بنیکاں ببخشد کریم (سعدی)

حیرت ہے حامیانِ یزید پر کہ نواسہ رسولؐ، جگر گوشہ بتول ابن اسد اللہ الغالب سیدنا حسینؑ پر غیر صحابی (یزید المولود: ۲۶/۲۷) کو ترجیح دیتے ہیں جس کے فسق و فجور پر جملہ صحابہ کرامؓ متفق تھے، کسی ایک صحابی کا اختلاف نہیں تھا پھر ائمہ مجتہدین، ائمہ اربعہ یزید کے پلید ہونے کے قائلین ہیں۔ سانحہ کربلا، واقعہ حرہ و محاصرہ مکہ مکرمہ کے رونما ہونے کے بعد یزید کے صالح عادل ہونے کے بارے میں کسی ایک صحابی کا ایک قول بھی ذرا

یزیدیت تا قیامت پیش نہیں کر سکتی۔

لئے روایت کے مطابق سیدنا عمر بن عبدالعزیزؓ کے حکم پر یزید کو امیر المومنین کہنے والے شخص کو بیس (۲۰) کوڑے مارے گئے تھے، مستند تاریخی حقائق کی روشنی میں یزید کا فسق تو اتر تک پہنچا ہوا ہے۔

حب یزید بغض حسینؓ لازم و ملزوم ہیں اس لیے نظریہ فسق یزید صرف تاریخی اور غیر ضروری معاملہ نہیں بلکہ یہ فقہی اور کلامی مسئلہ ہے جس کو محدثین اور فقہاء نے کتب عقائد و مسائل میں کما حقہ مدلل و مفصل درج کیا ہے، حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

بل قد کان فاسقاً۔۔۔ بے شک یزید فاسق تھا۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۳۲)
سیدنا حسینؓ یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے امت مسلمہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے قیام خلافت عادلہ کی خاطر میدان عمل میں اترے جن صحابہ کرامؓ نے آپ کو خروج سے منع کیا تھا ان کے پیش نظر وہی ممکنہ خدشات و خطرات تھے جو میدان کرب و بلا میں رونما ہوئے جنہیں نہ چشم فلک بھول سکتی ہے نہ سطح زمین۔ اس لیے تو بعض صحابہ کرامؓ نے صرف فتنہ و فساد اور قتل و غارت بین المسلمین کے خوف سے خروج سے احتراز کرتے ہوئے اہون البیتین کو برداشت کیا قبول نہیں کیا جس کی رخصت ہے اور سیدنا حسینؓ نے عزیمت پر عمل کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا۔

سیدنا حسینؓ کو اس خروج میں کسی ایک صحابی نے بھی خطی (خطا کار) قرار نہ دیا۔ (ابن خلدون)

اس وقت موجود جملہ صحابہ کرامؓ قائلین خروج یا مانعین مجتہد تھے، مجتہد معصوم نہیں تو مطعون بھی نہیں ہوتا بلکہ صواب و خطا دونوں حالتوں میں حسب حدیث بخاری ماجور ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی:

ما انا علیہ واصحابی

کہ جنتی فرقہ گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش پا پر ہو۔

کا مصداق فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعت ہے، جو سنت رسول اور جماعت رسول کے متبعین ہیں، اس دور میں صرف اکابرین علماء دیوبندی ہیں (کثر اللہ سوادہم) فسق یزید اہل السنۃ والجماعت کا متفق علیہ مسلک ہے اس لیے جملہ اکابرین علماء دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے، ہم جب اکابرین و مشائخ علماء دیوبند کے اسماء گرامی کی مماثلتوں اور یزیدیوں کے سامنے مسئلہ حیات النبی اور بحث فسق یزید میں طویل فہرست پیش کرتے ہیں تو یہ باطل گروپ فوراً کہتا ہے علماء دیوبند کی اصطلاح ترک کرو صرف اہل السنۃ والجماعت کے نام پر اکتفاء کرو، ہم جواباً یہ عرض کرتے ہیں: کہ اس دور میں اکابرین علماء دیوبند کے علاوہ حقیقی اور اصلی اہل السنۃ والجماعت کوئی اور ہے؟؟؟

یا تنگ نہ کر مجھے ناصح ناداں! اتنا

یا لا کے دکھا دے کمر ایسی دہن ایسا؟

تعب ہے ان کم قسمتوں، احمقوں پر جو اپنے بڑوں کو تاریخ و حقیقت سے ناواقف تصور کرتے ہیں حالانکہ ہمارے اکابرین و مشائخ علم و عمل و جملہ اوصاف حمیدہ کمالات ظاہریہ و باطنیہ کے جامع تھے امام اولیا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ملتان جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

سن لومودودی اپنے خود ساختہ نظریہ و باطل عقیدہ کی وجہ سے گمراہ ہے اگر بالفرض ملک کے سب علماء اس سے اتحاد کر لیں بندہ پھر بھی مودودی کو گمراہ کہتا رہے گا، بندہ کے پاس دو گواہوں کی شہادت حرف آخر ہے ایک حضرت شیخ مدنیؒ اور دوسرے حضرت اقدس راہپوریؒ انہوں نے گمراہ کہا ہے اور ان کی گواہی سب پر بھاری ہے کیونکہ یہ وہ ہیں جو اپنے باطنی نور سے روحانی طور پر اللہ تعالیٰ سے رابطہ کر کے بتلا

سکتے ہیں کہ کون حق پر ہے اور کون غلط ہے۔ اس لیے بزم خویش نام
نہاد نے روشن خیال محققین اپنے اسلاف پر اعتماد کریں اور تیرہ
سوسال (۱۳۰۰) سے ملت اسلامیہ کے مسلمہ اور غیر متنازع مسائل میں
اغیار کی تائید کرتے ہوئے اپنی دنیا و عقبی خراب نہ کریں۔

ایں چہ شور یست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرمی بینم
ابلہاں را ہم شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں
طوق زریں ہمہ در گردن خرمی بینم
والی اللہ المشتکی، وافوض امری الی اللہ، ومنہ التوفیق والا ستعانة



فتنہ یزید کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی

امام ابو یعلیٰؒ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن موسیٰ نے
حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث نقل کی،
اوزاعی مکحول سے راوی ہیں اور مکحول حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ سے کہ
آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا
تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس نام یزید ہے سب سے پہلے اس میں
رخنہ ڈالے گا۔“

(لسان المیزان: ج ۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ج ۶، ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی)

شیخ المشائخ، قطب الاقطاب

حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

(ترتیب۔ میاں رضوان نفیس)

حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

کربلا کے دن حضرت حسینؓ کی اولاد زینہ میں سوائے حضرت امام زین
العابدینؓ کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر اللہ تعالیٰ نے اس ایک سے پوری دنیا میں حضور نبی
کریم ﷺ کی اولاد کو پھیلا دیا اب اس وقت دنیا کا کوئی کونا ایسا نہیں جہاں اہل بیت کا کوئی
فرد موجود نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”الحسن والحسین ریحانائے
من الدنیا“ اس کا ترجمہ امام اہل سنت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ نے یوں کیا ہے ”حسن اور
حسین میری دنیا کی بہار ہیں۔“ اس ایک بچے امام زین العابدینؓ سے پوری دنیا میں
آپ ﷺ کی اولاد کی بہار پھیلی ہوئی ہے۔ اور یزید کا کوئی نام لیوا نہیں ہے جسے کہا جائے
کہ یہ یزید کی اولاد میں سے ہے۔

حضرت ﷺ فرماتے تھے:

حضرت حسینؓ کا شمار صحابہ کرامؓ کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ
نے حضور ﷺ کے ”نبیاء“ (خاص برگزیدہ اصحاب) اور ”رقباء“ (جو آپ کے احوال کے
نگران ہوں) میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

عن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان

ایک حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بیشک اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ”لا الہ الا اللہ“ کہا“

اب ظاہر ہے کہ حدیث پاک اسی صورت پر محمول ہے کہ صدق دل سے ”لا الہ الا اللہ“ کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں کہ ایک مرتبہ اخلاص سے پڑھ لیا تو سوخون معاف ہو جائیں گے اب جو چاہے کرتا پھرے۔ تعجب ہے کہ حامیان یزید اس کی منقبت میں یہ حدیث مبارک کیوں پیش نہیں کرتے۔ حالانکہ غزوہ قسطنطنیہ میں تو صرف ”مغفور لہم“ کے الفاظ ہیں اور اس حدیث میں صراحتاً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔

یزید کے حمایتی اس کی منقبت میں حدیث قسطنطنیہ کو بڑی شہود کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اول تو یزید جس لشکر میں شریک ہوا وہ آخری لشکر ہے نہ کہ اول، اور دوسرا یہ ہے کہ یزید ”غزوہ قسطنطنیہ“ میں بخوشی خاطر شریک ہی نہیں ہوا، جو اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وہ بغیر کسی جبر واکرہ کے اپنی خوشی سے شریک ہوا تھا تب بھی اس بشارت مغفرت کا تعلق اس کے ان گناہوں سے ہوگا جو اب تک اس سے سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس ”غزوہ قسطنطنیہ“ کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس سلسلہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے رسالہ ”حدیث قسطنطنیہ اور مغفرت یزید“ اور صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی مہدی حسن کے رسالہ ”حقیقت یزید“ کو بھی بڑا اہم قرار دیتے تھے۔ (ہمارے ادارہ کی طرف سے حدیث قسطنطنیہ پر اکابر کی آرا پر مشتمل ایک کتاب جلد ہی شائع ہو رہی ہے، انشاء اللہ العزیز)

یزید کے کردار کی باقی خرابیوں کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر بھی ”واقعہ

لکل نبی سبعة نجباء و رقباء و أعطیت انا اربعة عشر قلنا من هم؟ قال انا و ابنای و جعفر و حمزة و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ بن مسعود و ابوذر و المقداد۔

(رواہ الترمذی: مشکوٰۃ: ص ۵۸۰، ج ۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے سات نجباء اور رقباء ہوئے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ عنایت فرمائے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یہ کون کون حضرات ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں (یعنی حضرت علیؑ) اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد (رضی اللہ عنہم)۔

”نجیب“ کے معنی برگزیدہ اور ”رقیب“ کے معنی نگران احوال کے ہیں۔ شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی ”احمد الممعات“ میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ازیں معلوم میشود کہ درین چہار دہ بحسب نجابت و رقابت خصوصیتے است کہ در دیگران نیست۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ کے چودہ بزرگوں کو نجابت و رقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے یزید کے متعلق سنئے ہوئے فرمودات میں سے چند ایک یہاں پیش قارئین ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ یزید کے بارہ میں اپنے اکابر و اسلاف کے پیرو ہیں حضرت شاہ رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں فرمایا:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے معرکہ میں شامی فوجوں کو لٹاکر کہتے تھے، کہ میری دعوت وحیثیت کو تم لوگ ان صحابہ سے معلوم کرو جو میرے ساتھ نہ ہونے کے باوجود صورت حال سے اچھی طرح واقف ہیں، یزید اور میرے حالات کو جانتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ مشہور مؤرخ علامہ عبدالرحمن ابن خلدون کی کتاب ”تاریخ ابن خلدون“ کے مقدمہ کے حوالہ سے یوں بیان فرماتے تھے:

”جس وقت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں جنگ کر رہے تھے، اپنی فضیلت والہیت اور برحق ہونے پر ان ہی صحابہ کو گواہ بناتے تھے، اور مقابل فوجیوں سے کہتے تھے کہ تم لوگ جابر بن عبد اللہ، ابوسعید خدری، انس بن مالک، بھل بن سعد، زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) اور ان جیسے دوسرے صحابہ سے پوچھ لو۔“ (مقدمہ ابن خلدون)

ان ہی واقعات وحقائق کی روشنی میں علامہ ابن خلدون نے نہایت واضح الفاظ میں یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کو برحق قرار دے کر ان کو ہمد مثاب، و قلیل برحق قرار دیا ہے، اور قاضی ابوبکر بن العربی مالکی اندلسی صاحب ”العواصم من القواصم“ کا شہود سے رد کر کے ان کی غلطی کو بیان کیا ہے، اور یزید کی کارستانیوں کو اس کے فسق و فجور کے لیے مؤکد بتایا ہے لکھتے ہیں:

”یزید کی یہ حرکت بلاشبہ سخت اعمال فلسفہ میں شمار تھی نہ کہ مشروع، کیونکہ باغیوں کے ساتھ لڑنے کی شرط صحابہ کے نزدیک یہ ہے کہ مسلمان امام عادل کے ساتھ ہو کر لڑیں۔ اور یہاں پر امام عادل مفقود تھا۔ وہ یزید کو

کربلا، ”خانہ کعبہ“ اور ”مسجد نبوی شریف“ کی بے حرمتی، ”صحابہ کرام کا قتل“، ”ان کے اہل خانہ کی حرمت کی پامالی“ جیسے قبیح اور خوفناک جرائم اس کے سیاہ کارنامے ہیں ان سے کیسے صرف نظر کیا جائے؟

حضرت شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب کوفہ جانے کے ارادے سے نکلے تو بہت سے حضرات نے نہ جانے کے متعلق مشورہ دیا اس وجہ سے کہ وہ اُن ظالموں سے کوئی نیک امید نہیں رکھتے تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں جواب پیش کیا کہ میں نے خواب میں اپنے نانا جی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے ایک امر کا حکم دیا ہے میں ضرور جاؤں گا۔ حضور نبی کریم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا (اور یہ بات سب سے زیادہ صادق آتی ہے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم پر)۔ (أسد الغابہ)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

”جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے تو اس وقت کو فہمے گور ز صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔ یزید نے اطلاع ملنے پر اپنے نصرانی مشیر سرجون سے مشورہ کیا تو اس نے مشورہ دیا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بدل کر ابن زیاد کو مقرر کر دو کیونکہ نعمان صحابی ہونے کی وجہ سے سختی نہ کر سکے گا۔“ (الوزراء والکتاب - جیشاری)

یزید نے اس نصرانی مشیر کے مشورہ پر عمل کیا اور ابن زیاد کو مقرر کر کے ہر طرح کا اختیار اس کو دے دیا پھر جس کے بعد کربلا کا روح فرسا واقعہ رونما ہوا۔ اتنا بڑا حادثہ گزرنے کے باوجود یزید نے نہ تو ابن زیاد کو برطرف کیا اور نہ ہی کسی سے کوئی مواخذہ کیا۔

قتل کے مدعی خود حضور نبی کریم ﷺ ہوں گے۔“

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
کہ تڑپتی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ بتول
اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسول
حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید فرمایا کرتے تھے:

”ابن زیاد نے حضرت علی زین العابدین جو بیمار ہونے کی وجہ سے کربلا
میں زندہ بچ گئے تھے کے متعلق قتل کا حکم دیا تو ان کی پھوپھی بی بی زہبہؓ
اپنے بھتیجے کے سامنے کھڑی ہو گئیں اور بولیں کہ ”ابھی ہمارے خون
سے تمہارا دل نہیں بھرا کہ اس معصوم اور بیمار کو بھی قتل کرنا چاہتے ہو اگر
ایسا کرنا ہے تو پہلے مجھے قتل کرو“ اس جرأت پر ابن زیاد خاموش ہو گیا۔“
حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یزید کے اخلاق و کردار اور اس کے ہم مجلس افراد کی
گھٹیا ذہنیت کو مزید آشکارا کرتے ہوئے فرماتے:

”فاطمہ بنت علی کہتی ہیں کہ جب ہم یزید کے سامنے لا کر بٹھائے گئے
تو ایک سرخ رنگ کا نیلی آنکھوں والا شامی کھڑا ہوا اور میری طرف
اشارہ کر کے کہنے لگا امیر المؤمنین! یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجیے، یہ سن
کر میں خوف سے کاٹنے لگی کہ شاید یہ ان کے لیے جائز ہے، میں نے
اپنی بہن کی چادر پکڑ لی، وہ مجھ سے بڑی تھیں زیادہ سمجھدار تھیں جانتی
تھیں کہ یہ بات نہیں ہو سکتی، انہوں نے گرج کر کہا! تو کمینہ ہے نہ
تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید) اس کا حق ہے۔ اس جرأت پر

ہرگز عادل نہ سمجھتے تھے کہ اس قتال کو جائز رکھتے، پس ان کے نزدیک امام
حسین رحمۃ اللہ علیہ کو یزید کے ساتھ لڑنا نہ چاہیے تھا، تا کہ یزید کو آپ پر فوج
کشی کا موقع حاصل نہ ہوتا۔ بلکہ یزید نے جو کچھ کیا ان کے نزدیک سخت
ترین فاسق تھا۔ اور حضرت امام حق و اجتہاد پر تھے اور شہید و مثاب قتل
ہوئے اور جو صحابہؓ یزید کے پاس رہے وہ بھی حق و اجتہاد پر تھے۔ قاضی
ابوبکر بن العربی المالکی نے اس مسئلہ میں سخت غلطی کی ہے کہ اپنی کتاب
”العواصم من القواصم“ میں لکھ دیا کہ امام حسین رحمۃ اللہ علیہ اپنے ناناکا
شریعت پر قتل کیے گئے قاضی نے اس لیے غلطی کی اسے معلوم نہ تھا کہ
باغیوں سے لڑنے کے لیے امام عادل ہونا شرط ہے اور حضرت امام
حسین رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ آپ کے زمانہ میں اہل الرائے سے لڑنے کے
لیے امامت و عدالت کے بارے کون سا شخص زیادہ احق تھا، یا ہو سکتا ہے
پھر محض ایک فاسق و فاجر کی رائے سے آپ کے قتل ہونے کو کیوں کر کہا
جاسکتا ہے کہ شریعت محمدیؐ پر آپ قتل کیے گئے۔“ (مقدمہ ابن خلدون)

علامہ ابن تیمیہؒ نے حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں یزیدی فوجوں کو ظالم و باغی
قرار دیتے ہوئے آپ کو شہید مظلوم بتایا ہے، اور یزیدی فوجوں کو ان کے قتل کا مجرم
گردانا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”بلکہ ان ظالموں سرکشوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے پر قبضہ پالیا
یہاں تک کہ آپ کو ظلماً قتل کر کے شہید مظلوم بنا دیا۔“ (المفتی ص: ۲۸۷)
حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

”جن قتلوں کے فیصلے دنیا میں نہیں ہوئے ان کے فیصلے آخرت میں
ہوں گے اور حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کا فیصلہ بھی آخرت میں ہوگا اور اس

AF-1547

خدا گواہ ہے کہ یہ الفاظ لکھنے سے پہلے کتنی دفعہ سوچا گیا لکھا اور مٹایا گیا، قلم کو دل و دماغ کی کیفیت اور جذبات کی ترجمانی کا یا رانہ تھا۔ کہ اس داستانِ غم و الم کو کس طرح صفحہ قرطاس پہ منتقل کیا جائے۔ اسی بات کو شیخ نور الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس دوسویں کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

”اس قضیہ جاں گسل کو بیان کرنے میں جگر پانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا۔ کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔“ (تیسیر القاری، ج: ۳، ص: ۴۶۴)

مگر کیا کیا جائے اس فتنہ پرداز کی جس کی اساس سراسر دروغ گوئی اور طمع سازی پر مبنی ہے اور جو لوگوں کے ایمان کو غارت کرنے کے درپے ہے۔ ان لوگوں کے سامنے اس کی اصل حقیقت کو واضح کرنا بھی ایمانی تقاضا اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

می کشد شعلہ سرے از دل صد پارہ ما
جوشِ آتش بود امروز بہ فوارہ ما
(ترجمہ: ہمارے دل صد پارہ کے ہر ٹکڑے سے ایک شعلہ بھڑک رہا ہے۔ ہمارے فوارہ دل میں آج آگ کے شعلوں جیسی گرمی ہے۔)

کیا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ سے یہی محبت اور وفا ہے کہ اس شخص کی حمایت کی جائے جس نے یہ سب ظلم کیا، اور یاد رکھو ”ظالم کی حمایت اصل میں اس کے ظلم کی حمایت ہے“ یزید وہ آدمی ہے (اس کی حمایت کرنے والے اس بات کو یاد رکھیں کہ یزید بے توبہ کے مرا کیونکہ جس وقت اُس کی فوجیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ظلم و ستم ڈھا رہیں تھیں اُسی وقت ادھر یزید کی موت واقع ہو گئی اس لئے اس کو توبہ کی بھی توفیق نہ ملی اور وہ اس ظلم کے دوران ہی مر گیا۔) جس کے فاسق و فاجر ہونے میں صحابہؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ، سلف صالحینؓ اور کسی بھی زمانے میں کسی بھی صحیح العقیدہ بزرگ کو اختلاف نہیں رہا بس اگر فرق ہے تو صرف

یزید کو غصہ آ گیا کہنے لگا! تو جھوٹ کہتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے اگر چاہوں تو ابھی کر سکتا ہوں زینب نے کہا واللہ! ہرگز نہیں خدا نے تجھے ہرگز یہ حق نہیں دیا یہ دوسری بات ہے کہ تم ہمارے نانا ﷺ کی ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لو۔

اس بات پر یزید اور بھی خفا ہوا، کہنے لگا میرے سامنے تم یہ کہتی ہو، دین سے تیرا باپ علی اور تیرا بھائی حسین نکل چکا ہے۔ زینب نے بلاتامل جواب دیا اللہ کے دین سے، میرے نانا ﷺ کے دین سے، میرے باپ کے دین سے، میرے بھائی کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے، تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید چلایا! اے دشمن خدا تو جھوٹی ہے۔ زینب بولی تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے، ظلم سے گالیاں دیتا ہے، اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے۔ فاطمہ بنت علی کہتی ہیں یہ گفتگوں کر شاید یزید شرمندہ ہو گیا کیونکہ پھر کچھ نہ بولا۔

(تاریخ طبری، ج: ۵)

یہ ہے یزید کی حکومت، یہاں خدائے بزرگ و برتر کے بعد اس کائنات کی سب سے معزز اور بزرگ ہستی حضور نبی کریم ﷺ کے خاندانِ عالی شان کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ ان کے جوانوں اور بچوں کو تہ تیغ کیا اور آبرو پر گندی نظر ڈالی گئی۔ بیت اللہ شریف پر سنگ باری کی اور وہاں آگ لگائی گئی، مسجد نبوی شریف میں گھوڑے دوڑائے گئے، ریاض الجنۃ میں گھوڑے لپید اور پیشاب کرتے رہے، ان مبارک مقامات پر نماز پڑھنے سے روک دیا گیا، اور صحابہؓ و صحابیاتؓ کے مقدس خانوادوں کی عزت و حرمت کو پامال کیا گیا، اور مخدرات عصمت کی عصمت دری کی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(ترجمہ: اگرچہ تو ہمارے دل کی تڑپ کو نہ دیکھ سکا۔ کم از کم ہماری فریاد ہی سن لی ہوتی۔ وہ اتنی پراثر تھی کہ ماحول کی کوئی چیز اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔)



واقعہ حرہ میں یزیدی فوج کے مظالم حافظ ابن کثیرؒ کے الفاظ میں واقعہ حرہ کے مظالم کو بیان کرتے ہوئے حافظ ابن کثیرؒ کے قلم سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:

اور بے شک یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ حکم دے کر کہ ”تو تین دن تک مدینہ منورہ کو تباہ و تاراج کرنا“، تحش غلطی کی ہے، یہ نہایت بڑی اور فاحش خطا ہے اور اس خطا کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور اولاد صحابہ کی ایک خلقت کا قتل اور شامل ہو گیا ہے اور سابق میں گزر چکا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؑ اور ان کے اصحاب کو شہید کر دیا گیا اور ان تین دنوں میں مدینہ نبویہ میں وہ عظیم مفاہد برپا ہوئے جو حد شمار سے باہر ہیں اور جن کا بیان کرنا بھی ممکن نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا پورا علم کسی کو نہیں۔

یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی بادشاہی اور سلطنت کو مضبوط کرنا چاہا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اب بلا انزع کے اسکے ایام سلطنت کو دوام نصیب ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد کو الٹ کر اسے سزا دی۔ اس کی ذات عالی یزید کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہو گئی (کہ اس کی تمنا پوری نہ ہو سکی) چنانچہ اللہ عزوجل نے جو ظالموں کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے اس کی کمر بھی توڑ ڈالی اور اسی طرح اس کو دھر پکڑا جس طرح کہ ہر چیز پر غالب اور اقتدار والا پکڑا کرتا ہے ”اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہیں، بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی۔“

(البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۲۲)

اتنا کہ بعض اس کے کفر کے قائل ہیں اور بعض لعنت کے۔ اہل سنت کے نظریہ کے مطابق تمام اکابر علماء دیوبند فتنی یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں۔ (لعنت بھیجنے میں احتیاط سے مراد یہ نہیں کہ وہ قابل لعنت نہیں)۔

خدارا! آقائے پاک ﷺ کی تربیت شدہ اور صحبت یافتہ اولاد کو برا ثابت کرنے کی گمراہی میں مبتلا ہو کر آپ ﷺ کو تکلیف تو نہ پہنچاؤ اور جو کوئی اس دل آزاری سے باز نہ آئے تو پھر اس کے وبال کے متعلق اللہ پاک نے قرآن مجید میں جو سخت وعید فرمائی ہے اسی کو پڑھ۔ سُن کر نصیحت پکڑ لو اور توبہ کر لو:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔

(ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے، اور ان کے لیے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا)

(سورۃ الاحزاب: آیت: ۵۷)

اب بھی وقت چلنے کیے پر غور کرو کہ قیامت کے دن کس منہ سے شافع محشر ﷺ کا سامنا کرو گے اور کیسے ان سے ان کی شفاعت چاہو گے۔ ذرا شہدے دل و دماغ سے سوچو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمارا رخ کس طرف ہے اور ایسا ظلم جو دجل و فریب اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے، اس کو رد کر رکھ کر اپنا اور دوسروں کا ایمان تو برباد نہ کرو۔ اب بھی وقت ہے سمجھ جاؤ عاقبت نااندیش نہ بنو۔

http://siqarahlibrary.blogspot.com/

اگر نہ دیدی تپیدن دل
شنیدنی بود ناله ما

امام اہل سنت، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ

کا مسلک و موقف

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ اکابر اہل السنۃ اور اسلاف دیوبند کا یزید کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟ وہ خلیفہ راشد تھا یا نہیں؟ اور اس کو فاسق و پلید کہنا کیسا ہے؟ نیز واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ میں یزید ملوث تھا یا نہیں؟ واضح فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا و توجروا

سائل عبدالقیوم طاہر، عرفات ٹاؤن گوجرانولہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

(۱) آج تک کسی نے یزید کے دور حکومت کو خلافت راشدہ میں شمار نہیں کیا اور نہ ہی اس کو خلیفہ راشد کہا ہے۔

(۲) تاریخی حقائق کی روشنی میں یزید کافق تو اتر تک پہنچا ہوا ہے، اس بنا پر علماء محدثین نے اس کے فسق کا اظہار کیا ہے، مشہور حنفی عالم علامہ ابوبکر الجصاص نے احکام القرآن میں یزید کے فسق کا اظہار کیا ہے (ملاحظہ ہو، احکام القرآن ص: ۱۱۹) مذہب حنفی کے بلند پایہ محدث حضرت ملا علی قاریؒ نے فسق یزید کا اظہار کیا (ملاحظہ ہو، شرح فقہ اکبر ص: ۸۸) اکابر علماء دیوبند میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے یزید کو ظالم اور پلید لکھا ہے (ملاحظہ ہو، فیوض قاسمی ص: ۳۲ و اجوبہ اربعین ص: ۳، ج: ۲ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے یزید کو فاسق لکھا ہے (ملاحظہ ہو، فتاویٰ رشیدیہ ص: ۱۰، ج: ۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے یزید کو فاسق لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو، امداد الفتاویٰ ص: ۴۱۶، ج: ۴)

(۳) واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ یزید کے دور حکومت میں ہی ہوئے اس لیے اس کو ان واقعات سے بالکل علیحدہ نہیں کیا جاسکتا، ان کی ذمہ داری اسی پر آتی ہے، کیونکہ ان واقعات

مفسر قرآن، امین علوم ولی اللہی

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب سواتی رحمہ اللہ

بانی جامعہ نصرت العلوم گوجرانولہ

دسویں محرم کو امام حسینؑ اور ان کے بیٹوں سمیت چوبیس افراد خانہ کو مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیا گیا، صرف ایک بیٹے کو اللہ پاک نے بچا لیا حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ میں بڑی زیادتی ہوئی اور اس سانحہ کے ذمہ دار افراد ناقابل معافی ہیں، ان کی طرف داری کرنے والے خواہ کچھ بھی کہیں غلط ہے، کیونکہ غلط بات ہمیشہ غلط ہوتی ہے۔ یزید نے ظلم کیا اس کے گورنر اور لشکریوں نے ظلم کیا ہم یزید کے طرفدار نہیں، اگر وہ کسی ٹریبونل کے ذریعے اس غم انگیز واقعہ کی تحقیقات کراتا اور مجرموں کو سزا دیتا تو اس کا نام تاریخ میں بری الذمہ ہو جاتا مگر اس نے یہ نہیں کیا بلکہ ایسی ویسی باتیں کر کے معاملے کو ختم کر دیا، اس سے بات ختم نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ (خطبات سواتی، ج: ۲، ص: ۲۴)

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ اپنے درس قرآن میں فرماتے ہیں کہ: یزید فاسق و فاجر تھا۔ (تفسیر دروس القرآن ص: ۳۳۳)

(بشکریہ: حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مہتمم جامعہ نصرت العلوم، فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالحمید خان سواتیؒ)



میں ملوث کسی کو اس نے سزا نہیں دی، واللہ اعلم بالصواب۔
احقر عبد الشکور عفا اللہ عنہ

الجواب صواب دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ابوالزاہد محمد سرفراز ۱۳۰۸/۲/۷ھ

صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مہر دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم ۷ صفر ۱۴۰۸ھ یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء

(مجلہ مفرد شیخ الشارح نمبر ۶۱۹)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب اپنی کتاب ”آنکھوں کی ٹھنڈک“

میں ایک جگہ ارقام فرما ہیں کہ :

مستدرک: ج ۳، ص ۵۲۲، میں روایت آتی ہے کہ حضرت معقل بن

سنان اور حضرت مسلم بن عقبہ کی آپس میں ایک مرتبہ ملاقات

ہوئی، حضرت معقل نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

انی خرجت کرمالہ البیعة لهذا الرجل -

میں اُس شخص کی بیعت کرنے کے لیے مجبور نکلا ہوں۔

حالانکہ وہ شراب بھی پیتا اور حرم میں زنا بھی کرتا ہے۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک: ص ۱۳۶)



یزید کی بدکرداری

علامہ ابن حجر مکی نے ”الصواعق المحرقة“ میں بصرحت لکھا ہے:

اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے) کہ وہ فاسق

تھا، شریر تھا، نیک کام تو والا تھا، ظالم تھا۔ [ص ۱۲۳]

وکیل صحابہ و اہل بیتؑ

حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ

سرپرست سپاہ صحابہؓ (کالعدم) پاکستان

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے متعلق حضرت حیدریؒ فرماتے تھے

کہ وہ ”حجة الله في الارض“ ہیں اور یزید کے متعلق فرماتے

تھے کہ میرا وہی نظریہ ہے جو حضرت قاضی صاحبؒ کا ہے۔

(مجلہ مفرد: ش ۱۳/۱۲: ص ۶۶)

(نوٹ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ یزید کو فاسق و فاجر اور قاتل حضرت حسینؑ

فرماتے ہیں، حضرت قاضی صاحبؒ کا موقف اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ پر موجود ہے، اور

قاضی صاحبؒ کی مایہ ناز تصنیف ”خارجی فتنہ“ فق یزید پر ایک مستقل تعریف ہے)

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کا معمول مبارک تھا کہ جب بھی کوئی شخص (علامہ

صاحب کو ملنے والا) خیر پور میرس سے ملتان یا آس پاس کے علاقہ میں آتا تو علامہ شہیدؒ اس

کے ہاتھوں اپنے استاذ محترم حضرت مولانا محمد امین صفدر ادا کاڑویؒ کے لیے کوئی نہ کوئی ہدیہ

ضرور بھیجتے، خصوصاً کھجور کے موسم میں اپنے علاقے کی کھجور ضرور بھیجتے تھے۔

ایک دفعہ گرمیوں کے زمانہ میں ایک شخص خیر پور سے آیا اور علامہ

شہیدؒ کی طرف سے کھجور کا ہدیہ پیش کیا، اور ساتھ ہی آنے والے نے

یہ خبر بھی دی کہ حضرت علامہ شہیدؒ ”یزیدی“ ذہن رکھتے ہیں۔ استاذ

خواجہ خواجگان

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ

کامسک و موقف

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے اور یزید کے ظلم کا اظہار جس درود سے کیا ہے اور آخری سطر میں جو تنبیہ فرمائی ہے وہ آج سے لکھنے کے قابل ہے اور حضرت کے متعلقین، متوسلین، متغنین، مسترشدین اور تمام مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔
اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”عدل و انصاف اور رعایا کے مال و جان و عزت و آبرو کی حفاظت وقت کے ہر حکمران کے ذمہ لازم ہے۔ اور لازم رہی ہے۔ جو حکمران اپنی رعایا میں عدل و انصاف قائم نہیں رکھ سکتا اور ظلم و ستم اور جور و جبر کو نہیں روک سکتا۔ سارے کا سارا ظلم و ستم اور نا انصافی جو اس کے ملک میں روا رکھا جائے گا اس کا وہ پوری طرح ذمہ دار اور حصہ دار ہے۔

تمام اہل حق امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلامات والختیہ کے نزدیک اُس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ساری امت میں افضل اور بہترین تھے لہذا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یزید اور اس کے کارپردازوں کی طرف سے اُن کو میدان کربلا میں انتہائی سفاکی سے تختہ مشق ظلم و ستم بنانا اور امام عالی مقام اور ان کے رفقاء کرام کو ناحق قتل کرنا ایسا گھناؤنا جرم ہے جس کا یزید پوری طرح ذمہ دار بلکہ حصہ دار

محترم مولانا اوکاڑوی نے جب یہ سنا تو ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آیا ہوا بدیہ بھی واپس بھیج دیا۔ جب علامہ صاحب کو اس کی اطلاع ملی تو استاذ محترم کو یقین دلایا کہ دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی میں اکابر دیوبند کا متبع ہوں ان سے قطعاً الگ نہیں ہوں، میرا بعینہ وہی نظریہ ہے جو ہمارے اکابر دیوبند کا ہے (تمام اکابر علماء دیوبند فسق یزید کے قائل اور اس کے کفر میں توقف اور لعنت بھیجنے میں احتیاط برتتے ہیں) ان کی طرف سے اس وضاحت کے بعد استاذ محترم نے ان کا بدیہ قبول فرمایا۔
(مجلہ صفر: ش: ۱۳/۱۲: ص: ۷۲)



حدیث مبارک کی رو سے یزید کی بدبختی

حضرت سائب ابن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس شخص نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ عز و جل اسے خوفزدہ کرے گا اس پر اللہ کی لعنت اور لوگوں اور سب فرشتوں کی لعنت اللہ تعالیٰ اس سے نہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ قبول کرے گا۔“ (مسند الامام احمد: ج ۳، ص ۵۵، ۵۶)
ساری دنیا جانتی ہے کہ اہل مدینہ پر یزیدی فوج نے یزید کے حکم پر حملہ کیا اور تین دن تک مدینہ منورہ کو ہر ظلم و زیادتی کے لیے جائز قرار دیا۔ سینکڑوں صحابہ و تابعین کو شہید اور ان کی عورتوں اور بچوں کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور مسجد نبوی شریف میں تین دن تک اذان و نماز تک نہ پڑھنے دی گئی، حتیٰ کہ روضہ مبارکہ اور ریاض الجنۃ کو یزیدی فوج کے گھوڑوں کے لیے جولان گاہ بھی بنادیا گیا، اور وہ ظلم ہوئے کہ جن کو لکھتے ہوئے قلم بھی شرم سے پانی پانی ہو جائے۔ ذرا غور کریں کہ ان حالات میں اہل مدینہ کیونکر خوفزدہ نہ ہوئے ہوں گے؟ نتیجہ آپ کے سامنے ہے.....!

استاذ العلماء، شیخ المشائخ

حضرت مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ

صدر مفتی جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک

یزید جمہور علماء کے نزدیک کافر نہیں۔ لیکن بے شک اس کی نااہلی اور ظلم بھی ناقابل انکار ہیں۔ تمام کتب فقہ اور کتب کلام میں یہ حکم مسطور ہے۔ (فتاویٰ فریدیہ: ج ۱، ص: ۴۹۶) سوال: یزید کی خلافت کو جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے مانا ہے اس لئے اگر ان کے نام لکھ دیئے جائیں تو مہربانی ہوگی۔ نیز یزید کی حیثیت کیا ہے؟ بیٹنواؤ تو جو روا

المستفتی: رضی بخاری جناح سٹریٹ سرگودھا جواب: کتب خانہ میں صرف البدایہ والنہایہ موجود ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تسلیم کرنا نظر آتا ہے اور خلیفۃ الرسول کسی نے بھی نہیں مانا ہے اور یزید بن معاویہ ایک محتجب امیر تھا۔ اور اسکی خلافت علی منہاج النبوت نہ تھی۔ وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ج ۱، ص: ۴۹۹)



یزید کے بُرے کروت

علامہ ابن حزم ظاہری اندکی اپنی کتاب "تہمۃ انساب العرب" میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں: اور یزید جس کے اسلام میں بُرے کروت ہیں، اس نے اپنی سلطنت کے آخری دور میں حرہ کے دن اہل مدینہ اور ان کے بہترین اشخاص اور بقیہ صحابہ کو شہید کیا اور اپنے عہد حکومت کے اوائل میں حضرت حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو شہید کیا اور مسجد حرام میں حضرت زبیرؓ کا محاصرہ کر کے کعبہ اور اسلام کی بے حرمتی کی پھر اللہ تعالیٰ نے انہی دونوں اس کو موت کا مزہ پکھلایا۔ (ص: ۱۱۳)

ہے۔ لہذا اہل حق کی جماعت نے یزید کو کافر تو قرار نہیں دیا۔ لیکن اس سے کم درجے کا مجرم مختلف عنوانات سے اس کو ضرور قرار دیا ہے۔ بعض نے فاسق و فاجر کہا ہے۔ بعض نے بے دولت و بے نصیب کہا ہے۔ اور بعض نے اس سے بھی زیادہ سخت تر الفاظ میں اس کی مذمت کی ہے۔

بہر حال یہ جان لینا چاہیے کہ امام عالی مقام رحمہ اللہ کے مقابلہ میں یزید کو بہتر اور برحق سمجھنے والا اپنے خاتمہ بالخیر کی توقع نہ رکھے۔ (مجلد صندرش المشائخ نمبر: ۶۲۱)



سرخیل اہل بیت حضرت ابن عباسؓ نے بھی یزید ہی کو قاتل حسینؑ قرار دیا

حضرت ابن عباسؓ نے یزید کے ایک خط کا بھرپور جواب دیا، اس سے اقتباس پیش نظر ہے: تم نے حسین کو اور ان جو انان عبدالمطلب کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں ستارے تھے۔ تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے ان لوگوں کو آہستہ بخون ایک کھلے میدان میں اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا وہ چھینا جا چکا تھا، پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا۔ ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں۔

تم ان کے خلاف باہم تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو، پس میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے، حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔ اب تو تو میرے انتقام کا ہدف ہے۔ (کامل ابن اثیر۔ ج ۴، ص: ۵۱۵/۵۱۶، انساب الاشراف، ج ۴، ص: ۱۸-۱۹)

شیخ طریقت، شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمہ اللہ

شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ، بہاولپور

ہمارے نزدیک نہ تو یزید پر لعنت درست ہے اور نہ اسے عادل کہنا صحیح ہے اور نہ ہی وہ کافر تھا۔ بلکہ وہ فاسق و فاجر مسلمان تھا۔

(مجلہ صفدر، شیخ الحدیث نمبر: ص: ۲۸۷)



http://siqarahlibrary.blogspot.com/

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق موقف

محدث ملا علی قاری علامہ ابن ہمام کا قول ان کی کتاب المسایرہ سے نقل کرتے ہیں:

اور ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید کی تکفیر (یعنی اس کو کافر قرار دینے)

میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ ہاں (وہ کافر ہے) یعنی یہ حکم

اس بنا پر کہ اس سے بعض ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس کے کفر پر

دلائل کرتی ہیں مثلاً شراب کو حلال سمجھنا اور حضرت حسینؑ اور آپ کے

ساتھیوں کے قتل کے بعد اس کی زبان سے یہ نکلنا کہ میں نے ان سے اس

فعل کا بدلہ لیا ہے جو انہوں نے جنگ بدر میں قریش کے بزرگوں اور

سرداروں کے ساتھ کیا تھا وغیرہ ذالک (شرح فقہ اکبر)

مناظر اہل سنت

حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی رحمہ اللہ

حضرت علامہ مولانا عبدالستار تونسویؒ مناظر اعظم تنظیم اہل سنت پاکستان

نے ایک مناظرہ میں جو متواتر تین دن تک اہل سنت اور اہل تشیع کے

درمیان ضلع ملتان بمقام باگڑسر گانہ ہوتا رہا، جس میں شیعہ مناظر محمد اسماعیل

گوچرہ کو نہایت لاجواب و مبہوت کر دیا اسی مناظرہ میں ایک مقام پر

حضرت عبدالستار تونسویؒ یزید کے متعلق اپنا عقیدہ واضح کرتے ہیں۔

حضرات! مولوی اسماعیل اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کے دلائل سے لاجواب

و مبہوت ہو کر اب یزید کو اہل سنت کا امام بنانے اور بتانے لگا ہے گویا کہ مولوی اسماعیل

اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کو حق مان چکا ہے، اور کیوں نہ مانتا جب کہ امیر المومنین

حضرت علی المرتضیٰؑ کا فرمان شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی کے جزو، ۳۱ پر مرقوم ہے:

ولعمری ان کان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان

المصائب بہما لجرح فی الاسلام لشدید یرحمہما اللہ

وجزاہما باحسن ما عملا۔

ترجمہ: اور قسم مجھے اپنی جان کی کہ یہ تحقیق ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا

مقام اسلام میں بڑا ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا، اللہ

ان دونوں پر رحمت کریں اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے۔

مولوی اسماعیل صاحب! حسب فرمان جناب علی المرتضیٰؑ خلفاء ثلاثہ کو مان لیں اور

یزید کے متعلق یہ خوف نہ کھائیں کہ یہ اہل سنت کا امام و پیشوا ہے، یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے

دیکھیے اہل سنت کی عقائد کی کتاب نیراس (شرح عقائد نسفی) کے ص: ۵۵۳، پر لکھا ہے:

واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ واجازہ ورضی بہ

ترجمہ: اور ہمارے علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز پر متفق ہیں

جنہوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا یا امام حسینؑ کے قتل کا حکم دیا، یا امام

حسینؑ کے قتل کی اجازت دی اور ان کے قتل پر راضی و خوش ہوئے۔

اور اس کے بعد اسی نیراس کے ص: ۵۵۴، پر ہے:

لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر

جنہوں نے امام حسینؑ کو شہید کرنے میں اس کی امداد کی۔

دیکھیے مولوی اسماعیل صاحب! اگر یزید اہل سنت کا امام ہوتا تو ہم اس کے متعلق

یوں کیوں لکھتے، جہاں اہل سنت کی کتاب میں یزید کے متعلق کچھ لکھا ہوا ہے وہاں اس کے

بادشاہ وقت ہونے کے متعلق لکھا ہوا ہے یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ یزید اہل سنت کا امام و پیشوا

اور مقتدا تھا۔ اگر خدا ایک بار یزید پر لعنت کرے تو ہم اہل سنت اس پر لاکھ بار لعنت کریں

گے۔ (بے نظیر دلا جواب مناظرہ: ص: ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷)

حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں

محمود احمد عباسی امر وی نے جب دفاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آڑ میں خلیفہ

راشد سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر بے جا اعتراضات کیے، تو حضرات علماء اہل السنۃ نے

بروقت ان کے باطل نظریات کا تعاقب کیا، تحریر و تقریر کے ذریعہ ان کے نام نہاد دلائل کے

جوابات دیے اور حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا، احقر کے والد ماجد نے بھی اس

خارجی فتنہ کے رد میں ”محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ“ کے نام سے کتاب تحریر

فرمائی۔ (مذکورہ کتاب ہمارے ادارہ ”شاہ نقیس اکادمی“ سے شائع ہو چکی ہے) احقر کو خوب یاد ہے کہ سہائی وال (سرگودھا) کے علاقہ میں ایک جلسہ میں تقریر کے بعد حضرت علامہ تونسوی صاحب جامعہ حقانیہ تشریف لائے تو حضرت والد صاحب نے انہیں اپنی یہ کتاب سنائی، حضرت علامہ صاحب نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے کتاب کو سنا اور حضرت والد صاحب کو فرمایا:

حضرت ہمیں آپ کی تحریر سے حرف بحرف اتفاق ہے، ہم بکے سنی

اور دیوبندی ہیں، یزید اور اس کی جماعت اور خارجیوں سے ہمارا

کوئی تعلق نہیں، ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں، محمود احمد

عباسی کی تحقیق غلط ہے، آپ نے اس کی تردید میں جو کچھ لکھا ہے

وہ حق اور صحیح ہے۔

(مجلد الحقانیہ: ص: ۹۔ ربیع الاول، ۱۴۳۴ھ / فروری، ۲۰۱۳ء)



یزید کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے یاد نہ کیا جائے

امام المحققین حضرت مولانا علامہ عبدالحی لکھنوی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا؟

یزید کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ تو جواب میں بہت سے اقوال

نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ترجمہ: کہ یزید کے متعلق اسلم ترین مسلک یہ ہے کہ اس (یزید)

بد بخت کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے ہرگز یاد نہ کرے۔ الخ

(فتاویٰ عبدالحیؒ ص: ۹۵۸، ج نمبر ۳)

اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہمارے محبوب ہیں۔

حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یزید صحابی نہیں ہے اور آپ کا یہ عقیدہ ہے آپ کے اکابر کا عقیدہ ہے کہ پوری دنیا کے ولی اکٹھے ہو جائیں، قطب غوث اکٹھے کر لیے جائیں، کبھی بھی وہ صحابیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے، صحابیت والی فضیلت اتنی بڑی فضیلت ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یزید صحابی نہیں۔

ہم حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں، اور تمام اہل بیت کے ساتھ محبت کرتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے لکھنے کے مطابق کہ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ حب اہل بیت کو خاتمہ بالخیر میں بڑا دخل ہے۔

✽ اور جو لوگ اہل بیت کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں

✽ یا اپنے دلوں کے اندر کوئی کدورت رکھتے ہیں

✽ یا ان کے ساتھ کسی قسم کے مخالفانہ جذبات رکھتے ہیں

ایسے لوگوں کے سوء ایمان کا ڈر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے (آمین)“
(خطبات حکیم العصر ج: ۱۰، ص: ۲۰۳)



یزیدی فوج کا کارنامہ

”فتنہ حرہ“ سے کیسی بتائی گئی؟ اس کے بارے میں حضرت سعید بن المسیبؓ کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری میں منقول ہے:

پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی شادت تو اس نے بدری صحابہ میں سے کسی کو باقی نہ رکھا (سب آخر ختم ہو گئے) پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرہ (یزیدی فوج کا کارنامہ) جب واقع ہوئی تو اس نے اصحاب بیعت الرضوان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ [ج: ۲، ص: ۵۷۳]

شیخ المشائخ، حکیم العصر

حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم

کا مسلک و موقف

مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید صاحب

لدھیانوی مدظلہم اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں:

”باقی جہاں تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ ہے عقیدہ اپنا یاد رکھنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ و یزید کا مقابلہ جس وقت بھی ہو ہم حسینی ہیں، ہم یزیدی نہیں ہیں یہ فقرہ یاد رکھو! ہماری محبت، ہماری عقیدت ساری کی ساری حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے ساتھ ہے۔ ہم اس اختلاف میں یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کسی صورت ترجیح دینے والے نہیں اور اس یزید کی حمایت کرنے والے نہیں ہیں آپس میں جب ان کا مقابلہ ہو تو حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کی آپس میں کوئی نسبت نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سرور کائنات رضی اللہ عنہ کی گود میں کھیلے ہیں شاید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے وجود کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جو سرور کائنات رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک سے مس نہ ہوا ہو، اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھایا، گود میں بٹھایا اس طرح سے محبت اور پیار کیا اور اپنی محبت کا اظہار کیا اور محبت کرنے کی ترغیب دی، دعا کی کہ یا اللہ جو حسین سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر (مشکوٰۃ ج: ۲، ص: ۵۶۹)

شیخ الاسلام

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ
دارالعلوم کراچی

حضرت قاضی مظہر حسینؒ نے خارجیت، ناصیت اور یزیدیت کے رو میں
ایک معرکہ آرا کتاب ”خارجی فتنہ“ تحریر فرمائی، اس کتاب کے حصہ اول پر
سب سے پہلا تائیدی گرامی نامہ جو حضرت قاضی صاحب کو موصول ہوا وہ
حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تھا، جو درج ذیل ہے۔

مخدوم گرامی قدر حضرت قاضی مظہر حسین مدظلہم العالی
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت تمام ہوں، آمین۔ آپ کی طرف سے مختلف
قراردادیں اور پمفلٹ آپ کی کرم نوازی سے موصول ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان میں کوئی
جواب طلب بات نہیں ہوتی اس لیے جواب نہیں دیتا، لیکن ان سے جناب کی سرگرمیوں کا علم
ہوتا رہتا ہے اور دعا گو بھی رہتا ہوں اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

تازہ کتاب ”خارجی فتنہ جلد اول“ موصول ہوئی سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا آپ
نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے آج کل اس معاملے میں جو افراط و تفریط چل رہی
ہے آپ نے اس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا ہے وہی علمائے حق کا طریقہ رہا
ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، یہ عریفہ محض اپنے جذبات کے اظہار کے لئے لکھا ہے اس کی

۱۳۰۳/۵/۱۹ھ

اشاعت مقصود نہیں۔ والسلام

فخر اہل سنت

حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم
(محمدی شریف، جھنگ)

حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً
واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں
پائے جاتے ہیں ان کا ذمہ دار خود یزید ہے نہ کہ جناب معاویہؓ،
اُس (یزید) کی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ کو مطعون کرنا بڑی زیادتی
ہے اور آنجناب (حضرت امیر معاویہؓ) اس کے ذمہ دار نہیں۔

(سیرۃ حضرت امیر معاویہؓ: ج ۲، ص ۶۳۰)



انجبت و فاسق یزید

علامہ بحر العلوم لکھنوی ”فوتوح الرحمۃ شرح مسلم الثبوت“ میں ارقام فرماتے ہیں:
اور ان (حضرت امیر معاویہؓ) کا بیٹا یزید جو کہ فاسقوں میں بڑا انجبت
تھا اور منصب خلافت سے بمراحل (کوسوں) دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان
میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو طرح طرح کی خبیث
حرکتیں اس نے کی ہیں سب جانی پہچانی ہیں۔ [ج ۲، ص ۲۳]

شیخ الاسلام

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ
دارالعلوم کراچی

حضرت قاضی مظہر حسینؒ نے خارجیت، ناصیت اور یزیدیت کے رد میں
ایک معرکہ آرا کتاب ”خارجی فتنہ“ تحریر فرمائی، اس کتاب کے حصہ اول پر
سب سے پہلا تائیدی گرامی نامہ جو حضرت قاضی صاحب کو موصول ہوا وہ
حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تھا، جو درج ذیل ہے۔

مخدوم گرامی قدر حضرت قاضی مظہر حسین مدظلہم العالی
اسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت تمام ہوں، آمین۔ آپ کی طرف سے مختلف
قراردادیں اور پمفلٹ آپ کی کرم نوازی سے موصول ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان میں کوئی
جواب طلب بات نہیں ہوتی اس لیے جواب نہیں دیتا، لیکن ان سے جناب کی سرگرمیوں کا علم
ہوتا رہتا ہے اور دعا گو بھی رہتا ہوں اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

تازہ کتاب ”خارجی فتنہ جلد اول“ موصول ہوئی سرسری طور پر دیکھی دل بہت خوش ہوا آپ
نے مسلک حق کی خوب ترجمانی فرمائی ہے آج کل اس معاملے میں جو افراط و تفریط چل رہی
ہے آپ نے اس سے ہٹ کر اعتدال کا جو راستہ اختیار فرمایا ہے وہی علمائے حق کا طریقہ رہا
ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، یہ عریضہ محض اپنے جذبات کے اظہار کے لئے لکھا ہے اس کی

۱۳۰۳/۵/۱۹ھ

اشاعت مقصود نہیں۔ والسلام

فخر اہل سنت

حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم
(محمدی شریف، جھنگ)

حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً
واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں
پائے جاتے ہیں ان کا ذمہ دار خود یزید ہے نہ کہ جناب معاویہؓ،
اُس (یزید) کی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ کو مطعون کرنا بڑی زیادتی
ہے اور آنجناب (حضرت امیر معاویہؓ) اس کے ذمہ دار نہیں۔

(سیرۃ حضرت امیر معاویہؓ ج: ۲، ص: ۶۳۰)



انجبت و فاسق یزید

علامہ بحر العلوم لکھنوی ”نواح الرحمت شرح مسلم الثبوت“ میں ارقام فرماتے ہیں:
اور ان (حضرت امیر معاویہؓ) کا بیٹا یزید جو کہ فاسقوں میں بڑا انجبت
تھا اور منصب خلافت سے بمر اعل (کوسوں) دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان
میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو طرح طرح کی غبیث
حرکتیں اس نے کی ہیں سب جانی پہچانی ہیں۔ [ج: ۲، ص: ۲۳]

كتابات (المصادر العربية)

١. أبو حنيفة، حياته وعصره، وآراءه الفقهية: لمحمد أبي زهرة، ط: الثانية، دار الفكر العربي، القاهرة، مصر.
٢. الأخبار الطوال: لأبي حنيفة أحمد بن داود الدينوري (ت: ٢٨٢ هـ)، بتحقيق كراتشكو فسكي، (١٩١٢ م).
٣. إرشاد الساري، لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبي بكر القتيبي القسطلاني، (ت: ٩٢٣ هـ)، ط: الأولى، (١٣٢٣ هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر.
٤. إزالة الغن عن بصارة العين، بإثبات شهادة الحسين: لمولوي حيدر علي ابن محمد فيض آبادي، ط: الثانية، (١٢٩٥ هـ)، مطبع ثمر، لكهنشو، الهند. (باللغة الفارسية).
٥. أسد الغابة: لأبي الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الجزري، المعروف بـ: «ابن الأثير»، (ت: ٦٣٠)، بتحقيق عادل أحمد الرفاعي، ط: الأولى، (١٤١٧ هـ = ١٩٩٦ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
٦. الإصابة في تمييز الصحابة: لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي، (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)، بتحقيق علي محمد البجاوي، ط: الأولى، (١٤١٢ هـ = ١٩٩٢ م)، دار الجليل، بيروت، لبنان.
٧. أصول الدين: لجمال الدين أحمد بن محمد بن محمود بن سعيد الغزنوي، (ت: ٥٩٣ هـ)، بتحقيق عمر وفيق الداعوق، ط: الأولى، (١٩٩٨ م)، دار البشائر الإسلامية، بيروت، لبنان.
٨. إعلاء السنن: للعلامة ظفر أحمد العثماني التهانوي (١٣١٠ - ١٣٩٤ هـ) بتحقيق الشيخ المفتي محمد تقي العثماني، ط: الأولى (١٤١٨ هـ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.

٩. إكفار الملحدين في ضروريات الدين: لخاتمة المحدثين الشيخ محمد أنور شاه الكاشميري، (١٢٩٢ - ١٣٥٢ هـ)، ط: الثالثة، (١٤٢٤ هـ = ٢٠٠٤ م) إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.
١٠. البداية والنهاية: لأبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، (ت: ٧٧٤ هـ)، بتحقيق علي شيري، ط: الأولى، (١٤٠٨ هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
١١. البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: للمحدث محمد علي اليمني الشوكاني (١١٧٣ - ١٢٥٠ هـ)، ط: الأولى، دار المعرفة، بيروت.
١٢. تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، بتحقيق الدكتور بشار عواد معروف، ط: الأولى، (٢٠٠٣ م)، دار الغرب الإسلامي.
١٣. تاريخ الأمم والملوك: لمحمد بن جرير الطبري، (٢٢٤ - ٣١٠ هـ)، ط: الأولى، (١٤٠٧ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
١٤. تاريخ الخلفاء: لعبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، (ت: ٩١١ هـ)، ط: الأولى (١٣٧١ هـ = ١٩٥٢ م)، مطبعة السعادة، مصر.
١٥. تاريخ خليفة ابن خياط: لخليفة بن خياط الليثي العصفري، (ت: ٢٤٠ هـ) بتحقيق الدكتور أكرم ضياء العمري، ط: الثانية، (١٣٩٧ هـ)، دار القلم، مؤسسة الرسالة، دمشق، بيروت.
١٦. التاريخ الكبير: لمحمد بن إسماعيل البخاري، (ت: ٢٥٦ هـ)، بتحقيق السيد هاشم الندوي، ط: الأولى، (١٣٦٠ هـ)، مطبعة الجمعية العلمية الشهيرة بـ: «دائرة المعارف العثمانية»، بحيدر آباد الدكن، الهند.
١٧. تجريد أسماء الصحابة: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، ط: الأولى، (١٨٩٥ هـ)، مطبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الهند.
١٨. تحرير الشهادتين شرح سِرِّ الشهادتين: لمحمد سلامت الله الكشفي، ط:

كتابات (المصادر العربية)

١. أبو حنيفة، حياته وعصره، وآراءه الفقهية: لمحمد أبي زهرة، ط: الثانية، دار الفكر العربي، القاهرة، مصر.
٢. الأخبار الطوال: لأبي حنيفة أحمد بن داود الدينوري (ت: ٢٨٢ هـ)، بتحقيق كراتشكو فسكي، (١٩١٢ م).
٣. إرشاد الساري، لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبي بكر القتيبي القسطلاني، (ت: ٩٢٣ هـ)، ط: الأولى، (١٣٢٣ هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر.
٤. إزالة الغن عن بصارة العين، بإثبات شهادة الحسين: لمولوي حيدر علي ابن محمد فيض آبادي، ط: الثانية، (١٢٩٥ هـ)، مطبع نمر، لكهنشو، الهند. (باللغة الفارسية).
٥. أسد الغابة: لأبي الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الجزري، المعروف بـ: «ابن الأثير»، (ت: ٦٣٠)، بتحقيق عادل أحمد الرفاعي، ط: الأولى، (١٤١٧ هـ = ١٩٩٦ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
٦. الإصابة في تمييز الصحابة: لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي، (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)، بتحقيق علي محمد البجاوي، ط: الأولى، (١٤١٢ هـ = ١٩٩٢ م)، دار الجيل، بيروت، لبنان.
٧. أصول الدين: لجمال الدين أحمد بن محمد بن محمود بن سعيد الغزنوي، (ت: ٥٩٣ هـ)، بتحقيق عمر وفيق الداعوق، ط: الأولى، (١٩٩٨ م)، دار البشائر الإسلامية، بيروت، لبنان.
٨. إعلاء السنن: للعلامة ظفر أحمد العثماني التهانوي (١٣١٠ - ١٣٩٤ هـ) بتحقيق الشيخ المفتي محمد تقي العثماني، ط: الأولى (١٤١٨ هـ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.

٩. إكفار الملحدين في ضروريات الدين: لخاتمة المحدثين الشيخ محمد أنور شاه الكاشميري، (١٢٩٢ - ١٣٥٢ هـ)، ط: الثالثة، (١٤٢٤ هـ = ٢٠٠٤ م)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.
١٠. البداية والنهاية: لأبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، (ت: ٧٧٤ هـ)، بتحقيق علي شبري، ط: الأولى، (١٤٠٨ هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
١١. البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: للمحدث محمد علي اليمني الشوكاني (١١٧٣ - ١٢٥٠ هـ)، ط: الأولى، دار المعرفة، بيروت.
١٢. تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، بتحقيق الدكتور بشار عواد معروف، ط: الأولى، (٢٠٠٣ م)، دار الغرب الإسلامي.
١٣. تاريخ الأمم والملوك: لمحمد بن جرير الطبري، (٢٢٤ - ٣١٠ هـ)، ط: الأولى، (١٤٠٧ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
١٤. تاريخ الخلفاء: لعبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، (ت: ٩١١ هـ)، ط: الأولى (١٣٧١ هـ = ١٩٥٢ م)، مطبعة السعادة، مصر.
١٥. تاريخ خليفة ابن خياط: لخليفة بن خياط الليثي العصفري، (ت: ٢٤٠ هـ) بتحقيق الدكتور أكرم ضياء العمري، ط: الثانية، (١٣٩٧ هـ)، دار القلم، مؤسسة الرسالة، دمشق، بيروت.
١٦. التاريخ الكبير: لمحمد بن إسماعيل البخاري، (ت: ٢٥٦ هـ)، بتحقيق السيد هاشم الندوي، ط: الأولى، (١٣٦٠ هـ)، مطبعة الجمعية العلمية الشهيرة بـ: «دائرة المعارف العثمانية»، بحيدر آباد الدكن، الهند.
١٧. تجريد أسماء الصحابة: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، ط: الأولى، (١٨٩٥ هـ)، مطبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الهند.
١٨. تحرير الشهادتين شرح سر الشهادتين: لمحمد سلامة الله الكشفي، ط:

كتابات (المصادر العربية)

١. أبو حنيفة، حياته وعصره، وآراءه الفقهية: لمحمد أبي زهرة، ط: الثانية، دار الفكر العربي، القاهرة، مصر.
٢. الأخبار الطوال: لأبي حنيفة أحمد بن داود الدينوري (ت: ٢٨٢ هـ)، بتحقيق كراتشكو فسكي، (١٩١٢ م).
٣. إرشاد الساري، لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبي بكر القتيبي القسطلاني، (ت: ٩٢٣ هـ)، ط: الأولى، (١٣٢٣ هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر.
٤. إزالة الغن عن بصارة العين، بإثبات شهادة الحسين: لمولوي حيدر علي ابن محمد فيض آبادي، ط: الثانية، (١٢٩٥ هـ)، مطبع نمر، لكهنشو، الهند. (باللغة الفارسية).
٥. أسد الغابة: لأبي الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الجزري، المعروف بـ: «ابن الأثير»، (ت: ٦٣٠)، بتحقيق عادل أحمد الرفاعي، ط: الأولى، (١٤١٧ هـ = ١٩٩٦ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
٦. الإصابة في تمييز الصحابة: لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي، (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)، بتحقيق علي محمد البجاوي، ط: الأولى، (١٤١٢ هـ = ١٩٩٢ م)، دار الجيل، بيروت، لبنان.
٧. أصول الدين: لجمال الدين أحمد بن محمد بن محمود بن سعيد الغزنوي، (ت: ٥٩٣ هـ)، بتحقيق عمر وفيق الداعوق، ط: الأولى، (١٩٩٨ م)، دار البشائر الإسلامية، بيروت، لبنان.
٨. إعلاء السنن: للعلامة ظفر أحمد العثماني التهانوي (١٣١٠ - ١٣٩٤ هـ) بتحقيق الشيخ المفتي محمد تقي العثماني، ط: الأولى (١٤١٨ هـ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.

٩. إكفار الملحدين في ضروريات الدين: لخاتمة المحدثين الشيخ محمد أنور شاه الكاشميري، (١٢٩٢ - ١٣٥٢ هـ)، ط: الثالثة، (١٤٢٤ هـ = ٢٠٠٤ م)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.
١٠. البداية والنهاية: لأبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، (ت: ٧٧٤ هـ)، بتحقيق علي شبري، ط: الأولى، (١٤٠٨ هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
١١. البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: للمحدث محمد علي اليمني الشوكاني (١١٧٣ - ١٢٥٠ هـ)، ط: الأولى، دار المعرفة، بيروت.
١٢. تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، بتحقيق الدكتور بشار عواد معروف، ط: الأولى، (٢٠٠٣ م)، دار الغرب الإسلامي.
١٣. تاريخ الأمم والملوك: لمحمد بن جرير الطبري، (٢٢٤ - ٣١٠ هـ)، ط: الأولى، (١٤٠٧ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
١٤. تاريخ الخلفاء: لعبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، (ت: ٩١١ هـ)، ط: الأولى (١٣٧١ هـ = ١٩٥٢ م)، مطبعة السعادة، مصر.
١٥. تاريخ خليفة ابن خياط: لخليفة بن خياط الليثي العصفري، (ت: ٢٤٠ هـ) بتحقيق الدكتور أكرم ضياء العمري، ط: الثانية، (١٣٩٧ هـ)، دار القلم، مؤسسة الرسالة، دمشق، بيروت.
١٦. التاريخ الكبير: لمحمد بن إسماعيل البخاري، (ت: ٢٥٦ هـ)، بتحقيق السيد هاشم الندوي، ط: الأولى، (١٣٦٠ هـ)، مطبعة الجمعية العلمية الشهيرة بـ: «دائرة المعارف العثمانية»، بحيدر آباد الدكن، الهند.
١٧. تجريد أسماء الصحابة: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، ط: الأولى، (١٨٩٥ هـ)، مطبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الهند.
١٨. تحرير الشهادتين شرح سر الشهادتين: لمحمد سلامة الله الكشفي، ط:

كتابات (المصادر العربية)

١. أبو حنيفة، حياته وعصره، وآراءه الفقهية: لمحمد أبي زهرة، ط: الثانية، دار الفكر العربي، القاهرة، مصر.
٢. الأخبار الطوال: لأبي حنيفة أحمد بن داود الدينوري (ت: ٢٨٢ هـ)، بتحقيق كراتشكو فسكي، (١٩١٢ م).
٣. إرشاد الساري، لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبي بكر القتيبي القسطلاني، (ت: ٩٢٣ هـ)، ط: الأولى، (١٣٢٣ هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر.
٤. إزالة الغن عن بصارة العين، بإثبات شهادة الحسين: لمولوي حيدر علي ابن محمد فيض آبادي، ط: الثانية، (١٢٩٥ هـ)، مطبع ثمر، لكهنشو، الهند. (باللغة الفارسية).
٥. أسد الغابة: لأبي الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الجزري، المعروف بـ: «ابن الأثير»، (ت: ٦٣٠)، بتحقيق عادل أحمد الرفاعي، ط: الأولى، (١٤١٧ هـ = ١٩٩٦ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
٦. الإصابة في تمييز الصحابة: لأبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي، (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)، بتحقيق علي محمد البجاوي، ط: الأولى، (١٤١٢ هـ = ١٩٩٢ م)، دار الجيل، بيروت، لبنان.
٧. أصول الدين: لجمال الدين أحمد بن محمد بن محمود بن سعيد الغزنوي، (ت: ٥٩٣ هـ)، بتحقيق عمر وفق الداعوق، ط: الأولى، (١٩٩٨ م)، دار البشائر الإسلامية، بيروت، لبنان.
٨. إعلاء السنن: للعلامة ظفر أحمد العثماني التهانوي (١٣١٠ - ١٣٩٤ هـ) بتحقيق الشيخ المفتي محمد تقي العثماني، ط: الأولى (١٤١٨ هـ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.

٩. إكفار الملحدين في ضروريات الدين: لخاتمة المحدثين الشيخ محمد أنور شاه الكاشميري، (١٢٩٢ - ١٣٥٢ هـ)، ط: الثالثة، (١٤٢٤ هـ = ٢٠٠٤ م)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، باكستان.
١٠. البداية والنهاية: لأبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، (ت: ٧٧٤ هـ)، بتحقيق علي شيري، ط: الأولى، (١٤٠٨ هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.
١١. البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: للمحدث محمد علي اليمني الشوكاني (١١٧٣ - ١٢٥٠ هـ)، ط: الأولى، دار المعرفة، بيروت.
١٢. تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، بتحقيق الدكتور بشار عواد معروف، ط: الأولى، (٢٠٠٣ م)، دار الغرب الإسلامي.
١٣. تاريخ الأمم والملوك: لمحمد بن جرير الطبري، (٢٢٤ - ٣١٠ هـ)، ط: الأولى، (١٤٠٧ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
١٤. تاريخ الخلفاء: لعبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، (ت: ٩١١ هـ)، ط: الأولى (١٣٧١ هـ = ١٩٥٢ م)، مطبعة السعادة، مصر.
١٥. تاريخ خليفة ابن خياط: لخليفة بن خياط الليثي العصفري، (ت: ٢٤٠ هـ) بتحقيق الدكتور أكرم ضياء العمري، ط: الثانية، (١٣٩٧ هـ)، دار القلم، مؤسسة الرسالة، دمشق، بيروت.
١٦. التاريخ الكبير: لمحمد بن إسماعيل البخاري، (ت: ٢٥٦ هـ)، بتحقيق السيد هاشم الندوي، ط: الأولى، (١٣٦٠ هـ)، مطبعة الجمعية العلمية الشهيرة بـ: «دائرة المعارف العثمانية»، بحيدر آباد الدكن، الهند.
١٧. تجريد أسماء الصحابة: لشمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، ط: الأولى، (١٨٩٥ هـ)، مطبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الهند.
١٨. تحرير الشهادتين شرح سائر الشهادتين: لمحمد سلامت الله الكشفي، ط:

- الأولى، (١٨٨٢ م)، مطبعة منشي نول كشور، الهند. (شرح فارسي).
١٩. تحقيق الثُّمَّة، بتلخيص معالم دار الهجرة: لأبي بكر بن الحسين بن عمر المراغي، مخطوط: المكتبة الأحمديّة.
٢٠. تطهير الجنان واللِّسان عن الحظور والتفوّه بثلث معاوية بن أبي سفيان: للعلامة أحمد بن محمد بن علي بن حجر المكي الهيثمي، (٩٠٩ - ٩٧٤ هـ) (مخطوط، رقم ٣٠٥٨)، من مخطوطات مكتبة جامعة الملك سعود، بالرياض، بالمملكة العربية السعودية.
٢١. التفسير المظهر: لمحمد ثناء الله العثماني المظهري (ت: ١٢٢٥ هـ)، بتحقيق غلام نبي تونسوي، ط: الأولى، (١٤٢٥ هـ = ٢٠٠٤ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت.
٢٢. تقرير الجنجوهي، على صحيح مسلم: للشيخ الأجل مولانا حسين علي، وان بهجرا، ضلع ميانوالي، باكستان.
٢٣. التمهيد في بيان فسق يزيد: للعلامة المفتي شير محمد علوي، رئيس دار الإفتاء جَمِيلِيَّة، بلاهور، باكستان.
٢٤. تهذيب التهذيب: لأحمد بن علي بن حجر العسقلاني، (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)، ط: الأولى، (١٤٠٤ هـ = ١٩٨٤ م)، دار الفكر، بيروت.
٢٥. تيسير القاري: لنور الحق ابن الشيخ العالم عبد الحق المحدث الدهلوي، ط: الأولى، مكتبة حقانية، قصه خواني بازار، بشاور.
٢٦. جَمَهْرَةُ أنساب العرب: لعلي بن أحمد، ابن حزم الأندلسي، (ت: ٤٥٦ هـ)، ط: الثالثة، (١٤٢٤ هـ = ٢٠٠٣ م)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
٢٧. جلاء العيون: سيرة رسول الله ﷺ، وابنته الزهراء، والأئمة الإثني عشر: لملاً محمد باقر المجلسي، أو عبد الله شبر، ط: الأولى، (١٤٢٨ هـ = ٢٠٠٧ م)، دار المرتضى، بيروت، لبنان.
٢٨. خلاصة الفتاوى: لطاهر بن أحمد بن عبد الرشيد البخاري (٤٨٢ - ٥٤٢ هـ).
- مخطوط: في مكتبة جَامِعَةِ الْمَلِكِ سَعُود، رقم الصَّنْف (٢١٧.٤/خ.ب)، والرَّقم العام (١٥١٥).
٢٩. الرَّد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد: لأبي الفرج ابن الجوزي، (٥٠٨ - ٥٩٧ هـ)، أرْدُو ترجمه، ط: الأولى، (١٤٣٤ هـ)، شاه نفيس أكاديمي، لاهور، باكستان.
٣٠. الرُّوضُ الباسم في الذَّبِّ عَنْ سُنَّةِ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ: للإمام المجتهد محمد ابن إبراهيم الوزير اليماني (ت: ٨٤٠ هـ)، بتحقيق علي بن محمد العمران، ط: الأولى، دار عالم الفوائد، للنشر والتوزيع.
٣١. زَجْرُ الشُّبَّانِ والشُّبَّيَّة، عَنْ إِرْتِكَابِ الْغِيَةِ: لمحمد عبد الحي، ط: الأولى، (١٨٩٤ هـ)، ومكتبة الملك فهد الوطنية، الرياض.
٣٢. سُنن التِّرْمِذِي: لمحمد بن عيسى بن سَوْرَةَ الترمذي، (ت: ٢٨٩ هـ)، بتحقيق الشيخ بشار عَوَّاد معروف، ط: الأولى (١٩٩٨ م)، دار الغرب الإسلامي، بيروت، لبنان.
٣٣. سنن الدَّارِمِي: لعبد الله بن عبد الرَّحْمَنِ الدارمي، بتحقيق فؤاد أحمد زمري، خالد السبع العلمي، ط: الأولى، (١٤٠٧ هـ)، دار الكتاب العربي، بيروت.
٣٤. سنن النَّسَائِي: لأبي عبد الرَّحْمَنِ أَحْمَد بن شُعَيْب النَّسَائِي، (ت: ٣٠٣ هـ)، بتحقيق الشيخ عبد الفتاح أبو غَدَّة، ط: الثانية، (١٤٠٦ هـ = ١٩٨٦ م)، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب.
٣٥. سَوَال في يزيد: لتقي الدين أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، (ت ٧٢٨ هـ) بتحقيق أنور الباز، وعامر الجزار، ط: الثالثة، (١٤٢٦ هـ = ٢٠٠٥ م)، دار الوفاء. (والسؤال موجود ضمن مجموع الفتاوى لابن تيمية).
٣٦. سير أعلام النبلاء: للحافظ شمس الدِّين محمد بن أحمد بن عثمان بن قانماز الذهبي، (ت: ٧٤٨ هـ)، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: الثالثة، (١٤٠٥ هـ = ١٩٨٥ م)، مؤسسة الرسالة.
٣٧. شَذَرَاتُ الذَّهَبِ في أخبار مَنْ ذَهَبَ: لعبد الحي بن أحمد بن محمد الحنبلي،

- الأولى، (١٨٨٢ م)، مطبعة منشي نول كشور، الهند. (شرح فارسي).
١٩. تحقيق الثُّمَّة، بتلخيص معالم دار الهجرة: لأبي بكر بن الحسين بن عمر المراغي، مخطوط: المكتبة الأحمديّة.
٢٠. تطهير الجنان واللِّسان عن الحظور والتفوّه بثلث معاوية بن أبي سفيان: للعلامة أحمد بن محمد بن علي بن حجر المكي الهيثمي، (٩٠٩ - ٩٧٤ هـ) (مخطوط، رقم ٣٠٥٨)، من مخطوطات مكتبة جامعة الملك سعود، بالرياض، بالمملكة العربية السعودية.
٢١. التفسير المظهر: لمحمد ثناء الله العثماني المظهري (ت: ١٢٢٥ هـ)، بتحقيق غلام نبي تونسوي، ط: الأولى، (١٤٢٥ هـ = ٢٠٠٤ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت.
٢٢. تقرير الجنجوهي، على صحيح مسلم: للشيخ الأجل مولانا حسين علي، وان بهجرا، ضلع ميانوالي، باكستان.
٢٣. التمهيد في بيان فسق يزيد: للعلامة المفتي شير محمد علوي، رئيس دار الإفتاء جَمِيلِيَّة، بلاهور، باكستان.
٢٤. تهذيب التهذيب: لأحمد بن علي بن حجر العسقلاني، (٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)، ط: الأولى، (١٤٠٤ هـ = ١٩٨٤ م)، دار الفكر، بيروت.
٢٥. تيسير القاري: لنور الحق ابن الشيخ العالم عبد الحق المحدث الدهلوي، ط: الأولى، مكتبة حقانية، قصه خواني بازار، بشاور.
٢٦. جَمَهْرَةُ أنساب العرب: لعلي بن أحمد، ابن حزم الأندلسي، (ت: ٤٥٦ هـ)، ط: الثالثة، (١٤٢٤ هـ = ٢٠٠٣ م)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
٢٧. جلاء العيون: سيرة رسول الله ﷺ، وابنته الزهراء، والأئمة الإثني عشر: لملاً محمد باقر المجلسي، أو عبد الله شبر، ط: الأولى، (١٤٢٨ هـ = ٢٠٠٧ م)، دار المرتضى، بيروت، لبنان.
٢٨. خلاصة الفتاوى: لطاهر بن أحمد بن عبد الرشيد البخاري (٤٨٢ - ٥٤٢ هـ).

- محمد الصلابي، ط: الأولى، (١٤٢٣ هـ = ٢٠٠٢ م)، مكتبة الصحابة، الشارقة، الإمارات، ومكتبة التابعين، عين شمس، القاهرة.
٤٨. الفصل في العِلَل والنَحْل: للحافظ علي بن أحمد بن سعيد ابن حزم الأندلسي، (ت: ٤٥٦ هـ)، ط: الأولى، مكتبة الخانجي، القاهرة، مصر.
٤٩. فَوَاتِح الرَّجُمُوت، بِشْرَحِ مُسَلِّمِ الثُّبُوت: للإمام عبد العلي بن محمد بن نظام الدين الأنصاري (ت: ١٢٢٥ هـ)، ط: الأولى، (١٣٢٥ هـ)، المطبعة الأميرية، بولاق، مصر.
٥٠. كتاب الإِتْحَاف بِحُبِّ الْأَشْرَاف: للإمام عبد الله بن محمد بن عامر الشُّبْرَاوي، (ت: ١١٧١ هـ)، ط: الأولى، (١٣٨٥ هـ)، مصطفى البابي الحلبي، مصر.
٥١. لِسَانُ الْمِيزَان: لأحمد بن علي ابن حجر العسقلاني، (ت: ٨٥٢ هـ)، ط: الثانية (١٣٩٠ هـ = ١٩٧١ م)، مؤسَّسة الأعْلَمِي للمطبوعات، بيروت.
٥٢. جَمْعُ الزَّوَادِ وَمَنْبَغُ الْفَوَائِد: لأبي الحسن نور الدين علي الهيثمي (ت: ٨٠٧ هـ) بتحقيق حسام الدين القدسي، ط: الأولى، (١٤١٤ هـ = ١٩٩٤ م)، مكتبة القدسي، القاهرة، مصر.
٥٣. مَدَارِجُ النَّبَوَّة: لعبد الحق بن سيف الدين الدهلوي، (ت: ١٠٥٤ هـ)، ط: الأولى، (٥ = م)، مطبع فيض، منبع منشي نَوَلْ كُشُور، الهند.
٥٤. الْمُسَامَرَةُ، لِلْكَمَالِ ابْنِ أَبِي شَرِيف، بِشْرَحِ الْمُسَايَرَةِ: للكمال ابن الهمام، مع حاشية المسايرة، للشيخ قاسم بن قطلوبغا، ط: الأولى، (١٣١٧ هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، مصر المحمية.
٥٥. الْمُسْتَدْرَكُ عَلَى الصَّحِيحَيْنِ: لمحمد بن عبد الله النيسابوري الشهير بالحاكم، (ت: ٤٠٥ هـ)، بتحقيق مصطفى عبد القادر عطا، ط: الأولى، (١٤١١ هـ = ١٩٩٠ م)، دار الكتب العلمية، بيروت.
٥٦. مُسْنَدُ الْإِمَامِ أَحْمَد: للإمام أحمد بن حنبل الشيباني، (ت: ٢٤١ هـ)، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط، عادل مرشد وجماعة من المحققين، ط: الأولى، (١٤٢١ هـ = ٢٠٠١ م)، مؤسَّسة الرِّسَالَةِ.

- (١٠٣٢ - ١٠٨٩ هـ)، بتحقيق عبد القادر الأرناؤوط، ط: الأولى، (١٤٠٦ هـ)، دار ابن كثير، دمشق.
٣٨. شَرْحُ الْمَقَانِدِ النَّسَفِيَّةِ: للعلامة سعد الدين مسعود بن عمر بن عبد الله التفتازاني (٧١٢ - ٧٩٣ هـ)، ط: مكتبة إمدادية، شارع مُسْتَشْفَى تِي بِي، ملتان، باكستان.
٣٩. شَرْحُ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ لِأَبِي حَنِيفَةَ: لَعَلَمِ الْهُدَى رَئِيسِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ ابْنِ مُحَمَّدٍ بن محمود الحنفي الماتريدي، (ت: ٣٣٣ هـ)، بتحقيق عبد الله بن إبراهيم الأنصاري، ط: الأولى، (١٣٢١ هـ)، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية، حيدر آباد، الدكن، الهند.
٤٠. الصَّوَاغِقُ الْمُحَرَّقَةُ: لأبي العباس أحمد بن محمد بن علي ابن حجر الهيثمي، (٩٠٩ - ٩٧٤ هـ)، بتحقيق عبد الله التركي، وكامل محمد الخراط، ط: الأولى، (١٩٩٧ م)، مؤسَّسة الرسالة، بيروت.
٤١. الْعَبَرُ فِي خَبَرِ مَنْ غَبَرَ: لشمس الدين محمد بن أحمد الذهبي (ت: ٧٤٨ هـ)، بتحقيق محمد السعيد زغلول، ط: الأولى، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
٤٢. الْعِلْمُ الشَّامِخُ فِي تَفْضِيلِ الْحَقِّ عَلَى آبَاءِ وَالْمَشَائِخِ: للإمام صالح بن المهدي ابن علي المقبل اليمني، (ت: ١١٠٨ هـ)، ط: الأولى (١٣٢٨ هـ)، مصر، القاهرة.
٤٣. فِتَاوَى ابْنِ تَيْمِيَّةَ: لتقي الدين أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية الحراني، (ت: ٧٢٨ هـ)، بتحقيق الشَّيْخِ أَنْوَرِ الْبَازِ، وعامر الجزار، طبع: الثالثة، (١٤٢٦ هـ = ٢٠٠٥ م)، دار الوفاء.
٤٤. فِتَاوَى بَرْزَايَةَ: طبع ميريَّة، بولاق، مصر.
٤٥. فَتَحُ الْبَارِي شَرْحُ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ: لشهاب الدين ابن حجر العسقلاني، (ت: ٨٥٢ هـ)، ط: الثانية، دار المعرفة، بيروت، لبنان.
٤٦. الْفَرْعُ النَّامِي مِنَ الْأَصْلِ السَّامِيِّ: لمحمد صديق حسن خان بهادر الحسيني البخاري، (ت: ١٣٠٧ هـ).
٤٧. فَصْلُ الْخُطَابِ فِي سِيرَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: للدكتور علي محمد

- دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
۶۸. المنهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج: للإمام يحيى بن شرف النووي، (۶۳۱ - ۶۷۶ هـ)، ط: الأولى، (۱۳۴۸ هـ = ۱۹۲۹ م)، المطبعة المصرية، بالأزهر، القاهرة، مصر.
۶۹. منهاج السنة النبوية: لأحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، (ت: ۷۲۸ هـ)، بتحقيق الدكتور محمد رشاد سالم، ط: الأولى، مؤسسة قرطبة.
۷۰. ميزان الاعتدال في نقد الرجال: لمحمد بن أحمد الذهبي، (ت: ۷۴۸ هـ)، بتحقيق علي محمد البجاوي، ط: الأولى، (هـ = م)، دار المعرفة، بيروت.
۷۱. الوزراء والكتّاب: لأبي عبد الله محمد بن عبدوس، الشهير بالجيشياري، (ت: ۳۲۱ هـ)، بتقديم د. حسن الزين، ط: الأولى (۱۴۰۸ هـ = ۱۹۸۸ م)، دار الفكر الحديث، للطباعة والنشر، بيروت، لبنان.
۷۲. وفاء الوفاء بأخبار دار المظنّى: لعلي بن عبد الله أحمد الحسيني، نور الدين أبي الحسن السمنودي، (۸۴۴ - ۹۱۱ هـ)، ط: الأولى، (۱۴۱۹ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.
- کتابیات (فارسی وارو)**
۷۳. آپ کے مسائل اور ان کا حل: حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، طبع اول ۱۹۸۹ء، مکتبہ ولدھیانوی، ۱۸، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔
۷۴. آنکھوں کی ٹھنڈک: حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ، مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ۔
۷۵. ابوالائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مقدس تعلیمات: حضرت مولانا عبد الشکور کھنوی صاحب رحمہ اللہ، اجوبہ اربعین: حضرت مولانا قاسم نانوتوی، ادارہ نشر و اشاعت، مدرسہ نعرۃ العلوم، گوجرانوالہ۔
۷۶. امداد الفتاوی: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، بترتیب جدید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، طبع جدید، جولائی ۲۰۱۰ء، مکتبہ دارالعلوم کراچی
۷۷. انجم ماہنامہ رسالہ، لکھنؤ، زیر ادارت حضرت مولانا عبد الشکور کھنوی صاحب رحمہ اللہ، انوار مدینہ: ماہنامہ رسالہ جامعہ مدنیہ، لاہور، پاکستان۔
۵۷. مشکاة المصابیح: لمحمد بن عبد الله الخطيب التبريزي، (ت: ۷۴۱ هـ)، ط: الثالثة، (۱۴۰۵ هـ = ۱۹۸۵ م)، المكتب الإسلامي، بيروت.
۵۸. مطالب المؤمنين: نقلًا عن: فزجر الشبان والشبيبة، لعبد الحي اللكنوي.
۵۹. مطرقة الكرامة على مرآة الإمامة: للشيخ العلامة مولانا خليل أحمد، محدث السهارنفوري، من مظاهر العلوم، بهارنפור، الهند.
۶۰. المعارف: لابن قتيبة الدينوري، (ت: ۲۶۶ هـ)، بتحقيق د/ ثروت عكاشة، ط: الأولى، (۱۹۶۱ م)، القاهرة، مصر.
۶۱. المعتمد في أصول الفقه: لأبي الحسين محمد بن علي بن الطيب البصري، (ت: ۴۳۶ هـ)، بتحقيق وتهذيب محمد حميد الله، وغيره، ط: الأولى، (۱۳۸۴ هـ = ۱۹۶۴ م)، المعهد العلمي الفرنسي للدراسات العربية، بدمشق.
۶۲. المعجم الأعظم (أي: عربي اردو لغات): لمحمد حسن الأعظمي، ط: الأولى، (۱۹۵۴ م)، مكتبة أعظمية.
۶۳. معجم البلدان: لأبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي، (ت: هـ)، ط: الأولى، (۱۳۹۹ هـ = ۱۹۷۹ م)، دار إحياء التراث العربي، بيروت.
۶۴. معجم الصحابة: لأبي القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز بن المرزبان البغوي، (ت: ۳۱۷ هـ)، بتحقيق الشيخ محمد الأمين الجكني، ط: الأولى، (۱۴۲۱ هـ = ۲۰۰۰ م)، مكتبة دار البيان، الكويت.
۶۵. المعجم الكبير: لأبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (۲۶۰ - ۳۶۰ هـ) بتحقيق حمدي عبد المجيد السلفي، ط: الثانية، (۱۴۰۴ هـ = ۱۹۸۳ م)، مكتبة العلوم والحكم، الموصل.
۶۶. مقدمة تاريخ ابن خلدون: لعبد الرحمن خلدون، (۷۳۲ - ۸۰۸ هـ)، بتحقيق الأستاذ خليل شحادة، وسهيل زكار، ط: (۱۴۳۱ هـ = ۲۰۱۰ م) دار الفكر، بيروت، لبنان.
۶۷. المنتقى شرح الموطأ للإمام مالك: للقاضي أبي الوليد سليمان بن خلف الباجي (ت: ۴۹۴ هـ)، بتحقيق محمد عبد القادر عطا، (۱۴۲۰ هـ = ۱۹۹۰ م)،

۹۸. سیدنا علی وحسین: قاضی اطہر مبارکپوری۔ مکتبہ سید احمد شہید۔ اردو بازار لاہور۔
۹۹. سیرۃ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: مولانا محمد نافع مدظلہم۔ دارالکتاب، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور، پاکستان۔
۱۰۰. سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: علامہ ابن حجر مکی۔ ترجمہ: علامہ عبدالشکور لکھنوی: شاہ نفیس اکاڈمی لاہور، پاکستان۔
۱۰۱. سیرت حسین کریمین: مفتی بشیر احمد پسروری۔ مکتبہ سید احمد شہید، لاہور، پاکستان۔
۱۰۲. سیرت النبی ﷺ: علامہ شبلی نعمانی و علامہ سید سلیمان ندوی، رحمہما اللہ تعالیٰ، اشاعت اول: ستمبر ۲۰۰۲ء، ادارہ اسلامیات، لاہور، پاکستان۔
۱۰۳. شاہجی کے علمی و تقریری جواہر پارے: سید امین گیلانی۔ مکتبہ تالیفات ختم نبوت، لاہور۔
۱۰۴. شہادت امام حسین اور کردار یزید: تالیف حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ، طباعت: تحریک خدام اہل السنۃ والجماعت، کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور۔
۱۰۵. صراط مستقیم: اردو، از حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ۔
۱۰۶. عقائد الاسلام: مولانا عبدالحق حقانی۔ ادارہ اسلامیات اردو بازار لاہور۔
۱۰۷. عقائد الاسلام: از حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، طبع: اول، جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ مئی ۲۰۱۰ء، ادارہ اسلامیات، دینا ناٹھ مینشن، مال روڈ، لاہور، پاکستان۔
۱۰۸. الفاروق: ماہنامہ رسالہ، مدرسہ عربیہ، دارالہدی، چوکیرہ۔
۱۰۹. فتاویٰ حقانیہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب، ودیگر مفتیان کرام دارالعلوم حقانیہ، باہتمام حضرت مولانا سیدالحق صاحب، ناشر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ تنک۔
۱۱۰. فتاویٰ رشیدیہ: مع افاضات مبارکہ، از حضرت مولانا رشید احمد گنگوئی صاحب، طبع: مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان۔
۱۱۱. فتاویٰ عبدالحی کھنوی: (مجموع الفتاویٰ)، بزبان فارسی۔
۱۱۲. فتاویٰ عزیزی: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، باہتمام حاجی محمد زکی، طبع: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، پاکستان۔
۱۱۳. فتاویٰ فریدیہ: محدث کبیر مفتی محمد فرید صاحب، تخریج و ترتیب محمد دہاب منگھوڑی، طبع سوم ستمبر ۲۰۰۲ء، ادارہ اسلامیات، لاہور، پاکستان۔

۸۰. بے نظیر دلا جواب مناظرہ (باگز سرگاندہ)۔ مولانا عبدالستار تونسوی
۸۱. تائیدی تبصرے: حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی۔
۸۲. تجلیات صفدر: حضرت مولانا محمد امین صفدر، ترتیب و تصحیح مولانا نعیم احمد صاحب، مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان، پاکستان۔
۸۳. تحقیق مزید، بسلسلہ خلافت معاویہ و یزید: از محمود احمد عباسی، شائع کردہ: الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ، مکان نمبر ۳، رو نمبر ۷، سب بلاک اے، بلاک نمبر ۱، ناظم آباد، نزد مسجد قدوسیہ، کراچی، ۷۶۰۰۔
۸۴. تعمیر حیات: پندرہ روزہ رسالہ، لکھنؤ۔
۸۵. تکمیل الایمان: از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مع اعتقاد نامہ منظوم از مولانا نور الدین عبد الرحمن جانی، طبع: الرحیم اکیڈمی، اے، ۷/۷، اعظم نگر، پوسٹ آفس لیاقت آباد، کراچی۔
۸۶. حادثہ کربلا کا پس منظر: مولانا عبدالرشید نعمانی۔ ادارہ اشاعت دینیات۔ ۱۶۸/۲ جھانوس۔ نظام الدین۔ دہلی۔
۸۷. حسین اور یزید: از مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ (توبہ یک سنگھ)۔
۸۸. حق چار یار، (اشاعت خاص)، بیاد حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی: ماہنامہ حق چار یار
۸۹. حقیقت یزید: از حضرت مفتی مہدی حسن صاحب، صدر مفتی دارالعلوم دیوبند۔
۹۰. خارجی فتنہ (حصہ اول): حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، چکوال، پاکستان۔
۹۱. خارجی فتنہ (حصہ دوم): حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، چکوال، پاکستان۔
۹۲. خطبات حضرت لاہوری: حضرت مولانا احمد علی لاہوری، بترتیب و تہذیب محمد عباس شاد، فاضل وفاق المدارس العربیہ، پاکستان۔
۹۳. خطبات حکیم العصر: حضرت مولانا عبدالحمید اللہ لدھیانوی۔ مکتبہ شیخ لدھیانوی، باب العلوم کھر وڈ پکا۔
۹۴. خطبات قاسمی: مکتبہ قاسمیہ، اے بلاک، غلام محمد آباد، فیصل آباد، اشاعت اخبار دیں۔
۹۵. خلافت راشدہ: مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ زمزم پبلشرز۔ کراچی۔
۹۶. خلافت رشید ابن رشید: از ابو یزید محمد دین بٹ، آرن مرچنٹ، چوک شہید گنج، لڈا بازار، لاہور۔
۹۷. دفاع صحابہ: مولانا رب نواز طاہر، فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی، مکتبہ علی المرتضیٰ، لاڑی انڈمانسہرہ، پاکستان۔

۱۱۴. فتاویٰ محمودیہ: فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی، جوہب و تخریج زیر سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، طبع: دار الافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی، پاکستان۔
۱۱۵. فتاویٰ مفتی محمود: فقیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود، شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم، ملتان، اشاعت ہفتم، مارچ ۲۰۱۰ء، جمعیت پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان۔
۱۱۶. فیوض قاسمی: از افادات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، اشاعت: اول، دیوبند، ہندوستان۔
۱۱۷. کشف خارجیت: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین۔ چکوال، پاکستان۔
۱۱۸. مجلہ صفدر، شیخ المشائخ نمبر، بہاولپور، پاکستان۔
۱۱۹. مجلہ صفدر: شیخ الحدیث نمبر، بہاولپور، پاکستان۔
۱۲۰. مجلہ صفدر: علامہ علی شیر حیدری نمبر، بہاولپور، پاکستان۔
۱۲۱. محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ: حضرت مولانا مفتی عبدالککور ترمذی، شاہ نفیس اکادمی، لاہور، پاکستان۔
۱۲۲. مرغوب الفتاویٰ: از مولانا مرغوب الرحمن صاحب۔
۱۲۳. مسئلہ فسق یزید، اور اکابر علماء امت: حضرت مولانا مفتی عبدالککور ترمذی، شاہ نفیس اکادمی، لاہور۔
۱۲۴. مقدمات امیر شریعت: ابن امیر شریعت سید عطاء السنم بخاری۔
۱۲۵. مکتوبات امام ربانی: حضرت مجدد الف ثانی۔ مترجم: مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی۔ اسلامی کتب خانہ۔ اردو بازار لاہور۔
۱۲۶. مکتوبات حضرت نانوتوی: از حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب۔
۱۲۷. مکتوبات شیخ الاسلام: از مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی، طبع: ملک سبز، بک سٹرز، کارخانہ بازار، فیصل آباد، پاکستان۔
۱۲۸. نکات افغانی: حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب، باہتمام حکیم عبدالغنی صاحب، شانی بازار، بہاولپور، پاکستان۔

ہماری مطبوعات

- ❖ توحید باری تعالیٰ
- ❖ شمائل و اخلاق نبوی ﷺ
- ❖ تقدیس والدین مصطفیٰ ﷺ
- ❖ عقیدہ ختم نبوت ﷺ
- ❖ ریاض نبوی ﷺ کے گل تر
- ❖ سیدنا علیؑ کی شخصیت
- ❖ میں نے خدا کو دیکھا
- ❖ حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب
- ❖ خانودہ نبوی ﷺ (مناقب علی و حسین و امہما فاطمہ الزہراؑ و جعفرؑ)
- ❖ مقام اہل بیت ﷺ
- ❖ مناقب حضرت امیر معاویہؓ
- ❖ مسئلہ فتنہ یزید اور اکابر علماء اُمت
- ❖ یزید کی شخصیت علامہ ابن جوزیؒ کی نظر میں
- ❖ یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں
- ❖ محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ
- ❖ عظمت صحابہ و اہل بیت ﷺ حضرت سید نقیس الحسینی شاہ صاحب کی نظر میں

شہان نقیس اکادمی

۲۴/۱۱ سعدی پارک ۰ منگ ۰ لاہور
Mob: 0300-4183709, 0321-9448442

یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں

مترجمین

قاری محمد ضیاء الحق
میسال رضوان نقیس

شاہ نقیس اکادمی

یزید

اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں

مترجمین

قاری محمد ضیاء الحق
میسال رضوان نقیس

شہان نقیس اکادمی